UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222698

UNIVERSAL
LIBRARY

إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

از نتایج افکار جناب مولانا سید محمد جلیل الدین صاحب متخلص بہ ظہیر ابن حضرت صلاح الدولہ

مرصع مرحوم سید جلال الدین حیدر خان مرحوم و ستاد ظفر مہاشاہ بادشاہی عرش آرامگاہ

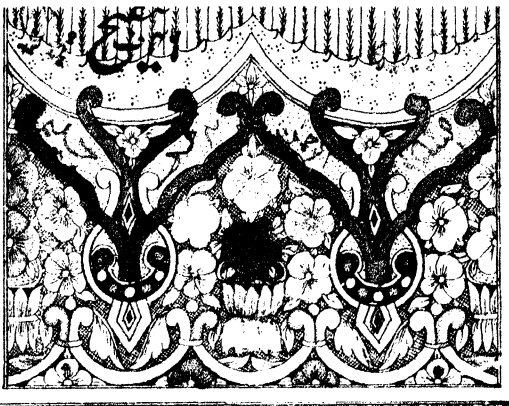
دیوان ظہیر

جلد اول

بمایش جناب مہاراجہ بہگوان سہای صاحب بہادر

افراہی حیدرآباد دوام اقبالہ تلمیذ حضرت مصنف

طبع سید عیام گرگانی باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

توحید الٰہی مین جو سر گرم رقم تھا
سجدے مین خمیدہ سر تسلیم قلم تھا

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ادنیٰ یہ جو اک جوہر اعلیٰ کا بہرم تھا
یہ نقش حدوث اور وہ اک نور قدم تھا

قطرہ کے لیے قہر ہے دریا کی جدائی
ہستی کا تعلق مجھے زندان الم تھا

عاشق کو دیا سوز حسینون کو کرشمے
یہ تیری عنایت وہ ترا لطف و کرم تھا

تھا دور سے دور اور وہ نزدیک سے نزدیک
جب غور سے دیکھا تو بت و بت فنا

کیون بند ادھر سے تو ادھر کھل گئین آنکھین
جو پردہ اوٹھا چشم سے جلباب حرم کا

حیرت سے بنا [illegible]
اک پرتو انوار تجلای قدم تھا

[illegible]
سر نکش دیر و حرم تھا

کیا کیا نہ تہ تیغ رہے ذوقِ فنا مین
دم کا ہے کو تھا سینہ مین اک تیغ دو دم تھا

حیرت مین وہ جلوے نظر آئے کہ جبکا
کعبہ مین گمان تھا نہ سرِ طورِ بہرم تھا

واماندگیِ شوق نے منزل سی لگایا
کیا کچھ سرِ آوارگیِ دیر و حرم تھا

تھا روزِ ولادت مرا ہنگامۂ ماتم
مجکو ترے دوری کا اوسی روز سے غم تھا

وان ہمسے سیہ کار ہی پہونچے تہ جانو
اک روز قیامت بہی ہماری شبِ غم تھا

عاجز ہون گنہگار ہون پابند رضا ہون
وہ شیخ زمان تھا کہ طلبگارِ ارم تھا

مین اور طمعِ اوسکی طرف دستِ مناجات
اس عجز کے قابل نہ مرا روی و دژم تھا

پردہ اوٹھا دیا ہے مقامِ کلیم کا
پایہ فراز عرش سے ہے سریر تیم کا

شاہد ہین جزو و کل تری نیرنگ صنع پر
ہے برگ برگ گا

آشوبِ عشق و حسن بتانِ پری لقا
ہے ایک لمعہ جلوہ حسن

بخشی صدف کو قطرۂ نیسان سی آبرو
نطفہ کو حسن بطن مین دُرِ یتیم کا

دلمین نسیم لطف عجب گل کہلا گئی
جہو کا نفس نفس ہے چمن کی شمیم کا

اک اک خطا شعار سی رحمت کو ہے لگاؤ
اوبجہا ہے خار خار سے دامن نسیم کا

ہے تنگنای سینۂ عاشق بہی کیا وسیع
مومن کے دلمین رنگ ہے عرشِ عظیم کا

آزاد ماسوا ہین اسیرانِ دامِ عشق
زندانِ رنج و غم ہے گلستان نعیم کا

[illegible]

جس جا گہ شانِ قہر و جلالت [illegible]
ہے پایمال ہو لشکرِ غنیم کا

تیری نگاہِ عدل سے کیا تاب و مزدن
طوفانِ قومِ عاد ہے جہو کا نسیم کا

بھر دی ہین تو نے دو جہین دو نیا کی نعمتین
ملتا نہین مزاج ہے تیرے سقیم کا

پرواز تیرے اوج حقیقت پہ کر سکے
کیا حوصلہ ہے طائر عقل سلیم کا

قدرت ہے سب طرح کی جو چاہی وہ کر دکھائے
کیا کام ہو سکے کا مین فکر فہیم کا

جو کچھ کیا درست ہے جو کچھ کرے بجا
حکمت سے کوئی فعل ہی خالی حکیم کا

بس اے ہجوم شوق کہ ہے راہ ناگزیر
ہے ماجرا نظر مین سوال کلیم کا

ہشیار اے ظہیر کہ یہہ راہ حسد ہی
پہلا ہے پانو حامل عرش عظیم کا

کیا کیا ہے آسرا تری عفو عمیم کا
ارمان حشر تک ہے گناہ عظیم کا

ہے عدل سے تری تری رحمت کا بہی ہوی
بازار سرد سرد ہے نار جحیم کا

حقا تری مشیت صنعت طراز مین
کچھہ نطق کا گذر نہ تعلق ندیم کا

پرسش تری جناب مین کیا زہد و کفر کی
عالم ہے مستحق ترے فیض عمیم کا

[redacted] تری تہی کو شایان کہ عفو سے
ذرہ کو رتبہ ذروہ عرش عظیم کا

شایان تجہی کو ہی تری رحمت ترا کرم
مجرم کو حوصلہ ہے گناہ عظیم کا

یارب تری نگاہ کرم پر نگاہ ہے
منکر جحیم کا ہون نہ طالب نعیم کا

ہے دل کو شوق مرحلہ پیمایے رضا
شائق نہین فسانہ نار و نعیم کا

ہے اہدنا الصراط مرا گام اولین
ہون راہ روا زل سے رہ مستقیم کا

عاجز ہون رو سیاہ ہون عبد ذلیل ہون
ہے آسرا مجہے ترے لطف عمیم کا

یا غافر الذنوب ظہیر سیاہ رو
امیدوار عفو ہے جرم عظیم کا

عفوِ گناہ کب تری رحمت سے دور تھا
زاہد قصور وار ہے گو بے قصور تھا

مستور کب حجاب میں حسنِ ظہور تھا
ہمکو مگر تلاش میں آنا ضرور تھا

اوتنا ہی تھا قریب وہ جتنا کہ دور تھا
اے شوق نا تمام یہ تیرا قصور تھا

ہر چشمِ حیرتی میں وہی جلوہ نور تھا
ہر دل کے آئینہ میں اوسی کا ظہور تھا

منظور کچھ شہود سے اپنا ظہور تھا
ہوتے کو یوں تو نور سے پہلے ہی نور تھا

ہر رنگ و لفریب میں اوسکا ظہور تھا
اپنے ہی امتیاز نظر کا قصور تھا

اے برق کسکی آگ میں کسکو جلا دیا
ہم بہر سو رشک تھے جلنے کو طور تھا

ساقی کی چشمِ شوخ کی کیفیتیں نہ پوچھ
جس سے نظر لڑی وہی مستی میں چور تھا

کیا ساقیِ ازل نے دیا جامِ بیخودی
بد مستیِ شبینہ کا اب تک سرور تھا

جتنے کہ دل پہ ناز تھے سب آکے گئے
صبر گریز پا ہی ہمارا غرور تھا

کسکو ظہیر بارِ امانت کی تاب تھی
یہہ بوجھ تو ہمیں کو اوٹھانا ضرور تھا

نعت

روضہ ہے کس خدیو ملائک جناب کا
ہے جلوہ ریز نور نظر آفتاب کا

یا یا ہے عہد شیب میں عالم شباب کا
آدم سے پیشتر ہے تولد جناب کا

رٹتی ہے اہل جرم کی جانب نگاہِ مہر
کچھہ کہہ رہا ہے دودسے رخنہ نقاب کا

کیا پاک چکہ ہے عالم ہو نزہتِ پاک
محتاج فیض عام نہیں انتخاب کا

مہکی ہوی ہے جسم سے بو [illegible]
[illegible] عرق کا قطرہ ہے شیشہ گلاب کا

منشور ذوالجلال ہے شاہا ترے بیان
حکم قضا ہے عرب ترے احتساب کا

ممکن نہیں نجات ترے دستخط بغیر
مختار تو ہے دفترِ روزِ حساب کا

شاہا ترے قدم سے بنا حجلۂ عروس
ٹوٹا ہوا طلسم جہانِ خراب کا

بیرونِ پردہ کون پسِ پردہ کون تھا
تھا احولوں کیواسطے دہوکا حجاب کا

رازونیاز عاشق و معشوق ہوگیے
تھا شوق ایلچی کو سوال و جواب کا

اللہ رے تجلی حسنِ جہان فروز
آیا نظر کسی کو نہ سایا جناب کا

جب تم شفیع جرم ہو آمرزگارِ حق
کیا کام باز پرسِ عذاب و ثواب کا

تھا صاعقہ فگن یدِ بیضای موسوی
مشکل کشا ہے دست مبارک جناب کا

پھرتی ہو ڈھونڈتے ہوئے کیا جادۂ سلوک
اے خضر آکے تھام لو حلقہ رکاب کا

قوسین کے قریب ہے جو لانگہ حضور
چھوڑا ہے جبرئیل نے حلقہ رکاب کا

روزِ جزا امیدِ ترحم ہے یا نبی
ایما ادھر بھی ہو نگہِ پُر حجاب کا

شب کی سیاہ میں مری مٹی عزیز ہو
اوڑتا پھرے غبارِ دلِ غم مآب کا

بوصل سے ہیں فدائی آل رسول پاک
خادم ہوں اون صحابۂ عالیجناب کا

حامی ترا شفیع قیامت ہے اے ظہیر
کیا باک تجھکو پرسشِ روزِ حساب کا

طرازِ کلکِ قدرت نے جو نقشِ کن فکاں باندھا
سرِ میم محمد مرکزِ دورِ زماں باندھا

دکھایا جلوۂ وحدت کو اک پرتو سے کثرت میں
اور اوس پرتو کو پرتو سے طلسمِ دو جہاں باندھا

دو عالم کو دیا پیوند سلطانِ دو عالم نے
سرِ رشتہ تعلق کا یہاں باندھا وہاں باندھا

بندھا جب طالب و مطلوب میں سررشتۂ الفت
تو پیمانِ متین بہرِ شفاعت درمیاں باندھا

بنایا ایک نقشِ دلنشین نقاشِ قدرت نے
اور اوس نقشہ کو سرنقشِ طرازِ کن فکاں باندھا

وہی اعمی ہے اس لنگر کا جسنے وضع نازک پر
ازل سے بخشش امت کا ہے بار گران باندہا

کہین کشکا نہین سالک کو ہر گز کوی جنت تک
وہ تمنے جادہ جبل المتین دین ہی یان باندہا

نہین فکر حوادث جسمین کچھ یا سید عالم
وہ مستحکم حصار حیطۂ امن و امان باندہا

تصور نے ترے روضہ کے چشم حق نگر کھولی
کھلے در ہای جنت جب خیال آستان باندہا

نوا سنجان شرب کی ترنم ریزیان سنکر
زمین پر بلبلان قدس نے ہے آشیان باندہا

ظہیر اوسکا ثنا خوان ہون کہ جس سلطان دیشان نے
مکان ان کا علیوہ فرماہو کے عرش امکان باندہا

[illegible]

یہ کون ہی وہ نور [illegible]

یہ کیا ہی کہ تجھہ سے تری اجداد کو ہی فخر
دم بھرے یان [illegible] تری والا کا

سیمای پر انوار ہے صد مشرق خورشید
جلوہ تری انگشت مین ہے ماہ شبی کا

تہا حضرت یوسف سے زلیخا کو تعشق
غوغا ہے ملائک مین تری دل طلبی کا

تہا عالم ارواح مین اوستاد ازل کون
احسان ہے احسان ہی امت پہ نبی کا

کس پیار سے لیتا ہے ترا نام مبارک
اللہ ہے شاہد تری شاہد لقبی کا

دیکہا رخ پر نور مین اللہ کا جلوہ
جلوے مین خدائی کی تماشا ہے نبی کا

ای رحمت عالم ترے تکیہ کی بدولت
پایا ہے لقب نخل نے شیرین رطبی کا

کہتے کو تو کہہ جاؤن تجھے احمد بی میم
ڈرتا ہون کہ ہے یہ کلمہ بے ادبی کا

تو قاسم فردوس ہے تو مالک کوثر
کیا خوف ہو محشر کی مجھے تشنہ لبی کا

یان بہی مرا حامی ہی وہان بہی مرا شافی
ہے فکر تجھی کو مری عقبی طلبی کا

نازش ہے ظہیر کی غلامی پہ مجھے بھی
ہے جس سے شرف ہاشمی و مطلبی کا

بیان کیا ہو بشر سے آپکے اوصافِ بیحد کا
خدا کے نام سے ہے متفق ہے نام پاک احمد کا

فروغ روئے عالمتاب کن سے کچھ گذر کر ہے
خدا کے نور مین پایا نشان حسن محمد کا

گنہگارون مین چرچا ہے حضور آئے ہین محشر مین
زمین سے آسمان تک غلغلہ ہے آمد آمد کا

گذر گہ ہے تری شاہا ازل کیا ہے ابد کیا ہے
یہ اک ناکا در آمد کا وہ اک ناکا برآمد کا

کرے کار خدائی بندگی مین کس کی طاقت ہے
خدا کے سامنے کہدون یہ رتبہ ہے محمد کا

خدا کی شان ہے وہ عالم علم الٰہی ہو
پڑھا جسنے دبستان مین نہین اک حرف ابجد کا

مدینہ تک پہونچ جاؤن ظہیر اب یہ تمنا ہے
لگاؤن جاکے آنکھون سے غبار پاک مرقد کا

منقبت

مرا سینہ سفینہ ہے ولائے شاہ مردان کا
حریم دل تجلی زار ہے انوار عرفان کا

مجھے تعلیم ہے اوس مدرسہ مین درس وحدت کی
کہ عقل اولین ہے طفل مکتب حسن دبستان کا

مرا مشرب محبت ہے نہ الفت تو کہ ہے دشمن
[illegible] ارکان ایمان کا

صداقت کی کسی پر بس ہے ید اللہ فوق ایدیہم
قوی تر ہے قوی دستون سے بازو دست یزدان کا

نہ سمجھا مین ترے رتبہ کو پر اتنا سمجھتا ہون
امام انس و جان بازو نبی کا شیر یزدان کا

علی کی در پہ جو پہونچا خدا کی پاس جا پہونچا
تقرب دست یزدان کا ہے قرب خاص نیدان کا

ظہیر مدح پیرا ہون غلام خاص مولا ہون
ترنم سنج ہے حسان مرے اشعار دیوان کا

دل مرا سکن و ملای مرتضےٰ کا ہو گیا
اس نستیان مین گذر شیر خدا کا ہو گیا

سر پہ سایہ دامن مشکل کشا کا ہو گیا
اسرا بیدست کو دست خدا کا ہو گیا

لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار
خوب شہرہ ذوالفقار مرتضےٰ کا ہو گیا

تیغ دشمن پر چلی کاٹے پر روح الامین
رعب حق بازو شہ خیبر کشا کا ہو گیا

مرگ ہو یا ہو ولادت جو ہو اپنی گور مین ہو
مولد و مشہد تمہارا گھر خدا کا ہو گیا

تو ہی بیشک دست حق اور دست حق مین کائنات
مالک و مختار تو ہر دوسرا کا ہو گیا

یا علی مُنہ سے کہا اور مشکلین آسان ہو مین
نام ہی مشکلکشا مشکلکشا کا ہو گیا

واہ وا کیا کوی عرفان کی نکالی راہ است
اک جہان دنبالہ رو اوس پیشوا کا ہو گیا

عقد مین دختر نبی نے دی خدا نے تیغ دی
مرتبہ کیا کیا علی مرتضےٰ کا ہو گیا

حق نے کیسا نور کو پیوند بخشا نور سے
فخر آدم خویش فخر انبیا کا ہو گیا

ای ظہیر اوسکے دو عالم مین ہین گیون کام بند
جو غلام باصفا مشکلکشا کا ہو گیا

تعلق اور تعلق خاطر بیداد ساماں کا
شہید تیغ احسان ہون فوارہ شہادت کا

خدا نے رکھہ لیا پردہ ہماری دین و ایماں کا
کہ ہمسے پھر گیا دل اوس بت برگشتہ مژگان کا

بنا ہے جادہ جادہ رشتہ الفت بیابان کا
سر ہر خار سے اوبھا ہی اک کانٹا دامان کا

یہ انداز کرشمہ ہے اوسی برگشتہ مژگان کا
کہ دل دیر و حرم سے پھر گیا گبر و مسلمان کا

کہے دیتا ہے رہ رہ کر شکستا دلمین پیکا
یہ تیر باز گشتی ہے اوسی برگشتہ مژگان کا

زبان بنکر کہی دل کی حقیقت پردہ داری نے
تحیر عکس طلعت ہے شکستا ہی نہان کا

مری وحشت مین شوخی ہی مزاج لاابالی کی
مری خاطر مین عالم ہے تری زلف پریشان کا

پڑے ہے دستِ دعا تجھ یہ کافرو کہ نہ ہا
فلک بھی کوئی گوشہ ہی تمہارے درد کا نکلا

لبِ جانبخش پر جھوٹے مسیحائی کے دعوے ہین
کہ ہر دم نکلتا ہے مریض درد ہجران کا

مری ماتمکدہ مین نورِ ظلمت سب برابر ہے
سویدائی شبِ غم ہے سپیدہ صبح ہجران کا

نگاہِ لطف کہتی ہی کہ دل ہی غیر کی جانب
کنایہ ہم سمجھتے ہین اشارتہای پنہان کا

غضب کی تفرقہ ڈالی تمہاری چشمِ فتان نے
مسلمان دشمنِ کافر ہی اور کافر مسلمان کا

نہ اولٹو وصل دشمن مین نقابِ روی دلبر کو
کہ پردہ ہے یہ عاشق کی شبِ تاریک ہجر کا

ہماری ساتھ کیا وحشت بھی ناصح قید ہوتی ہے
رکاہے بند و زندان سے کہین سودا بیابان کا

اسیری حضرت یوسف کو خوشتر تھی غریبی سے
نگہبان دیدہ یعقوب تھا اطراف زندان کا

رہے ہے پیشِ نظر یوسف حجابِ چاہ و زندان مین
جہان چشمِ زلیخا ہی وہین دامن ہی دامان کا

سلیقہ شرط ہی ہر کام کو بیلا دشوار آسان ہے
کبھی آنسو بھی پونچھا ہے کسی خفتہ گریان کا

تمہاری سادہ لوحی کا کوئی کافر ہی منکر ہو
اگر چل جائے دشمن پر کرشمہ چشمِ فتان کا

مری دست و گریبان کو ٹھکانے سی لگانا تھا
وہ کچھ کچھ خندہ مگین ہو کچھ کچھ روٹھنا مجھسے دامان کا

[illegible]

[illegible]

اونہین اغیار کو اپنی وفاداری جتاتی تھی
وگرنہ پوچھنا کیا تھا مریض درد ہجران کا

قدم رکتے کہین ہوا در کہین پڑتی ہین تیتی مین
تمہارا ساہی کچھ کچھ حال ہی ہمارا ہجران کا

قلم اوٹھتا نہین دل کی حقیقت کیا لکھون قاصد
مرے خط کے عوض لیجا کوئی پرزہ گریبان کا

ظہیر خستہ و آفت رسیدہ بس غنیمت ہے
چراغِ صبحگاہی ہے کسی بزمِ سخندان کا

غضب ہمت سے دل توڑا ہے واعظ میگسارون کا
ستم گر صبر تیری جان پر امیدوارون کا

علاج درد بھی ہے درد سرآفت کی ماروں کا
ذرا سامنہ نکل آیا مرے تیمارداروں کا

گذر جنت میں ہے واعظ اگر پرہیزگارون کا
بھلا دوزخ میں تو ہوگا ٹھکانا تہ کارونکا

کیا ہے محتسب نے راز افشا پردہ دارونکا
خدا رکھتا ہے پردہ کیسے کیسے تیرہ کارونکا

نہ دنیا میں سمائی ہے نہ عقبیٰ تک رسائی ہے
تری در پر ٹھکانا ہے تری آفت کی ماروں کا

زبان مدعی تیغ نگہ کے کام کرتی ہے
کلیجہ چیر کر دیکھو تم اپنے دلفگاروں کا

مرے ہمراز منہ دیکھے کی کہتے ہیں دو جانب کو
گلہ کرنا پڑا دشمن ہی سمجھو دوستداروں کا

گرا دینا اوٹھا لینا بتا دینا مٹا دینا
فلک پیرو ہے اون کا فرنگا ہونکی اشارونکا

ملایا خاک میں جنکو تو پھر اونسے کدورت کیا
مٹا دو دل سے نقشہ خاکساروں کی غراروں کا

گریگا خود فلک جان عدو پر برق بن بنکر
پڑیگا صبر آخر تو کہیں ہم بیقراروں کا

ابھی تک وہ لیے جاتی ہیں مجھسے کج ادائی کی
اشارہ ہے یہ اون تیچھی نگاہونکے اشارونکا

ملی ہیں خاک میں کیا کیا مری دلکی تمنائیں
زمین شعر دیتی ہے نشان کچھ کچھ مزارون کا

بھری ہے گرد شِ افلاک دسکی چشم قسمت میں
پلٹ جانا نگاہون کا ہی پھر جانا ستارونکا

ذرا سے لب ہلانے میں تمہارا کیا بگڑتا ہے
کہ اک امید پر ہوتا ہے جینا بے سہارون کا

نجوم طالع دشمن فلک پر جگمگاتے ہیں
شب تاریک ہجراں میں کہاں جلوہ ستارون کا

قیامت کے بھلا وعدے پر کیسکو صبر آتا ہے
بندھاتی آس ہے دل توڑنا امیدوارون کا

ذرا سی چین ابرو میں ہزارون بگڑی اوٹھتی ہیں
حباب آسا ہے نازک شیشہ دل بے سہارون کا

ستم دیکھو کہ دل لیکر مکرنا اور یہ کہنا
تمہیں کیوں اعتبار آئیگا بے اعتبارون کا

تکلف برطرف اے میکشان محفل رنگین
ظہیر مردہ دل بھی تھا کبھی تو یارون کا

مہربان مجھپہ کسیدن مرا قاتل نہوا
تیغ کا ہاتھہ بہی گردن مین حمائل نہوا

ناوک انداز کدہ ہر غمزہ قاتل نہوا
مین اسی شک سے بسمل ہون کہ بسمل نہوا

چرخ کا ایک ستم داد کے قابل نہوا
کوئی چلتا ہوا فتنہ کبہی شامل نہوا

کچھہ مری قید سے ناصح تجھے حاصل نہوا
نالہ زندان مین بہی پابند سلاسل نہوا

دشت گردی کا مزہ قیس کو حاصل نہوا
خاک ہوکر بہی غبار پس محمل نہوا

کچھہ محبت مین تمہاری مجھے حاصل نہوا
تمسے مین شاد کبہی مجھسے مرا دل نہوا

دیکھتے آپ بہی کس کس کو کہ بسمل نہوا
ہای جس ہاتھہ مین خنجر ہے مرا دل نہوا

لٹ رہی ہے کہین بیصرفہ تجلای جمال
یہ تو کچھہ کیسل ہوا پردہ محمل نہوا

عمر بھر بسمل شمشیر تغافل ہی رہا
مین کبہی زینت فتراک کے قابل نہوا

درد بن بن کے رہا دل مین خیال مژگان
اپنے پہلو سے جدا خنجر قاتل نہوا

تہی مگر لطف سے خالی نہ ادای تکمین
وہ تغافل مین مری حال سی غافل نہوا

نہین ہوتا ہے پس مرگ کسی کا کوئی
درد تک بہی تو بروے حالمین شامل نہوا

وہ اوٹھا شور جرس وہ ہوی آواز رحیل
قافلہ ایک دم آسودہ منزل نہوا

ڈوبنے کا تو بہلا بحر مین کیا ہے یارو
پنجہ موج بہی دامن کش ساحل نہوا

خاک اوس ماتھہ سے ہو عقدہ کشای اپنی
جو تصور سے بہی گردن مین حمائل نہوا

وای قسمت کہ مرا عقدہ تقدیر بنے
وہ کرشمہ کہ ستم مین ترے شامل نہوا

ہاتھہ ہنگام قسم وہ مرے سر پر کہیو
جو کبہی غیر کی گردن مین حمائل نہوا

شوق دیدار طلب چشم نظر باز کہان
جلوہ کب رخنہ گر پردہ محمل نہوا

حیف آتا ہے مجھے چاک جگر پر اپنے
کہ یہ کیجت ترا پردہ بمحمل نہوا

شکر صد شکر کہ دریاے ہلاکت مین ظہیر
ڈوبتے وقت بھی منت کش ساحل نہوا

ہے گرمی ہنگامہ تڑپنا مرے دل کا
اک اک کو دکھاتے ہین تماشا مری دل کا

رہتا تو ہے اون نرم مین جی جا مری دل کا
اچھا ہی کہ اچھا ہو نہ سودا مرے دل کا

ہے جوش قلق معرکہ آرا مرے دل کا
ہنگامہ ہے کیا برپا مری دل کا

کیون دیکھتے ہو تمکو تو ضد ہی مری دل سے
آئینہ ہے تصویر سراپا مرے دل کا

بیتابی و آزردگی و رنجش بیجا
انداز ہے سب تمنے اوڑایا مری دل کا

ہے سیر لگا ہون مین بستان عدو کی
کیا مجھسے چھپاتے ہو تماشا مری دل کا

اک شعلہ ٹھہری ہے تہین رنجش بیجا
اک کھیل ہوا تمکو ستانا مرے دل کا

جلتا ہون تو تم سے سلگتا ہون تمہارے
سیکھو مرے دل ہی سے جلانا مری دل کا

قربان ہون اے عشق تری جادہ دہی کے
ہمرنگ گریبان کو بنایا مرے دل کا

کیا کیا مری وحشت نے جنکا ئنہ بیابان
نقشہ مری آنکھون سے دکھایا مرے دل کا

دشمن کی شب وصل مین کیا خاک سحر ہو
یہ شام بدانجام ہے سودا مرے دل کا

بیخود ہون تصور مین کسی برق ادا کے
سرمایہ تسکین ہے تڑپنا مرے دل کا

برباد نہ جائیگی ظہیر اپنی مصیبت
آخر تو کہین صبر پڑیگا مرے دل کا

جبین اور شوق اونکی آستان کا
ارادہ اور ارادہ بھی کہان کا

ہمارے ساتھہ سہر نا آسمان کا
کرشمہ ہے نگاہ دلستان کا

دہری ہے کیا ابھی صبح شب ہجر
ہنسی ہے کاٹنا کوہ گران کا

شبِ غم اور ستھای شبِ غم — فقط گرنا ہے باقی آسمان کا
یہان یہ دل مین ذوقِ سجدہ ریزی — وہان وہ صرفہ سنگِ آستان کا
فنا ہے سب بہارِ باغِ ہستی — نسیمِ صبح جھونکا ہے خزان کا
ترے پہلو سے دشمن کو اوٹھانا — گرانا ہے زمین پر آسمان کا
ہمارا گھر دلِ صیاد مین ہے — چمن مین باندھنا کیا آشیان کا
انہین پہرے نہین کچھ دیر لگتی — نگاہین کام کرتی ہین زبان کا
مری واماندگی منزل رسان ہے — سراغِ نقشِ پا ہون کاروان کا
مزہ بیداد کا بھی تمنے کھویا — ابھی سے ذکر کیا تھا امتحان کا
رہے پیغام دشمن بدگمانی — عدو ہون آپ اپنے رازدان کا
رہے پابند دل کے دل مین ارمان — قدم منزل سے پکڑا کاروان کا
بنے اے کاش خوابِ بختِ دشمن — بکھرنا گیسوئے عنبر فشان کا
یہ لاغر ہون کہ ہون بھی اور نہین ہون — مرا بھی حال ہے دردِ نہان کا
نظر مین نیند بنکر پھر رہا ہون — نگہبان مین ہون خوابِ پاسبان کا
نہو گی غیر کی اُلفت نہ ہو گی — بھروسا ہے دلِ نامہربان کا
اوٹھے دنیا سے ہم ہو کر گرانبار — جہان سے لیجیے سامان جہان کا
بس اب بیطاقتی پر زندگی ہے — گران ہے توڑنا جانِ گران کا
دہرا ہے اوسنے دل پر دستِ دشمن — اثر اولٹا ہے کچھ اپنے فغان کا
اوٹھا سکتے نہین سر آستان سے — غضب ہے بارِ منت پاسبان کا
مری تقدیر کی نیرنگیان ہین — بدل جانا نگاہِ دلستان کا

عنایت کی تمنا کیا تمنا | گلہ کیا خاطرِ نامہربان کا

ظہیر آؤ جلو اب میکدے کو
نکالا زہد و تقوے سے ہے کہان کا

خوشی گل کی نہ دہر کا ہے خزان کا | تماشائی ہوں نیرنگِ جہان کا
لٹا ہے قافلہ تاب و توان کا | خدا حافظ ہے دل کے کاروان کا
ہمیشہ موردِ برق و بلا ہوں | مٹے جس گر وہ الٰہی آشیان کا
اگر پھرتی نگاہِ یار پھرتی | کیا کیا جرم ہمنے آسمان کا
دلِ بیتاب نے وہ بھی مٹایا | کسی کو کچھ جو دھوکا تھا فغان کا
پھرین گر عہد دشمن سے تو جانو | نہین ہے اعتبار اونکی زبان کا
ہمارا سوزِ پنہان سنتے سنتے | کلیجہ پک گیا ہے رازدان کا
نگاہون سے تمہاری گر کے اوٹھنا | بہت مشکل ہے مجھسے ناتوان کا

پھرے دیر و حرم سے ہوکے مایوس
ارادہ ہے ظہیر اب کے کہان کا

شورش افزا ہے ولولہ دل کا | خود ہی خوان ہے قیس محمل کا
رنگ فق ہوگیا ہے قاتل کا | آپ بسمل ہوا ہے بسمل کا
شوق رہبر ہے وادیِ دل کا | بے نشانی نشان ہے منزل کا
اوٹھ چکے ہین حجاب حائل سب | چشم مجنون ہے پردہ محمل کا
تیر واں ہو چکے ہین ترکش مین | اب سنبھلنا محال ہے دل کا
موج کی جا محیط ہستی مین | اوڑ رہا ہے غبار ساحل کا

ہاے دشمن کی بزم آرائی — دل مرا ہے چراغ محفل کا
نالہ کیون تا بلب نہین آتا — شور ہے کیا مری سلاسل کا
بزم دشمن نظر مین پھرتی ہے — صاف کتنا ہے آئینہ دل کا
ہے جو کچھ کچھ حیا نگاہون مین — رنگ ہے کسکی طبع مائل کا
رہبری کی شکستہ پائی نے — بیٹھہ جانا نشان ہے منزل کا
چشم لیلی نگر کہان سے آسی — ٹکڑے ٹکڑے ہے پردہ محمل کا
نغش او ٹھتی ہے کوی قاتل سے — اب تماشا ہے رقص بسمل کا
کشتۂ ناز اک زمانہ ہے — تیغ مونہہ دیکھتی ہے قاتل کا
کچھہ تو ہے لطف سے نہین خالی — چھیڑنا شکوہای باطل کا
جس مین اپنے سوا نہ دیکھو گے — وہ ہمارا ہے آئینہ دل کا
تم سے بزم رقیب روشن ہے — کام کیا ہے چراغ محفل کا

مر گیا کیا ظہیر زندان مین
غل نہین نالۂ سلاسل کا

ہوا جو مین ننگ کفر و دین کا ہوا نہ پیوند کیون زمین کا — بر آہو یار ب دل حزین کا کرا نہ سنی کہا نہین کہین کا
نہ فکر کچھہ چاک آستین کا نہ وہم کچھہ زلف عنبرین کا — حجاب اک حشیم شرمگین کا جواب ہی سب نہین نہین کا
اگرچہ ہی رسم تی کی صوت کبھی کی جانب ہی طبیعت — حیا سی آتی ہی یون ہی الفت نگہ پہ شک ہی عتاب کیون کا
وصال دشمن مین عذر کیا ہی کہ ننگ جہی ہی ذرگیا ہی — نگہ نگہ سی ٹپک رہا ہی عرق خجالت بہری جبین کا
کہان ہین آنکھون مین اشک خونین تمام دن ہی جو رنگین — دھری ہین یا دستی کف نگارین یہ رنگ ہی مست نازنین کا
ادہر ادہر تو لڑا دو آنکھین اور اوسپہ سبکو دکھاؤ آنکھین — بدن کی صورت چڑاؤ آنکھین فسانہ چھیڑون اگر کہین کا

جو تم مٹاتی نہ آستان سے تو کوئی کہتا نہ کچھ زبان سے
کہ نقش ماہی عبث نہیں تہ نشان سجدہ ہی جبین کا

ادا و امین جچ گریبان ہیں حسین دلکشی کی خوبیاں ہیں
جو طبع نازک میں شوخیاں ہیں تو شوخ ہے حسار آستین کا

ابھی تو خاموش ہم ہیں بیٹھے رقیب لیں تو گل کھلینگے
بہت گریبان کو ٹکڑے ٹکڑے کریگا یہ چاک آستین کا

ظہیر تیکو ہوا ہے سودا نہیں ہی کچھ ہوش تن بدن کا
نہ جیب و دامان نہ ہی گریبان بتا رہا ہے آستین کا

بنایا کعبہ صنمکدہ نکو کیا نہ ہی خیال مین کا
کہ کوچہ کوچہ مین نقش سجدہ قدم قدم ہی جبین کا

کیا جو رستہ نفاق و کین کا تو پھر کیا یا کہیں کہیں کا
ملا نشان منزل یقین کا تو ایک تہا جادہ کفر و دین کا

زبس کہ دلکو ہوا ہی سودا جہان ہی آنکھ نہیں تیرہ
نظر مین پھرتا ہی حلقہ حلقہ تمہاری گیسوی عنبرین کا

خدنگ دلدوز کس نظر کا جگر سے یکبار پار گذرا
لب جراحت سی شور پیدا ہوا ہی تحسین و آفرین کا

غرض نہ کعبہ نہ بتکدہ سی جہان مین پھرتی ہین ہوا سی
بھٹک بھٹک کر پہونچ رہینگے سراغ پایا اگر کہین کا

جگر مین شعلہ پھڑک رہا ہی تمام سینہ دہک رہا ہے
کہ دلمین پھوڑا سا پک رہا ہی تصور اوس آتشین کا

خیال لبہای شکرین سی ہوی ہین جیسے جگر کی ٹکڑی
پیے ہین جب گھونٹ خون دلکو مزہ وہ ٹہایا ہی انگبین کا

دم سوال وصال ہی ہی دل حزین سی تو کوئی کہدے
نگاہین نیچی جھکا جھکا کی ترا دہ کہنا نہین نہین کا

بلا ہی کمبخت سخت جانی ہوی ہی جیکجان زندگانی
گیا وہ پہلو سی یار جانی ہوا نہ پیوند زین مین کا

نہ چھیڑ اے دست شانہ ہرگز اوجہ کہ نہو وہ برہم
کہین وہ فی لف پرخم نہ سانپ بنجائی آستین کا

ظہیر بدکیش و رند مشرب ہین پنہا ہی عشق بتلین سیدھے
نہ فکر ملت نہ پاس مذہب نہ دنیا کا اور نہ دین کا

وصال دوست مین اپنا نظارہ کیا کرتا
کنار بحر سے قطرہ کنارہ کیا کرتا

ادا و ادا سے ترسی استعارہ کیا کرتا
تپش کو برق کی مین پارہ پارہ کیا کرتا

مجھے اشارۂ ساقی سے مے پی ہی نہ تی
سوالِ حرمتِ صہبا دوبارہ کیا کرتا

کرشمہ ریزی ہیہات سے دل سنبھل نسکا
ہجومِ برقِ تپان مین شرارہ کیا کرتا

ہم ایسے بحر مین ڈوبے جہان پتہ نہ لگا
حبابِ موجۂ یم سے کنارہ کیا کرتا

شمار میکدے مین مین نے بوضو ہی نہ کی
شرابِ ناب سے واعظ غرارہ کیا کرتا

ازل سے مین دلِ صد چاک لیکے آیا ہون
ہوائے گل مین گریبان کو پارہ کیا کرتا

سمجھ کے گفتۂ واعظ یہ مین نے توبہ نہ کی
کہ ارتکابِ گنہ کا اجارہ کیا کرتا

جنون مین کسوتِ عریان تنی بہانہ ہوئی
وگرنہ دلق گدائی کو پارہ کیا کرتا

بغل مین غنچہ کے ہے کائنات دلتنگی
سوائے جیبِ گریبان کو پارہ کیا کرتا

وہ آہی جاتے اگر یان تو ہم دکھا دیتے
کہ اپنے بختِ نگون کا ستارہ کیا کرتا

ہوس ہی اہلِ دول کیلیے ہے ورنہ فقیر
ہوائے تاج و سرِ گو شوارہ کیا کرتا

ادائے عشوۂ پنہان کو کوئی کیا سمجھی
نگاہ کہتی ہے کیا اور اشارہ کیا کرتا

ہنسو نہ ہمپہ گر آئینہ ہم دکھا دیتے
تمہارے ساتھہ تمہارا نظارہ کیا کرتا

کہین یہ پستیِ طالع ابھر نہ دیتی ہی
عروجِ کوکبِ مسعود چارہ کیا کرتا

خدا نے خلعتِ فخری دیا ہے مجھکو ظہیر
لباسِ فقر کو مین پارہ پارہ کیا کرتا

تم تھی جہان جہان وہین دل بھی ضرور تھا
مین بدگمانیون سے بہت دور دور تھا

رندانِ بادہ کش کو بلانا ضرور تھا
واعظ اگر بیانِ شرابِ طہور تھا

کچھہ ہوشِ فراق مین جینا ضرور تھا
وہ تو یہی کہین گے طلبگارِ حور تھا

اللہ رے شوخیان کسی پہلو نہ چین لین
وہ شوخ برق وش بھی دلِ ناصبور تھا

کیا کہکے اب [illegible] تمکو ہماری نعش پہ آنا ضرور تھا

بس اک نگاہ غیر نے بھجہ سا بنا دیا — اللہ تمکو حسن پہ کتنا غرور تھا

آئینہ دیکھتے ہی تحیر مین آگیے — اتنی سی کائنات پہ اتنا غرور تھا

تم اور یون اوٹھا دسر بزم ناز غیر — اوتنا ہی جھک گیے تمہین جتنا غرور تھا

کیا ناگوار طبع ہوا ایسے کی گفتگو — واعظ بھی مست فوق شراب طہور تھا

پیتے تھے گھونٹ ہر کے ہم بزم وعظ مین — کیا تلخ تر بیان شراب طہور تھا

محفل فروزیان تہین غضب بزم غیر مین — کوئی تو دل کی آگ مین جلنا ضرور تھا

پہلے ہی کچہ نگہ سے طبیعت بدل گئی — ہمکو مزاج یار پہ کتنا عبور تھا

خط لیکے اوسنے قطع کیے دستنامہ پر — پائی سزا کسی نے کسی کا قصور تھا

کچہہ اور تو خبر نہین مرگ ظہیر کی
اتنا تو جانتے ہین کہ مرد غیور تھا

غوغای پند گونہ رہا نوحہ گر رہا — ہنگامہ اک مرے بالین پر رہا

ناکامیون سے کام مجھے عمر بھر رہا — شکر ستم زبان پہ شکایت اثر رہا

سر پھوڑنا یہی اگر آٹھون پہر رہا — جس گھر مین ہم رہینگے وہ کاہیکو گھر رہا

اعجاز دلفریبی انداز دیکھنا — ہر ہر ادا پہ مجھکو گمان نظر رہا

صدقے ہون جوش طیش کی اس کینہ کش کے مین — میرا ہی ذکر بزم مین کچہہ بیشتر رہا

قاصد بھی کوئی صبر دل ناشکیب تھا — آتے ہی آتے راہ مین کمبخت مر رہا

اونکی نگہہ کے کام کیے میری آہ نے — دل چاک چاک پردۂ بیرون در رہا

پرہیز عشق سے مجھے وحشت فزون ہوی — مین کچہہ دوا سے اور بھی رنجور تر رہا

ہے پای ہر زہ تازمین کیا گردش نصیب
دو دن نہ چین سے سر شوریدہ سر رہا

او ٹہنہ او ٹہ کی ساتہ ساتہ مری تہنک گر گیا
مین کچہہ تپش مین ور دسی بیتاب تر رہا

زخمونکی مونہہ بہری ترے پیکان تیر نے
ہر زخم تازہ مرہم زخم جگر رہا

کیا خاک دلنشین ہو مرا حرف مدعا
اک عمر مدعی کا ترے دل مین گھر رہا

کیا کیا نہ زخم دل پہ چھڑکتا رہا نمک
غافل مرے علاج سے کب چارہ گر رہا

ناکامی نصیب سے گو دور ہے ظہیر
دل سے فدای وضۂ خیر البشر رہا

دور کیا کیا نگہہ جلوہ نما کو دیکھا
اس سے دیکھا ہے تہین اس سے خدا کو دیکھا

شعلہ انگیز نشان کف پا کو دیکھا
شوخ کیا کیا نہ ترے رنگ حنا کو دیکھا

وحشت انگیز تری زلف دوتا کو دیکھا
تنکے چنتے ترے کوچہ مین صبا کو دیکھا

چشم مدبست مین انداز حیا کو دیکھا
مست و ہشیار اسی ہوش ربا کو دیکھا

اونکے آنے کی خوشی تہی مری مرنیکی عید
شاد کیا کیا نہ دل اہل عزا کو دیکھا

خود بخود دل مرا سینے سے کھچا جاتا ہے
دلربا آپ کی ایک ایک ادا کو دیکھا

پڑ گئی کیا دل پرکین کی گرہ بہی اہین
کبہی کہلتے نہ ترے بند قبا کو دیکھا

فیصلہ پاک کیا تیغ نگہہ سے تمنے
بیوفا کونہ کسی اہل وفا کو دیکھا

ہمت حوصلہ فرسا نے ادہر نے دیا
نہ گریبان سے جدا دست دعا کو دیکھا

کچہہ نہ کی اوس بت سفاک کی تاثیر
آہ کو شوق کو نالہ کو دعا کو دیکھا

اور بنجائیگی دشوار کہان کی فریاد
اہل محشر نے گر اوس ہوش ربا کو دیکھا

ہای کافر نے اوڑائی ہین تہاری جانین
ناز کرتے ہوے کیا کیا نہ قضا کو دیکھا

کیا ملا عشق مجازی مین ظہیر ناکام
مدعی تو نے بشر کو نہ خدا کو دیکھا

زرنگ الفت نہ حجاب رخ جانان نکلا
شعلۂ شمع پس پردہ بھی عریان نکلا

بزم دشمن سے نہ وہ شمع شبستان نکلا
تجھ سے کچھ کام نہ اے گردش دوران نکلا

وحشتون سے مری کیا تنگ بیابان نکلا
گرد مرا سایہ بھی کچھ مجھ سے گریزان نکلا

آئینہ تھا جو ترا خلوتی محفل خاص
وہ بھی مجھسا ہی سراسیمہ و حیران نکلا

جس توقع پہ کیے نامۂ اعمال سیاہ
وای قسمت کہ وہ کافر بھی مسلمان نکلا

چارہ گر ہم نے اسی جان سجھ کر کہا ہے
دم نکلجائیگا سینہ سے جو پیکان نکلا

زندگی ہین ترے ملنے کی امید پر کی
جان جاتی تھی جو اس مرے ارمان نکلا

اور وان بر بھی دل نے بڑھائی ادھا
جو سخن مونہ سے نکالا وہ پشیمان نکلا

یان توقع نہ بندھی تھی کہ ابھی ٹوٹ گیا
کچھ ترسی خو سے بھی نازک ترا پیمان نکلا

دیجیان دامن صحرا کی اوڑینگی ای خضر
پانوا پنا جو کبھی سوی بیابان نکلا

دیکھنا وسعت رحمت کہ پس حشر ظہیر
دل سے ناکردہ گناہون کا ارمان نکلا

دست نازک مین اگر خنجر براں ہوگا
کون ہوگا جسے مرنے کا ارمان ہوگا

ہجر ہے ہجر تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا
دم نہوگا مرے سینہ مین تو ارمان ہوگا

خانۂ دل تو ہوا اور نہ ویران ہوگا
تم نہ ہوگے تو غم ہجر ہی مہمان ہوگا

درد آخر کو دوای تپ ہجران ہوگا
سر نہ ہوگا تو نہ فکر سر و سامان ہوگا

داغ دینے سے تو خود ہی مرے دل مین اجالا
تجھ سے بہتر نہ تمہارا غم ہجران ہوگا

نہ رہوگا نہ رہوگا شبِ غم مین تنہا — تم نہ ہوگے مرے پہلو مین تو پیکان ہوگا
تیغ کیا ہاتھ مین لیتے ہو مرا دل بھی تو لو — کہ تمہارا تو کرم بھی ستم جان ہوگا
شکر کیسا کہ شکایت ہے اجل سے مجھکو — اوس ستمگر کو ابھی جور کا ارمان ہوگا
آج ملنا ہے تو دل کھول کر مل لے ہمسے — پھر کہین حشر کو ملنا شبِ ہجران ہوگا
کچھ طبیعت بھی نگہ ہے کہ بدل جائیگی — تا صحو دل بھی عدو ہے کہ پشیمان ہوگا
کیا کرون شکوۂ بیداد تغافل اوس سے — اور وعدے سے وہ بدعہد پشیمان ہوگا
غیر کے سر کی قسم آپ کو کہانی ہوگی — پھر نیے سر سے اگر وصل کا پیمان ہوگا
خوگرِ لذتِ آزار ہون راحت کیسی — مجھپہ بیداد بھی کیجے گا تو احسان ہوگا

مجھکو دیتے ہو عبث خلد کی ترغیب ظہیر
جانتا ہون کہ وہ کافر نہ مسلمان ہوگا

یہ رنگ الفت اگر نہ ہوتا تو کچھ خدائی مین کم نہ ہوتا — کسی پہ کوئی زبان دیتا کسی پہ چور ستم نہ ہوتا
عدو جو شایانِ ظلم ہوتے تو لطف درد الم نہ ہوتا — مری محبت کی کون لیتا جو مین قتیل ستم نہ ہوتا
اگر نہ کرتے وہ کج ادائی تو کچھ عداوت سی کم نہ ہوتا — جو یہ نہ ہوتی تو کیا یہ ہوتا جفا نہ ہوتی ستم نہ ہوتا
غلط ہے شکوہ کہ وہ نہ آئے مجھی پہ ہر طرح ہوتی آئی — اگر وہ آتے تو جی نہ جاتا کہ فرطِ شادی سے دم نہ ہوتا
کسیکے کہنے پہ حصر کیا ہے کہ خود محبت ہی اک بلا ہے — جو طبعِ نازک مین شک نہ ہوتا تو دلمین اندازِ رم نہ ہوتا
سپہر کیا تھا کہ تیری در سے اوٹھا کی فتنہ مجھی اوٹھاتا — زمین بھی ٹلتی تو مین نہ ٹلتا اگر سمین تیرا قدم نہ ہوتا
یہ کیسے اپنا ہی جی نہ چاہا وگرنہ خود بے قیف کیا تھا — کہ آپ آتے تو اوٹھ کے آتے زمین پہ نقشِ قدم نہ ہوتا
جو اونکے وعدے کی اصل ہوتی تو کیا امید وصل ہوتی — شبِ جدائی مین ہم نہ مرتے جو رنجِ روزِ الم نہ ہوتا
غلط ہے سب شورشِ قیامت سوا ہے دوزخ ہی سوزِ الفت — وگرنہ جانِ حزین پہ اتنا کبھی غدابِ الم نہ ہوتا

ننگ اتنی ہین زندگی سے کہ مانگتی غیر کو خوشی سے
تو سر کی دیتے نین غیر کو ہمکو تمہاری سر کی قسم ہوتا

نہ وہ بان ہی نہ وہ عبارت نہ وہ گلے ہین نہ وہ شکایت
جواب خط غیر گر نہ لکھتے تو خط مین کیا کچھ رقم ہوتا

اگر عدو پر عتاب ہوتا نہ دل مین یون پیچ و تاب ہوتا
جبین پہ ہر دم شکن نہ پڑتی شکن سی ابرو مین خم نہ ہوتا

یہ سخت جانی پڑی ہی ورنہ خنجر مین دم کہان تھا
رواں ہوتا گلو پہ ہر گز جو اپنے سینہ مین دم نہ ہوتا

بجا ہی انکار وصل دشمن گواہ صادق ہی تیرا مسی
اگر نہ ہوتی خجالت اتنی حیا سی گردن مین خم نہ ہوتا

ظہیر ملتی نہ راہ ایمان جو کفر کرتا نہ رہنمائی
لبون پہ یاد خدا نہ ہوتی جو در دہیر صنم نہ ہوتا

دل مرا یارب ہدف ہوتا کب دلدار کا
چوم لون ہر زخم کے مونہہ سو سو ہر خار کا

روز و شب ہین گرد شین سی گی شین میرے
آسمان کی دور مین نقطہ ہون مین پرکار کا

ایک دل پہلو مین اپنے اور تقاضا چار کا
ناز کا انداز کا رفتار کا گفتار کا

شرح سوز غم اگر نامہ مین لکھ کر بانده دون
جلکے خاکستر ہو بازو مرغ آتشخوار کا

کہو دیا دو نو جہان سے اضطراب گر نہ
خوان ہے گرو [illegible]

[illegible] ہے طالب دیدار کا

[illegible] بلی ریزی
صاعقہ پردہ ہی ترے شعلہ رخسار کا

ہان جگا دو ٹھوکرون سی خفتگان مرگ کو
ہان دکھا دو ڈھنگ کچھ نہ فتارین گفتار کا

ضعف سے گر کر پڑا تیرا مریض ناتوان
پڑ گیا گرد و رسے سایہ کسی دیوار کا

وہ نگاہ شرمگین کچھ اس ادا سے پھر گئی
آگیا انکار مین ہمکو مزہ اقرار کا

دیکہہ لی تاثیر سوز نالہ ہای گرم کی
پک گیا ہی سنتے سنتے دل مرے غمخوار کا

ہے شکست شیشہ مے مین صدای در خراب
محتسب ہو کی مین توڑا دل کسی میخوار کا

پاسبانِ کوئے جانان بخت دشمن کچھ نہ تھا
اوڑ گیا کیون خواب میرے دیدۂ بیدار کا

وہ ظہیر بار سا شہرہ ہے جسکے زہد کا
آج رستہ پوچھتا تھا خانۂ خمار کا

عہدِ نخست ہمسے بھلایا نہ جائیگا
ہر جا سرِ نیاز جھکایا نہ جائیگا

چھپنے سے رازِ عشق چھپایا نہ جائیگا
یہ پردہ وہ نہین کہ اوٹھایا نہ جائیگا

دل سے نہ جا کہین کہ پھر آیا نہ جائیگا
نکلی شمیم گل تو سمایا نہ جائے گا

کس کس کے در پہ سر کا جھکایا نہ جائیگا
یہ ناز وہ نہین کہ اوٹھایا نہ جائیگا

دیکھو بُرا ہے شوق ستم کا مآل کا
تمسے کبھی عدو کو ستایا نہ جائیگا

اتنا نہ مونہہ لگا کے بدآموز کیجیے
ہمسے بڑھا کے ربط گھٹایا نہ جائیگا

مانا کہ تمسے دل نہین ملتا نہین ملے
کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جائیگا

ظالم شبِ وصال ہے مجھسے نہ مونہہ چھپا
آخر تو کل عدو کو دکھایا نہ جائیگا

ہے اپنی سرنوشت مین مضمون خط غیر
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جائیگا

لکھہ لون جواب خط بھی تسلی کیواسطے
پیغام بر سے جا کے پھر آیا نہ جائیگا

ہے خستگی مری مری صورت سے آشکار
کچھہ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جائیگا

آنسو بھی گر بہے گی مری اسروی شوق
دل سے نکل کے آنکھہ تک آیا نہ جائیگا

جانیکو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر
حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا

مر گئے ہم وہ جو کچھہ چتون بدل کر رہ گیا
چل گئی تیغ ادا گر کینجے خنجر رہ گیا

تیر ناکامین روانی سے جو خنجر رہ گیا
نیم کشتہ شوق کشتن مین تڑپکر رہ گیا

بوالہوس نے او سپہ امید فا میں جان دی
باوفا سے بیوفا آخر برابر رہ گیا

ملتی جلتی ہین بتون سی آسمانکی شوخیان
غیر کی جانب سی کیا کروٹ بدلکر رہ گیا

جہانکنا کیسا کہلی اک اور ہی حشم قریب
دیکھنا صورت کو اوسکی روزن در رہ گیا

پارسائی کا ہماری آج ہی تہا فیصلہ
ٹوٹ کر توبہ سے پہلے دور ساغر رہگیا

مین ادہر تڑپا کیا حسرت سے اور دشمن ادہر
ہاتھہ میرے قتل پر جب وہ اوٹھا کر رہگیا

وصل کی شب یاد آیا وعدہ شمن او سے
عطر ملنے کے بہانے ہاتھہ ملکر رہ گیا

کچھہ یہی روزمرہایان زندگی بہرای ظہیر
اک بلا شب بہر ہی اک حشر دن بہرہ گیا

خونبہاے عاشق ناشاد کیا
دلبرون کی داد کیا فریاد کیا

دل کو جاہا جس طرح سمجھا لیا
غمزدون کا شاد کیا ناشاد کیا

کہتے کہتے حال دشمن رک گیا
دل مین سمجھا وہ ستم ایجاد کیا

نامرادی جسکی ٹھہری ہو مراد
وہ دل ناشاد ہو پھر شاد کیا

ہو مقابل کیا نگاہ ناز سے
برق کیا اور برق کی بنیاد کیا

ہم کہان جائین گے چھٹ کو تمسے
چھوڑکر ہمکو کرے صیاد کیا

گہہ ادا پر مرمٹے گہہ ناز پر
زندگی اپنی ہوئی برباد کیا

ہو رہے ہے جسکے جہان مین ہو رہے
مرمٹے جب تشکوہ بیداد کیا

حضرت دل چاہ کر بیٹھے تو ہین
دیکھیے اسکی پڑے اُفتاد کیا

بند اُلفت سے رہائی ہی محال
ہم اسیرون کا بھلا آزاد کیا

ہو گیے برباد لاکھون عشق مین
اک ظہیر خانمان برباد کیا

سودای محبت مین جو سر جایے تو اچھا
یہ بوجھ مرے سر سے اوتر جایے تو اچھا

آخر تو ڈبویا ہے مجھے دیدۂ تر نے
باقی یہ اگر سر سے گذر جایے تو اچھا

آتا ہے تو آجک کہین اور وعدہ فراموش
یا آتے ہی آتے کوئی مر جایے تو اچھا

بدمستی و رندی مین یہان عمر گزاری
باقی جو رہی یون ہین گذر جایے تو اچھا

قاصد ترے جانیسے وہ آئی ہین تن آمین
دو چار گھڑی دل جو ٹھہر جایے تو اچھا

بچتے نہین اوس چشم قدح خوار کے مخمور
یہ نشہ اگر دل سے اوتر جایے تو اچھا

دشمن کو بھی یارب نہو سودای محبت
اس درد سے بہلا ہی جو مر جائے تو اچھا

رونا ہے تو دل کھول کے رو لو نہ ظہیر آج
دامن گہر اشک سے بھر جایے تو اچھا

[illegible]

گلہ نہین ہے فقط تمسے مونہہ چھپانیکا
ہمین تو ناز اوٹھانا پڑا زمانے کا

بہ رنگ غنچہ تصویر باغ ہستی مین
ہوا نہ حکم کبھی ہمکو لب ہلانے کا

وہ بے نصیب ازل ہون کہ بیان ہٹ مین
جو مونہہ سے نام لیا آشیان بنانیکا

وہ پہلو ہاتھ بھی پر لگانین بسم اللہ
جو حوصلہ ہے اونہین تیغ آزمانے کا

کسی کے ناز و نزاکت پہ مرتے ہم تو
دل و دماغ کہان اب ستم اوٹھانیکا

قرار وصل پہ ایفای وعدہ تو معلوم
بہانہ اور ہوا اونکو مونہہ چھپانے کا

بھلا ظہیر کو کیا بزم و عظ سے نسبت
وہ ایک رند ہے بگڑا ہوا زمانے کا

نہ کھلوا مجھسے زاہد ماجرا مدرسہ کا
تماشا بتکدہ مین دیکھتا ہون مین خدا کا

رہی باہم کشاکش وصل و ہجر و جان مضطر مین
جہانتک حوصلہ تھا تاب و طاقت آزمائیکا

خدایا دی ہی الفت تو نے گر شاہد پرستون کو
بتون کو دی دل بے آشنا صاحب خدا ئیکا

بس اب رہنے دو وعظ و صف حور جان من بس کیجئے
وگرنہ ہو چلا ٹکڑے گریبان پارسائی کا

ستمگر اسقدر ناز ان نہ حسن و روزہ پر
بہت جلدی نکلتا ہی موسم کج ادائیکا

مغان کی یاد پر گریہ کی ہنسے توبہ تو ڑی تم نے
سیا ہے چاک سو سو بار یق پارسائی کا

ظہیر اس مشغلہ مین روز محشر خوب گذریگا
فسانہ چھیڑ دینگے رنج شبہای جدائی کا

نگہ سے پہلی ہی کر دو نہ فیصلہ دل کا
کہ دیکھا دل ہی مین رہجائیگا گلہ دلکا

[illegible]

الہی خیر سے ہو جائے فیصلہ دل کا
کسی سے اب نہ رہے سابقہ دل کا

بری بھی اوسنے ہوی دل کی دا بھی خوب ملی
یہ جانتے تو نہ کرتے کبھی گلہ دل کا

وہ بات بات پہ لیتے ہین چٹکیان لیکن
وہ چھیڑ دیتے ہین نشتر سے آبلہ دل کا

بری جگہ ہی پھنسا دل بری دن سی کام پڑا
خدا ہی ہو کہ جو اوسنے ہو فیصلہ دل کا

بھری ہوی ہین بہت سی گاونکی دلمین بجار
پسیک رہا ہے بہت دن سی آبلہ دل کا

یہ ناتوان ہے وہ نازک و شوخ یہ بیتاب
نگاہ ناز سے کر لو مقابلہ دل کا

ابھی تو دن ہین تمہارے ستم کہانیکے
ابھی سے توڑ دیا تم نے سلسلہ دل کا

نگہ نگہ سے پڑا کام جان مضطر کو
ادا ادا سے ہوا ہے مقابلہ دل کا

مچل مچل کے رہے دلمین حسرت و ارمان
ادھر ادھر کے دبا دلمین ولولہ دل کا

شباب آنے نہ پایا ابھی کہ موت آئی
مٹا ہے عین جوانی مین ولولہ دل کا

الٰہی آیے اجل گر کسی پہ دل آئے
رہے نہ دل ہی بغل مین نہ حوصلہ دل کا

رہی سہی ہی گلے کر کی بات کہو بیٹے
الٰہی خاک مین مل جایے ولولہ دل کا

تمہین تو ہمسے عداوت نبہائی جاتی ہے
نہ توڑنا تہا مری جان سلسلہ دل کا

تڑپ تڑپ کی کٹا دن پہ کٹ پٹک کر رات
یہی ہے ابتو شب و روز مشغلہ دل کا

متاع صبر لٹی ہی دہڑی دہڑی کر کے
نگاہ ناز نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

ہجوم حسرت و امید لو خدا حافظ
عدم کی راہ کو جاتا ہے قافلہ دل کا

بلائین وہ مجھے گہر اپنے یا اجل آیے
بلا سے طے ہو کسی طرح مرحلہ دل کا

تمہین تو صحبت اغیار سے نہین فرصت
نکال لین گے کہین ہم بہی شغلہ دل کا

ظہیر فائدہ کیا ہو کہ یا جہز ہو زانتہا
خدا کو مان کہین چہوڑ بہی گلہ دل کا

سخت دشوار ہے پہلو مین بچانا دل کا
کچہہ نگاہون سے برستا ہے چورانا دل کا

ہمسے پوچہے کوئی پوچہے تو حقیقت دل کی
ہمسے سیکہے کوئی سیکہے تو ستانا دل کا

حشر آیا غضب آیا کہ طبیعت آئی
زہر ہے قہر ہے آفت ہے لگانا دل کا

[illegible] ور دل نزار کے ہمسے برتاؤ
اور پہر ہمسے دل آزار پہ آنا دل کا

شمع سے رونق محفل ہے نہ پروانے سے
تمکو منظور ہے ہر طرح جلانا دل کا

ناصحو زلف کے الجہاؤ برے ہوتے ہین
کچہہ ہنسی کہیل سمجہتے ہو چہڑانا دل کا

ابتو یہ دل مین ٹہنی ہے کہے جائین کچہہ کچہہ
وہ سنین یا نہ سنین حال سنانا دل کا

مفت بدنام ہوے رنج اوٹہائی بے سود
تمنے اب تک بہی تو کچہہ حال نہ جانا دل کا

کہتی رہتی تھی سر آیگے دل کچھہ کچھہ
سوجھتا تھا ہمین پہلی ہی سے جانا دلکا

شمع کی طرح سے جلتے ہین جلانیوالے
سہل ہے کہیل ہے ٹھٹھا ہی جلانا دلکا

فہرڈہایے ترے اظہار تمنا نے ظہیر
حال کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

نہین شرمندۂ یکتا رہی دامن اپنا
سر خجالت سے فرو ہے تے گردن اپنا

رخت تن بہی ہے بُری حال مین دشمن اپنا
نہو اتار نفس رشتۂ سوزن اپنا

فتنہ و شر سے پر آوازہ ہی یہ گنبد چرخ
کون سنتا ہے بس اس شور مین شیون اپنا

ہم وہ حرمان زدۂ دشت طلب ہین کہ مدام
اپنی شمشیر سے پی کرتے ہین توسن اپنا

یہ چمن وہ ہے کہ جسکو نہین آسیب خزان
خانۂ باغ دل پر داغ ہے گلشن اپنا

بخت ناکام سے پیچھے ہی [illegible] بلا
[illegible]

چرخ نے میرے ایسا ہمین برباد کیا
کہ رہا دوست نہ دشمن پہ بھی دامن اپنا

سر پہ احسان ہا بیسر و سامانی کا
خار صحرا سے نہ اوجھا کبھی دامن اپنا

عمر بہر مجھہ سے طلبگار خور و پوش رہا
نفس امارہ ہی کمبخت ہے دشمن اپنا

بیوفا ہای ہوئی جاتی تنکے کپڑے
رخت پوشش ہی چُہڑانے لگی دامن اپنا

رخت عریانی تن کا ہے بدن پر ملبوس
خرقہ گرد ہوا پیرہن تن اپنا

تار باقی نہ رہا جسم پہ اب بہر کفن
اس سے بہتر ہے کہ تن پوش ہو مدفن اپنا

کون ہوتا ہے بُرے وقت کا کسکی دنیا
اب گریبان ہی نہ اپنا ہے نہ دامن اپنا

چاک دوزی سے نہین ایک گھڑی کی فرصت
پارہ دوزون کو کہا چاہیے ہم فن اپنا

کاش ہوجائے وہی پوشش عریانی تن
اب گریہ ہی چڑہے تا سر و گردن اپنا

ہین بہد دختہ اسطرح قبا کے ٹکڑے
تن بر نجور ہے گویا پس جلون اپنا

استین کا ہے بدن پر نہ گریبان کا لگاؤ
ابتو خس پوش نفس ہی قفس تن اپنا

آشناؤن نے دیا ہے ہمین دنیا مین جواب
دیکھیے حال ہو کیا کچھ پس مردن اپنا

دھوپ دن کو ہے تو ہی شبکو ندیر تن پہ
اس سے بہتر ہے کہ ویرانہ ہو مسکن اپنا

اسی فکر مین آنچلین سوہ در خان حمید
وہی ملجا ہے ہمارا وہی مامن اپنا

نصیحتگر و دل لگایا تو ہوتا
کبھی خنجر عشق کھایا تو ہوتا

رقیبون سے کہنچکر دکھایا تو ہوتا
ذرا جذب دل آزمایا تو ہوتا

ستمگر یہ دھبا مٹایا تو ہوتا
جنازے پہ کشتے کے آیا تو ہوتا

نہ آتا کہ آتا شکایت نہ رہتی
مجھے انجمن مین بلایا تو ہوتا

نہ مانو لگانا ناصح کہ دل پر ہی قابو
لگا کر کسی سے دکھایا تو ہوتا

یہ مانا عدو پر ہے میلان خاطر
کوئی روز اوسکو ستایا تو ہوتا

مزے تلخکامی کے کیا جانے ناصح
کسی پر کبھی زہر کھایا تو ہوتا

ستم گو نہ کرتے ادای ستم سے
کبھی غیر کو آزمایا تو ہوتا

گلے ہم نہ کرتے تغافل تم نہ ہوتے
عنایت کے بدلے ستایا تو ہوتا

نہ آتے تو خنجر ہی وہ بھیج دیتے
کہ ہمنے گلے سے لگایا تو ہوتا

غم یار تھا زہر قاتل نہین تھا
کبھی مدعی تو نے کھایا تو ہوتا

کمر سے عبث تم لگاتے ہو خنجر
ہمارے گلے سے ملایا تو ہوتا

یہ مانا عنایت کے شایان ہین دشمن
ہمین تو نے ظالم ستایا تو ہوتا

مرے شکبا ری کی لیتے ہی پیچے
مجھے منھ نے پہلے ہنسایا تو ہوتا

یہ چوکی کہ خط میں شکایت نہ لکھی
کہ دشمن نے اونکو سنایا تو ہوتا

مری سخت جانی کی شکوہ سجا ہے
کبھی دستِ نازک اوٹھایا تو ہوتا

بہت جان دینے کو پھرتی ہیں دشمن
ارے بیوفا آزمایا تو ہوتا

دلِ آزریوں کی نہیں قدر ہوتی
کبھی ناز و شمن اوٹھایا تو ہوتا

ظہیر آج دعوا ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اون کو سنایا تو ہوتا

ہمکو اونکی نگاہ نے مارا
یا دلِ روسیاہ نے مارا

کیا وہ فردای حشر ہے فردا
وعدہ صبحگاہ نے مارا

داورِ حشر کی حضوری ہے
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ہے نگہ پر گمان مہرِ بتاب
اور اس اشتباہ نے مارا

نہیں معلوم جادہ مقصود
اختلافاتِ راہ نے مارا

جس سے پوچھو جدا بتائیگا
شہرہ جلوہ گاہ نے مارا

کوئی پوچھیگا جب تو کہدینگے
ہمکو اس شک کاہ نے مارا

وہی قاتل وہی ہے سر فریاد
اس دل دادخواہ نے مارا

مر گیے کیون نہ صبح وصل عدو
ہاے روزِ سیاہ نے مارا

ہمکو مارا ہے رشک دشمن نے
اور اوسی تیری چاہ نے مارا

گر مجوشی ہے واں عدو ظہیر
سرد مہری آہ نے مارا

تو دل مین سمجھتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
میرا یہ تقاضا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

یہ شکوہ بھلا کیا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
بیدید یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

یہ جبکیو گوارا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
کچھہ تو سبب ایسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

اسبات پہ بھولا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
بس بس ہی اچھا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

رنجش کا مزا جب ہی کہ قائل مجھی کر دو
اور اسکی دوا کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

وعدے کا برا سا ہے نکا ذکی زبان کا
کہہ کہہ کے مکرتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

سو شور سے بڑھکر ہی مری ایک خموشی
لوگون مین یہ چرچا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

ہان دیکھہ تو دشمن مجھے کیا کچھہ نہین کہتے
تو کیا نہین سنتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیا کچھہ نہین کہتا ہے وہ بدخو مجھے اور پر
اک اک کو جتاتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

شکوہ ترے طعنون کا غیرون کی زبان سے
رونا ہے کہ کاہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

سنتا ہون تمہاری ہی رقیبون کی ہی سب کچھہ
کیا جانے مجھی کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

سب کچھہ تو کہا چشم غضبناک سے اوپر
کہنے کو یہ کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

غیرون کا تو کیا مونہہ ہی کہ کچھہ مونہہ سے نکالین
یہ شعبدہ تیرا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیا پوچھتا ہے مجھسے مری جہ خموشی
وہ آنکھہ سے دیکھا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

تمکو تو غرض کیا ہی کہ تم چھیڑ کے پوچھو
نقصان یہ میرا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

سننا یہی سننا ہے کہ سنتا ہون تمہاری
کہنا یہی کہنا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کچھہ بات تو ایسی ہے کہ پڑتی ہی کرنی
کیا میری تمنا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

مین چپ ہون تو کہتا ہی کہ مطلب کی کہو تم
کہتا ہون تو کہتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

یہ شکوہ کرون کیونکہ وہ کافر نہین سنتا
کچھہ حال ہی ایسا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

جو مجھہ کو سناتا ہے بھلا غیر تو سُن لے
یہہ اوسکو بھروسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

شہرت ہے مانیمین ظہیر اپنے سخن کی
اور مین نے یہ سمجھا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

بے شاہد و مے اعظ ضائع ہو شباب ایسا
درکار نہین مشفق بندون کو ثواب ایسا

سنتے تھے محبت مین رہتی ہین بُرے جلسے
ہم یہ نسمجھتے تھے ہوتا ہے عذاب ایسا

اظہارِ تمنا پر آئینہ دکھاتے ہین
ہرگز نہ سُنا ہوگا معقول جواب ایسا

ڈہونڈو تو بتا اپنا پاؤ نہ عدم تک بھی
دشمن بھی نہو یارب برباد و خراب ایسا

ہان تو ہی بتا زاہد موہوم امیدون پر
کہوتا ہے کوئی انسان بے لطف شباب ایسا

تو وہ بھی یہ کہتے ہین کچھہ تجھکو نہین غیرت
کرتے ہین مجھے مین ہین خانہ خراب ایسا

[redacted]

رفتار سے حشر اوٹھا دیکھا نہ نظر بھر کے
انداز مین یہ شوخی آنکھون مین حجاب ایسا

وہ عرض مطالب پر کہتے ہین پیامی سے
کیا دیکھہ کے اوٹھے ہین وہ رات کو خواب ایسا

ظاہر ہے نگاہون سے روداد شبینہ سب
آنکھون مین سمایا ہے بیدید کی خواب ایسا

ای میر ظہیر اب کچھہ حضرت کی کہلے ہین گل
واللہ نہ سمجھے تھے ہم تو کو جناب ایسا

کچھہ وان کا یہان رنگ جمایا نہین جاتا
صد حیف کہ دل یان سے چھڑایا نہین جاتا

ہین ہوش مین اور ہوش مین آیا نہین جاتا
دل آہ پہ لاتے ہین تو لایا نہین جاتا

کچھہ درد معاصی کی دوا ہو نہین سکتی
ہمدرد سے یہ درد بٹایا نہین جاتا

کچھ ایسے گرانبار ندامت ہین کہ جا سے
اوٹھتا ہے قدم اور اوٹھایا نہین جاتا

کیا تاب کہ اک گام ہو طے مرحلۂ شوق
جبتک کہ ادھر ہی سے بلایا نہین جاتا

جاتا ہے کہان سونپ کے ہی کسکی حضوری
مونہہ اپنی کو اپنا ہی دکھایا نہین جاتا

کیا کام ادھر ہی کا ادھر ہی سے ہو پہنچ جو اودھر کو
آتی ہین ادھر کو تو پھر آیا نہین جاتا

بڑھتی ہین ادھر ہی کو سرکتی ہین اوجب
دل خاک بڑھے پاون بڑھایا نہین جاتا

کیا کثرتِ پندار ہے کیا غفلت و نخوت
اپنے مین کچھ اپنی سے سمایا نہین جاتا

یہ داغ معاصی نہین چھپتا نہین چھپتا
ہر چند چھپاتے ہین چھپایا نہین جاتا

افسوس اد ھر اپنو بڑھائی نہین بڑھتے
اور حوصلۂ جرم گھٹایا نہین جاتا

کہتی ہے ندامت کہ سما جائین زمین مین
افسوس کہ خود مین بھی سمایا نہین جاتا

کیا روک لگا جان کو دنیاے دنی کا
دل اور طرف ہی لگایا نہین جاتا

بے سود ہے اب عمر گذشتہ کا تاسف
ہیہات گیا وقت پھر آیا نہین جاتا

جاتے رہے دنیا سی ہی دنیا طلبی مین
کھوئی گئے ایسے کہین پایا نہین جاتا

ملنے سے ظہیر اب کف افسوس کے کیا ہو
بگڑا ہے وہ نقشہ کہ بنایا نہین جاتا

خدا جانے فتنہ اوٹھاؤ گے کیا کیا
دکھایا ہے کیا کچھ دکھاؤ گے کیا کیا

لگا ہون سے اوڑا اوڑ کے جاؤ گے کیا کیا
ابھی تو مجھے تم اوڑاؤ گے کیا کیا

وصال عدو اور عذر تجاہل
یہ نشتر پہ نشتر لگاؤ گے کیا کیا

یہ چھپ چھپ کے جلوے دکھاؤ گے کبتک
یہ ہر بار بن بن کے آؤ گے کیا کیا

نگہ مین حیا ہے حیا مین ہی شوخی
ستم پردے پردی مین ڈھاؤ گے کیا کیا

سبب شہوری نظرون کا کہیو تو کہدون
ابھی سیدھی سیدھی سناؤ گے کیا کیا

مری حسرتون کو مرے شہر تون کو
مٹا کر مجھے تم مٹاؤ گے کیا کیا

خدا کے لیے مجھ سے وعدے نکیجے
نظر کی طرح جی چرا ؤ گے کیا کیا

لگا ہین ادائین کہ پیمانِ دشمن
چھپانے کو مجھسے چھپاؤ گے کیا کیا

مرا سر ہے فتنے ہین نقشِ قدم ہے
سرِ رہ گذر سے مٹاؤ گے کیا کیا

مرا دل ہے پروانے ہین شمع محفل
تم اس انجمن مین جلاؤ گے کیا کیا

رقیبون کی ہے چاندنی چار دن کی
میرے گھر اندھیرے مین آؤ گے کیا کیا

یہ کس کس سے شب کو اشاری ہوئی ہے
جتائی تو آنکھین جھکاؤ گے کیا کیا

یہی کھیل کھیلا کیے زندگی بھر
مری جان مجھے آزماؤ گے کیا کیا

ستم کے لیے تم کو حیلے بہت ہین
مجھے تہمتین تم لگاؤ گے کیا کیا

تلافی بھی ہو گی تو کس کس کی ہو گی
مرے دل ہی ہے ہے مٹاؤ گے کیا کیا

بُرا کہہ چکے گالیان دے چکے تم
بس اب اور ہم کو سناؤ گے کیا کیا

ظہیر اور دے دے کے طعنے نہ چھیڑو
ستایے ہوؤن کو ستاؤ گے کیا کیا

رنگ جمنے نہ دیا بات کو چلنے نہ دیا
کوئی پہلو مرے مطلب کا نکلنے نہ دیا

بدگمانی نے کبھی ڈھنگ سے چلنے نہ دیا
اور ٹرکے اپنے سے فرشتے کو نکلنے نہ دیا

کچھ سہارا ہی ہمین دے زرا نل نے نہ دیا
دل بدلنے نہ دیا بخت بدلنے نہ دیا

کوئی ارمان تری جلوون نے نکلنے نہ دیا
ہوش آنے نہ دیا غش سے سنبھلنے نہ دیا

چاہتے تھے کہ پیامی کو بتا دین تیرا
رشک نے نام ترا مونہہ سے نکلنے نہ دیا

صبر تجھ پر مری وحشت کا پڑیگا ناصح
پانو زنجیر مین ہے ہاتھ کو چلنے نہ دیا

وہم تہا یہ خطِ تقدیر مٹجائے کہین — بدگمان نے مجھے سر پانو سی ملنے نہ دیا

دلِ بیتاب پہ کیون دستِ حنائی رکہا — ہاتھہ دو ہاتھہ بہی سینے مین او ہلنے نہ دیا

بدگمانی کا ٹھکانا ہے کہ اوس کافر نے — عطر کیسا مجھے ہاتھو کو بہی ملنے نہ دیا

ہائے رے گرمیِ ہنگامۂ ستمگر یہ بہی — رنگِ محفل کبہی محفل مین بدلنے نہ دیا

ہمنشین برہمی طالعِ ناساز تو دیکہیو — دورِ گردون کو کبہی رنگ بدلنے نہ دیا

شمعِ رو مین نے کہا تہا مری ضد سی او سے — شمع کو بزم مین اپنی کبہی جلنے نہ دیا

شکوہ کیا کیا تہا مرے دلمین مگر خیر ہوی — تلخکامی نے مجھے زہر اوگلنے نہ دیا

کوچۂ غیر مین ای رشک تجہی آگ لگی — [illegible] ضد سی مچلنے نہ دیا

ناتوانی کا برے وقت [illegible] — کر گیا در جانان پہ سنبھلنے نہ دیا

تہ نہ دل [illegible] — [illegible]

ہر دو [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

فاعیہ ہمکو طبیعت نے بدلنے نہ دیا

شوق نے دل سی تصور کو نکلنے نہ دیا — گہر سے مہمان کو مہمان نے ملنے نہ دیا

جذبۂ شوق نے ارمان نکلنے نہ دیا — پیر ابہی مرے قاتل کو بدلنے نہ دیا

شاخ سے غنچۂ گل غنچہ سے نکلی ہی شمیم — ای غمِ یار تجہے ہمنے نکلنے نہ دیا

جوشِ وحشت نے او بہار او خزان نے روکا — ہر قدم باد بہاری نے سنبھلنے نہ دیا

بزمِ دشمن مین مجہے زیرِ نظر کیون رکہا — کوئی ارمان نہ تہا مین کہ نکلنے نہ دیا

لاکہ ہستی سی عدم مین مجہی تنہا چہوڑا — دو قدم بہی تو مرا ساتہہ اجل نے نہ دیا

زور تم پر نہ چلا کچھہ تو تمہارے بدلے
ہمنے گھر سے شب ہجر انکو نکلنے نہ دیا

کوئی ایسا نہ چمن مین نظر آیا ہمکو
کہ جہان داغ الم پھولنے پھلنے نہ دیا

سر مژگین چشم تر نے مارا مجھی کس لطف کی ساتھہ
حرف تک بھی تو مری مونہہ سے نکلنے نہ دیا

وہ بھلا ساتھہ جنازے کے چلیگا تو یہ
جسنے خنجر بھی مری حلق پہ چلنے نہ دیا

سن چکا تھا جو مری حسرت بوس کو وہ
نامۂ شوق مرا یانو سے ملنے نہ دیا

ضد تو مجھسے ہی تھین وہ مرا رمان تو بتا
تمنے کیون غیر کو محفل سے نکلنے نہ دیا

طرز مومن سے نہ آگاہ تھی جبتک کہ ظہیر
سچ تو یہ ہے کہ کبھی تنگ غزل نے نہ دیا

خوب ہوتا گر خدا سے مین نہ الفت مانگتا
دل بتون کا مانگتا دشمن کی قسمت مانگتا

آسمان سے خاک مین برگشتہ قسمت مانگتا
درہم داغ جگر ملتے تو دولت مانگتا

[illegible]

[illegible]

آسمان اولٹا ہے تو برعکس ہین سب کاروبار
اس سے بہتر تھا کہ مین رنج و مصیبت مانگتا

جسقدر ثروت بڑھی اتنی بڑھی حرص و ہوا
خوب تھا انسان اگر صبر و قناعت مانگتا

فقر و فاقہ ہے نصیب زاہد سالوس مین
ان نصیبون پر ہے ظالم حور جنت مانگتا

گر کہین ملتی تو اپنے مہربان کیواسطے
کچھہ مروت مانگتا مین کچھہ محبت مانگتا

دیکھتا کیا کچھہ نہین زاہد اگر مرد خدا
حور جنت کے عوض چشم بصیرت مانگتا

سن چکا ہون عیش دنیا ہے عدو کیواسطے
پہلو رشک آفرین کیا خاک راحت مانگتا

بخت یاور یار ہمدم آسمان یار رقیب
اس سے بڑھکر اور کیا خاک مذلت مانگتا

ای ظہیر اب کچھہ نہین خواہش مگر اسدہی
چشم مینا مانگتا ہون کنج حیرت مانگتا

کہتے ہو کہ مین تجھہ سے تکلف نہین کرتا
یہ کون ہے جو آکے توقف نہین کرتا

ای شک قمر جسنے تجھے خواب مین دیکھا
وہ میل خریداری یوسف نہین کرتا

دوزخ مجھے منظور ہے اغیار کی ضد سے
جنت ترا کوچہ ہو تو مین تف نہین کرتا

تو وہ ہے ستا کر بھی پشیمان نہین ہوتا
مین وہ ہون کہ جلکر بھی کبھی اُف نہین کرتا

وہ پوچھتے ہین حال دل خون شدہ مجھسے
اور نالۂ بیتاب توقف نہین کرتا

قاصد ہے پہر آخر کو فرشتہ تو نہین ہے
کس طرح سے کہہ دون کہ تصرف نہین کرتا

آتا ہے مرے حال پہ دشمن کو ترحم
یہ ناصح بے درد مگر اُف نہین کرتا

ڈرتا ہے کہ آجاے نہ آنکھون مین مروت
شوخی سے وہ اقرار تعارف نہین کرتا

پہر کہ ہوا خطا وار کہ جو آپ نے لکھا
مین اوس سے سر مو بھی تخالف نہین کرتا

جو مجھہ پہ گذرتی ہے وہی میر بیان ہے
مین تیری قسم اسمین تصرف نہین کرتا

کیا شک ہی ظہیر اسمین جو فرماگئی اوستاد
آرام سے ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

کچھہ شکوہ گلے ہوتے کچھہ طیش سوا ہوتا
قسمت مین نہ ملنا تھا ملتے بھی تو کیا ہوتا

خط اوسکو لکھا ہوتا مانا کہ خفا ہوتا
ہوتا تو یونہین پر قسمت کا لکھا ہوتا

دل کی تو نکل جاتی گو حق مین بُرا ہوتا
کچھہ تنے کہا ہوتا کچھہ ہمنے سُنا ہوتا

امید نہ بر آتی حسرت تو نہ رہ جاتی
ہوتا تو خفا ہوتا شکوہ تو کیا ہوتا

جاتے تو قلق ہوتا آتے تو خفا ہوتے
ہم جاتے تو کیا ہوتا وہ آتے تو کیا ہوتا

شکوہ ان کا گلہ کیا ہے انصاف تو کر ظالم
کیا کچھ نہ کیا ہوتا گر تو مری جا ہوتا

گر صلح ٹھہر جاتی سو فتنے اوٹھے ہوتے
اچھا ہے نہ ملنا ہی ملتے تو بُرا ہوتا

کہتے بھی تو کیا کہتے ہم داورِ محشر سے
گر تیرا گلہ ہوتا تجھ سے ہی کیا ہوتا

اس جور و ستم پر تو ہے پیار چلا آتا
گر مہر و وفا ہوتی کیا قہر خدا ہوتا

ارمان رہا دل مین پامال تو ہونا تھا
جو ہم پہ ستم ہوتا تیری ہی ادا ہوتا

یہ پاس تمہارا ہے اغیار و فلک کیسے
ہم آگ لگا دیتے گر دل نہ لگا ہوتا

ناکام تمنا ہین اتنا بھی غنیمت ہے
جتنی کہ خوشی ہوتی رنج اور سوا ہوتا

گر بوی وفا ہوتی تھوڑی سی قیومین
بیجا بھی اگر کہتے کہنے کو بجا ہوتا

کہتا تھا بجا ناصح کیون تجھ سے بُری ہوتے
سچ ہے کہ طبیعت کا آنا ہے بُرا ہوتا

لکھا تھا مقدر مین اندوہ و الم ناصح
مین کیون نہ حسینون کا پامال جفا ہوتا

معلوم ہوا ضد سے کچھ دل مین کدورت ہے
گر بندِ قبا کھلتے عقدہ نہ یہ وا ہوتا

بیدید ہوا جیسے ہو ہان قہر مروت تھی
جو وعدہ یہان ہوتا دشمن سی وفا ہوتا

تھوڑے سے بگڑنے مین یان کام سنورتا تھا
تم مجھ سے خفا ہوتے مین دم سی خفا ہوتا

ہے لطف تغافل مین یا جی کی جلا مین
وعدہ تو کیا ہوتا گو وہ نہ وفا ہوتا

ملتا تھا تمہین ضد سی گر مجھ سے عداوت تھی
دشمن کو حسد مجھ سے کچھ اور سوا ہوتا

[illegible]
مین اوس سے گلہ کرکے محروم ہوا

ظلم سہنا پڑا خدائی کا
ہے بُرا کام آشنائی کا

وعدہ اک اک سے رونمائی کا
اور دعوی ہے پارسائی کا

دستِ وحشت وہان اوبھنا تھا
تھا اگر شوق ہاتھا پائی کا

تھی سرِ راہ میکدہ مسجد
رہ گیا پردہ پارسائی کا

رشک عاشق کو بوالہوس کو وصال
پوچھنا کیا ترحمی خدائی کا

گر نہوا ایک روز روزِ جزا
کیا ٹھکانا شبِ جدائی کا

سادگی مین ہے بانکپن کی نوک
ہائے انداز کج ادائی کا

ولولے تھے ہوای گل کے ساتھ
نہ رہا وقت اب رہائی کا

قید خانہ ہے زندگانی ہجر
ہے مزہ موت مین رہائی کا

تھا اگر پاس نام ننگ ضمیر
کیون کیا نام آشنائی کا

وقت ہے جرأت آزمائے کا
سامنا ہے شبِ جدائی کا

گر بنا تا نہ دن جدائی کا
کیا بگڑتا ترحمی خدائی کا

دل لگانیکی تھی خوشی کل تک
آج رونا ہے جگ ہنسائی کا

کوئی عاشق بنا کوئی معشوق
ہو لیا خاتمہ خدائی کا

جنگجو ہو تو آکے مل جاؤ
صلح مین لطف ہی لڑائی کا

غیر کو باوفا بتاتے ہو
کیا ٹھکانا ہے سعوفائی کم

وہ دورا ہے مین لاکے چھوڑ گئے
تھا نگاہ [illegible]

[illegible] کایت [illegible]
کیا گلہ صبر آزمائی کا

دل ہی پہلو سے خوف کرتا ہے
کیا بُرا وقت ہے جدائی کا

عقل درماندہ ہمنشین ناصح
کوئی پہلو نہین رسائی کا

دولتِ فقر کم نہین ہے ظہیر
چھوڑ دو عرفِ میرزائی کا

اور لٹے گلے وہ کرتے ہین احسان تو گیا
رنجش کی فکر ہے مجھے ارمان تو گیا

کہتا ہے بیوفا مجھے احسان تو گیا
مین جان سے گیا تری قربان تو ہو گیا

رہنے دے تکیہ یمین نہ چھیڑ اے خدا پرست
جاتا رہون نہ کفر سے ایمان تو گیا

فقرہ سہی فریب سہی وعدۂ وصال
ایمان کی تو یہہ ہے کہ مین مان تو گیا

کیا جانے کیا سمجھ کے وہ خاموش ہو رہا
مجھکو لباس غیر مین پہچان تو گیا

ایسے تنک مزاج کو اپنا بنا لیا
حق تو یہ ہے کہ وہ بھی ہمین مان تو گیا

فقرا ہو یا دغا ہو ہمین اس سے کام
حسنِ طلب مین غیر کو فرمان تو گیا

سو جان ایسی مرگ خوش انجام پر نثار
اپنا وہ جان نثار مجھے جان تو گیا

مرنا تھا ایک روز ہمین تہمہ مر مٹے
اچھا ہوا کہ مرگ کا ارمان تو گیا

اسکا گلہ نہین مجھے اوسنے برا کہا
یہ تو ہوا کہ وہ مجھے پہچان تو گیا

ساقی نہ جامِ مے نہ مغنی نہ بادہ خوار
اب کیا دھرا ہے بزم مین سامان تو گیا

گو مجھکو کچھہ کہا نہ حجاب رقیب سے
کافر نگاہِ شوق کو پہچان تو گیا

آخر نہ ستمنے ہاتھہ سے کھویا ظہیر کو
محفل مین خاک اوڑتی ہی انسان تو گیا

برائی مین تو کیا کچھہ آدمی سے ہو نہین سکتا
کسی کی کچھہ مگر نیکی بدی سے ہو نہین سکتا

اگر چاہے تو کیا کچھہ آدمی سے ہو نہین سکتا
مگر ہان صبر الفت مین کسی سے ہو نہین سکتا

وہ خود اسکی طرح آئین دل بیتاب گر نے
قیامت ہے کہ صیقل مدعی سے ہو نہین سکتا

جفاؤن پر وفا کرنی بڑی مردونکی تہین ہین
نباہے چار دن تمسے کسی سے ہو نہین سکتا

تمہارا کیا ہے تم تو قطع الفت کر چکے اسسے
تمہین ہم چھوڑدین یہ اپنی جی سی ہو نہین سکتا

مجھی کو ذبح کرنیکو بنے ہین سب نصیحت گر
اوسے سمجھاے جاکر کیسی سے ہو نہین سکتا

بسر کبتک کری کوئی امیدون ہی امیدون مین
اگر ہو آدمی سے زندگی سے ہو نہین سکتا

خدا سر پر ہے تو کیا غم ہے تم بھی دیکھ لو پھر کر
کسی کا کچھہ کسی کی دشمنی سے ہو نہین سکتا

لیے قول و قسم اوس بیوفا سے اور پشیمان ہون
وہ میرے سامنے شرمندگی سے ہو نہین سکتا

خدا کی بات تو ہے اور ورنہ وہ کسی کا بھی
وہ خوش ہے عاجزی سی بندگی سی ہو نہین سکتا

بتاتی سوز دل ہے شمع محفل بیزبانی پر
فغان سے جو ہو وہ کیا خامشی سی ہو نہین سکتا

وہ ملجائین کر دل پھر جاے یہ ممکن نہ وہ ممکن
اونہین الزام کیا دون جب مجھی سی ہو نہین سکتا

مجھے دیتے ہین طعنے صبر پر وہ کس قیامت کے
اوسی سے ہو نہین سکتا کسی سے ہو نہین سکتا

وہ یون بیٹھے ہین بزم عدو مین اور مین دیکھون
الٰہی کیا کرون کچھہ بیکسی سے ہو نہین سکتا

زبان کہلوائی یہ کہکر جواب شکوہ کیا دوگے
تکلم آشنا لب نازکی سے ہو نہین سکتا

جہانپر سی چھپے راز محبت سخت مشکل ہے
تری خوشی سے میری خامشی سی ہو نہین سکتا

مری بیتابیون پر وہ خفا ہو ہو کے کہتے ہین
وہ کب ہونا ہے آگے جو ابھی سی ہو نہین سکتا

بہلا دل پر کسی کے کچھہ کسی کا زور چلتا ہے
نہ بولو تم تو دیکھین مدعی سے ہو نہین سکتا

ظہیر اوس بیوفا سی آج کر گذرون اوسی کی سی
مگر مجبور ہون یہ عاشقی سے ہو نہین سکتا

ضرور اس دل بیتاب کو قرار آیا
کہا حضور نے بندے کو اعتبار آیا

خدا کے سامنے جب وہ ستم شعار آیا
پکارتا مجھے محشر سر مزار آیا

عجب ادا سے وہ آشوبِ روزگار آیا
کہ خفتگانِ لحد کو نہ بہر قرار آیا

کبھی خوشی سے نہ لیکر پیام یار آیا
قرار بنکے گیا جو وہ بیقرار آیا

خوشی سے رنج سے اپنی تو مین گذار آیا
وہ آپ اپنی نہ بیٹیرینگی جبکا وار آیا

بس اب تو اے دلِ مضطر تجھے قرار آیا
کہ آج بزم سے دشمن بھی اشکبار آیا

ابھی نہ فتنۂ اعدا سے چین پایا تھا
کہ حشر مجھکو ستانے سرِ مزار آیا

وہ مجھسے کہتے ہین کمبخت اب تو سو بھی دے
ترا کہا تو کیا لے تجھے قرار آیا

یہ فکر ہے نہ گلے سے اوسے لگایا ہو
رقیب پر مجھے کیون بار ہا پیار آیا

وہ تم کہ ذکر پہ میرے بگڑ گیے اوس سے
وہ مین کہ غیر کی حالت پہ مجھکو پیار آیا

اوسی کو مین نے بنایا ہے طرۂ دستار
اوسی کے گرمرے دامن مین کوئی خار آیا

رہی سہی بھی امیدین جواب دینے لگین
رقیب مجھسے سوا ہو کے شرمسار آیا

نفس نفس مین رہی یاس و آرزو کی خلش
امید دل سے گئی در د انتظار آیا

غرض تھی کیا اونہین آنیسے میری تربت پر
ستا گیے مجھے اولٹا اگر قرار آیا

خدا بھی چاہتا ہی اوسکو جسکو تم چاہو
تمہارے نام سے دشمن پہ مجھکو پیار آیا

بہت ظہیر کو ہم یاد کر کے روئے
کہین جو ذکر حریفان بادہ خوار آیا

اضطراب دل نے کیا سینہ مین خنجر کہدیا
ہاتھ جب دل سے اوٹھایا ہی اوٹھا کر کہدیا

سخت جانی سے مری قاتل نے خنجر کہدیا
مین نے دل کہنے کو اوسکی باتون پر سر کہدیا

وائے قسمت سر کو ہمنے جب قدم پر کہدیا
ہاتھ سے بیداد گر نے ہاتھی خنجر رکھہ دیا

تم نے سنگِ آستان گھر مین اوٹھا کر کہہ دیا
بندگی سے باز مجھہ کو بندہ پرور کہدیا

نامہ بر نے جب پڑھا خط کا لفافہ سر بسر
ہاتھ سے خط رکھ دیا کاندھے سے بستر رکھ دیا

گر شب ہجراں نہ کٹنی عمر کے دن کاٹتے
کیون نہ اک خنجر کسی نے زیر بستر رکھ دیا

ہمدمون کی عقل پر کیا جانے کیا پتھر پڑے
قبر پر دیا نہ کا اوسکے نہ پتھر رکھ دیا

اللہ اللہ بدگمانی شکوہای غیر کی
حال دل کسنے نہ پایا ہاتھ مونہہ پر رکھ دیا

دیکھی تقدیر پہلے ہی جواب خط مجھے
بارہا خط اونکو لکھا اور لکھکر رکھ دیا

ذلتین منظور تھین میری تو کوئی غیر مین
کیون نہ اسنے آستان کا تمنے پتھر رکھ دیا

نامۂ دشمن سے کچھ اوٹھتی ہی دلمین گدگدی
کچھ تو ہے جو چپکے چپکے اوسنے پڑھکر رکھ دیا

ایسے فقرے تو بہت سنتا کتے رہتے ہین آپ
دل تو اپنا پھر گیا الزام مجھپر رکھ دیا

وہ صفای رخ پہ غش ہین یان جلای لیکے ناز
آینہ سے آینہ سینے ملا کر رکھ دیا

شب ظہیر خستہ کو کیا جانے کیا یاد آگیا
سر اوٹھایا اور بالین پر اوٹھا کر رکھ دیا

دیکھنا ذوق اسیری بلبل ناشاد کا
آشیان مین خار و خس ہے خار صیاد کا

واہ کیا کہنا ہے قاتل ناوک بیداد کا
ہے لب ہر زخم پر نغمہ سہار کباد کا

ہے زمین سے آسمان تک شور اک فریاد کا
سننے والا کون ہے یارب مری روداد کا

داد خواہون کو مزہ آجائیگا فریاد کا
پھر گیا گر حشر مین قصہ تری بیداد کا

کاٹنا ہے بیستون کا زندگانی ہجر کی
یہ ہمارا کام ہے وہ کام تھا فرہاد کا

داور محشر سے ہم کیا جانے کیا کہنے کو ہین
وہم بجا ہے تمہین کیون شکوۂ بیداد کا

تم ذرا جل پھر کے کر دو فیصلہ گلزار مین
ہے بہت مدت سے جی جگر اڑسر و شمشاد کا

تم کو بخشی تھی خدا نے گر نگاہ رخنہ ساز
مجکو دینا تھا محبت مین جگر فولاد کا

ذبح کرتا ہے خیالِ رنجشِ بازو مجھے
دستِ نازک تھام لے کوئی مری جلاد کا

ہے ابھی آغازِ الفت اور دل بس مین نہین
دیکھیے انجام کیا ہو اس بُری اُفتاد کا

فصلِ گل اور تذکرہ گلچین کا پیشِ عندلیب
ہے نیا رنگِ ستم صیاد ظلمِ ایجاد کا

ہم نہین اپنے مین جبھی تم ہمارے ہو گئے
خود فراموشی اثر ہے کیا تمہاری یاد کا

وان تغافل روز افزون اضطرابِ شوق یان
اب قدم جمنا ہے مشکل صبرِ بے بنیاد کا

توڑنا مشکل نہین اور باندھنا مشکل نہین
کیا ثبات بے ثباتی اس عہدِ بے بنیاد کا

زمرۂ اہلِ سخن مین کیا شمار اوسکا ظہیر
آپ سے بے بہرہ ہے جو پیر و نہین اوستاد کا

ناتوانی کھوئے دیتی ہے مزہ بیداد کا
دوست سے طالب ہون یا دشمن سے مین امداد کا

کشتۂ انداز ہون کس شوخ ظلمِ ایجاد کا
ولولہ اوٹھہ اوٹھہ کر رہ جاتا ہے کیون فریاد کا

ہے مزہ جوشِ قلق جب شکوہ بیداد کا
خامشی مین ننگ ہے پیدا کیجیے فریاد کا

حضرتِ واعظ بس اب اتنا کرم کیجے جناب
ٹھنڈے ٹھنڈے لیجیے رستہ عدم آباد کا

سر اوترے سے نہ حاصل کچھ سبکدوشی ہے کی
بارِ احسان اور گردن پر رہا جلاد کا

مل گیا دیوانے سے دیوانہ ابھی سیر ہے
وہ قدم لیتا ہے میرا اور مین حداد کا

مجھکو صوت آشنا کہتے ہو صوت دیکھکر
حافظہ نسیان مین داخل ہے تمہاری یاد کا

سخت جانی اور ہے خارا کنی کچھ اور ہے
خون گردن پر رہا فرہاد کی فرہاد کا

گر نہین کٹتی شبِ یلدائی غم خنجر تو ہے
کاٹنا مشکل نہین اس قید کی میعاد کا

وہ ستم کرتے رہین اور ہم ستم سہتے رہین
وان اگر پتھر کا دل ہے یان جگر فولاد کا

کیون گریبان کی طرح سی لے نہ دل ہو چاک چاک
ہاتھ مین دشمن کے دامن ہے مری فریاد کا

کھینچکر تصویر اوسکی بنگیا تصویر وار
دیکھنا نقشہ دم صورتگری بہزاد کا

غیر سے میرا گلہ مجھسے شکایت غیر کی
ہر گھڑی عالم نیا ہے طبع ظلم ایجاد کا

دیکھنا جوش قلق کیا کچھہ گوارا ہے مجھے
مدعی سے آج کل طالب ہوں نین امداد کا

ہو چلین ہین اب بہت کچھہ درخور صحبت رقیب
دیکھنا ہے اب تلون طبع ظلم ایجاد کا

خیر ہے کچھہ تمکو واعظ وقت کی باتین کرو
واہ اچھا ذکر چھیڑا گلشن شداد کا

کیا کیا تیرا بُرا ہو جذب شوق ناتمام
چلتے چلتے رُک گیا خنجر مرے جلاد کا

ہے جو یہ کچھہ کچھہ فراہم آپ کے دامین غبار
ہے یہی مدفن ظہیر خانمان برباد کا

شکوہ دشمن سے کرون بابخت سے امداد کا
ہاتھہ گردن پر مری اوچھا پڑا جلاد کا

سایۂ دنبال ہون کس غیرت شمشاد کا
آپ عاشق ہون مین اپنی خاطر آزاد کا

کون بنتا ہے یکین اس خانہ برباد کا
یہ دل ویران نمونہ ہے جہان آباد کا

اس [illegible] کے آگی پوچھتا ہی کون ہے
رکھہ دیا سر و چمن ہے نام اک آزاد کا

مجھمین اور دشمن مین باہم روز و شب کا فرق ہے
ہے تمین و پیش جھگڑا خسرو و فرہاد کا

جیتے جی تو اس بلا سے رستگاری ہے محال
نام ہے درد و الم انسان کے بہزاد کا

پیچتاب سنبل تر آپ کے گیسو مین ہے
ہے مری خاطر مین عالم نکہت برباد کا

اک نگہ مین جان بلب ہی اک ادا مین شاد کام
شاد کر نا بات کیا ہے عاشق ناشاد کا

تلخکامی ہاے مرگ سخت جانی ہاے ہاے
آگیا ہے ناک مین دم خنجر فولاد کا

رو نقون پر فصل گل ہی جوش پر دیوانگی
خوب لوہا تیز ہے کچھہ اندفون حداد کا

آسمان خرسند ہی تم خوش ہو دشمن شاد کام
شیون اپنا زمزمہ ہے کچھہ مبارکباد کا

آج جانبازونکی پرسش ہے بانِ تیغ سے
آج موقع ہے رقیبونکی مبارکباد کا

چارہ گر کیا پوچھتا ہے اوسکی فرقانکی خلش
ہے مری رگ رگ مین عالم نشترِ فصّاد کا

ہے جو یہہ حسنِ بیان میری سخن مین اے ظہیر
یہ مجھے فیضانِ صحبت ہے مرے اوستاد کا

بُرا انجام ہے سوزِ جگر کا
کسی دن فیصلہ ہوناہی گھر کا

نہین کہتا کہ آ کر اپنے سنر کا
نظر سے دور ہے عالم نظر کا

یہ کانٹا بھی نکلجائے شبِ ہجر
کہ دم کے ساتھہ ہی کھٹکا سحر کا

وہ مجھسے دور تر کھینچنے لگے اور
بُرا ہو نالۂ جرمان اثر کا

ہم اپنے دشمنِ جان ہین کہ تم سے
بتائین نام کس بیداد گر کا

ہمین پہنچین تو پہونچین جذبۂ شوق
گذر دشوار ہے وان نامہ بر کا

وہ ہین پیشِ نظر اور پہر نہین ہین
سراسر ہے قصور اپنی نظر کا

اگر نازان ہے شعلون پر جہنم
بھروسا ہے ہمین دامانِ تر کا

حجابِ چشم ہے جلباب پندار
یہ پردہ ہے مخِ رشکِ قمر کا

منور تم سے ہے کاشانہ اپنا
یہان کیا کام ہے نورِ سحر کا

نقاب اولٹو نہ تم دشمن تو دشمن
مجھے اندیشہ ہے اپنی نظر کا

عدو کی التجا کرنی پڑیگی
بشر سے کام پڑتا ہے بشر کا

اگر لاوے جوابِ خطِ ہمارا
تو بایان یا نو یوجین نامہ بر کا

گرا پڑتا ہے کیون کوچہ مین او سکے
دل بیمار کیا پردہ ہی در کا

جوابِ نامہ تو کافر نے لکھا
پتا خط پر لکھا دشمن کے گھر کا

روان ہے شوقمین بیتاب قاصد
کوئی آنسو نہو یہ چشم تر کا

اوٹھا دو غیر کا سر آستان سے
یہ پتھر ہے تمہاری رہگذر کا

ابھی ہو جائیگی راہِ عدم طے
وہ خنجر بھیجدین اپنی کمر کا

پھٹا جاتا ہے سیتے سیتے پیوند
گریبان مین نہو ٹکڑا جگر کا

بتون سے قہر نہ حوردن تک سکائی
ادھر کا ہی نہ یہ زاہد ادھر کا

مجھے وہ دے رہے ہین بد دعائین
یہ موقع ہے دعاؤنکے اثر کا

وہ کیون پہلو تہی کرتے عدو سے
کوئی اس خیر مین پہلو ہی شر کا

وہ کہتے ہین تری آہین بھی ہٹ جائین
ارادہ ہو اگر کچھ بد نظر کا

ظہیر روسیہ ہے پاشکستہ
الٰہی آسرا ہے تیری در کا

جنون خار غم دل مین بوتا رہیگا
یہ نشتر پہ نشتر چبھوتا رہے گا

عبث تمنے دامن ہی بھیگے ہین آنسو
بس اب عمر بھر غیر روتا رہیگا

پیامی سے کہتے ہین کیون کان کھائے
وہ کمبخت ملکر ہی روتا رہے گا

کسی کا گلہ کر کے ہم کیون بُرے ہون
کوئی منفعل آپ ہوتا رہے گا

کیا اس توقع پہ خرقہ مے آگین
کہ ابرِ کرم داغ دھوتا رہیگا

کبھی دیدۂ تر پہ تکیہ نکرنا
یہ ظالم ہمیشہ ڈبوتا رہیگا

جسے خواب مین تم دکھا دو گے صورت
توقع مین تا حشر سوتا رہے گا

مرا حال سُن سُن کے قاصد سے بولے
یونہین وہ نصیبون کو روتا رہیگا

مرے بخت خفتہ نہ جاگینگے ہرگز
وہ پہلو مین دشمن کے سوتا رہیگا

چلو وصل کی شب ہے ملجاؤ ہمسے
یہ قصہ قضیہ تو ہوتا رہے گا

نہ چھوٹیگا خونِ ظہیر پُرارمان
وہ دامن تو ہونے کو دھوتا رہیگا

دیکھنا ہے کہ مددگار ہو دشمن اونکا
حشر کے روز مرا ہاتھہ ہے دامن اونکا

ہای وہ دل مین ہون اور پہر دل بدظن اونکا
ہوچکا اس دلِ مضطر مین نشیمن اونکا

ملنے دیگا اونہین کس سے دل بدظن اونکا
اونکے پہلو مین تو موجود ہے رہزن اونکا

کیا قیامت ہے قیامت مین ادای اور حشر
غیر کے ہاتہ مین ہے گوشۂ دامن اونکا

اب مین اومکی سی کہون گا کہ الٰہی اپنی
مین ہوا خواہ ہون محشر مین کہ دشمن اونکا

موت آتی مجہے ای کاش عدو کی بدلے
کیا خوشی تہی کہ سنون کان سے شیون اونکا

ہاتہہ کشتے کے قلم کرتے ہین سر سے پہلے
حشر مین تاکہ نہ پکڑے کوئی دامن اونکا

ہاتہہ وحشت مین ملا بہی ہین تو بیکار ملے
پاس ناصح کا گریبان ہے نہ دامن اونکا

ہای کیا غیر کو بالین سے سروکار رہا
رات بہر ہاتہہ رہا ہے نہ گردن اونکا

طور کیون خاک ہوا برق گرای کسنے
ایک یہ ہی تہا مگر غمزۂ پرفن اونکا

خوب ہین وہ جو رہے دل مین کدورت بنکر
کہ نہ پامال کیا غیر نے مدفن اونکا

کافر الفتِ اصنام تمہین کیا ہو ظہیر
کلمہ پڑہتے ہین سب شیخ و برہمن اونکا

عشق ہے عشق تو اک روز تماشا ہوگا
آپ جس منہہ کو چہپاتے ہین دکہانا ہوگا

مژدۂ مرگ عدو کس کو گوارا ہوگا
اونکے شیون مین بہی اعجاز مسیحا ہوگا

واں بہی کچہہ جلوۂ دیدار کی امید نہین
وعدۂ حشر نہ کس کس سے تمہارا ہوگا

وصل مین بھی تو یہی حشر و قیامت ہوگی
تاز ہر بات پہ ہر ناز پہ مرنا ہوگا

اونکے انداز مین ایسی تو نہ تھی بے رخی
ہان اوڑا یا دل بیتاب کسیکا ہوگا

طور پر طالب دیدار نے دیکھا کیا کچھ
حشر کو حشر دم عرض تمنا ہوگا

شکوۂ ہجر بتان کیون ہے ظہیر ناکام
کام بنجائینگے جب فضل خدا کا ہوگا

باعث نام آوری نقصان جان ہوجائیگا
بے نشانی سے مرا نام و نشان ہوجائیگا

ہین امیدین وصل کی نیرنگیای عشق سے
مہربان اک دن وہی نامہربان ہوجائیگا

کب گمان تھا چشم ساقی اسطرح پھر جائیگی
اور دور جام دور آسمان ہوجائیگا

دیکھہ لینا گر سلامت ہے ہمارا دم قدم
خود بخود اہل وفا کا امتحان ہوجائیگا

ای ظہیر اچھی نہین آتش رخون سے چھیڑ چھاڑ
اس ہنسی مین ایک دن جی کا زیان ہوجائیگا

بزم دشمن مین جا کے دیکھہ لیا
لے تجھے آزما کے دیکھہ لیا

تمنے مجھہ کو ستا کے دیکھہ لیا
ہر طرح آزما کے دیکھہ لیا

شمع کے بدلے جلتی ہین عاشق
تیری محفل مین آ کے دیکھہ لیا

پند ناصح کا اعتبار نہ تھا
تم سے دل کو لگا کے دیکھہ لیا

اونکے دل کی کدورتین مٹین
اپنی ہستی مٹا کے دیکھہ لیا

کچھہ نہین کچھہ نہین محبت مین
خوب جی کو جلا کے دیکھہ لیا

اپنی حالت پہ رو دیا ہمنے
اوسنے جب سکرا کے دیکھہ لیا

غیر الفت سے جی چرانے لگے
تمنے آنکھین چرا کے دیکھہ لیا

کچھ نہین جز غبار کین و عناد — ہمنے دل مین سما کے دیکھ لیا
اپنے جلوی کے آپ تہی مشتاق — خود ہی پردہ اوٹھا کے دیکھ لیا
نہ ملے وہ کسیطرح نہ ملے — غیر کو بہی ملا کے دیکھ لیا
بندگی کی نہین پذیرائی — بندہ پرور بنا کے دیکھ لیا
درد کسطرح دل مین اوٹھتا ہے — تمنے پہلو سے جا کے دیکھ لیا

کیا ملا نالہ و فغان سے ظہیر
حشر سر پر اوٹھا کے دیکھ لیا

بتون سے کہین دل پہرا ہے کسی کا — کہین تو بہی ناصح خدا ہے کسی کا
کسی سے نہ ملنا بہلا ہے کسی کا — بہلائی مین ہوتا برا ہے کسی کا
یہ اچہا ہے تو بہی تو اچہا نہین ہے — وفادار ہونا برا ہے کسی کا
نصیحت گرون کا یہ کہنا بجا ہے — ستمگار تو کب ہوا ہے کسی کا
ستم دیکہتے ہین مرے بعد دشمن — برا چاہنا یہی برا ہے کسی کا
مجہے بزم سے وہ اوٹھا کر رہینگے — نکلنا مرا مدعا ہے کسی کا
تمہاری نگہ کی دورنگی نے مارا — برا ہے کسی کا بہلا ہے کسی کا
کہین وہ نہ آجاے ای اہل محشر — مجہے خوف روز جزا ہے کسی کا
گوارا ہے جو کچہہ گوارا نہین ہے — مجہے پاس کیا جانے کیا ہے کسی کا
وہ زانو پہ سر کیون جہکاے ہوے ہین — مگر خون سر پر چڑہا ہے کسی کا

ظہیر اسپہ مرتا ہون کہتی تو ہی خلق
کوئی باوفا مبتلا ہے کسی کا

غزل قطعہ بند بطرز واسوخت

مفتون ہے کسپہ نرگس فتان کو کیا ہوا
آشفتہ کیون ہی زلف پریشان کو کیا ہوا

اوڑتی ہوا ئیان ہین رخ رشک ماہ پر
سیماب گون ہے مہر درخشان کو کیا ہوا

کسکی دعا سے یہ کہ ستم کی سزا ملے
تم نازکش ہو غیر کے دوران کو کیا ہوا

میری طرح سے ماتمہ ہی کیون دلیہ بار بار
ہے ہے وہ دشنہ ریزی مژگان کو کیا ہوا

سایہ پڑا ہے کسکے دل چاک چاک کا
ہین تار تار جیب و گریبان کو کیا ہوا

دست دعا بنے جو ستم پر دراز تھے
بیداد و کینہ جوئیے ارمان کو کیا ہوا

کیا لب سے مل گئے کوئی لعل نمکفشان
موج تبسم لب خندان کو کیا ہوا

کسکے قلق سے آج ہی جی پر بنی ہوی
ہے نالہ سنج کیون دل شادان کو کیا ہوا

کیون ابری درد ہے دل ایذا پسند مین
جوش و خروش کاوش پنہان کو کیا ہوا

میری طرح سے کیا کہین دلکو پہنسا دیا
اب پیچتاب سنبل پیچان کو کیا ہوا

کیا پیچ پڑ گیا کسی زلف دراز کا
بکھری ہوی ہے زلف پریشان کو کیا ہوا

ہے دشنہ ریز طعنہ بہر سو زبان خلق
بیمار خود ہے عیسی دوران کو کیا ہوا

کیا کام کر گئی مرے دلکی فسردگی
ہنستے تھے مجھپہ اب دل شاد انکو کیا ہوا

طعنون مین اضطراب کی لذت نہین رہی
کچھہ بیمزہ ہے شور نمکدان کو کیا ہوا

کس چشم نیمباز نے دل کو لبھا لیا
ہے اشکبار نرگس فتان کو کیا ہوا

کس خیرہ سر کے ہیان مین ہی سر جھکا ہوا
مٹھی پہ کیون ہی سیب زنخدان کو کیا ہوا

مد نظر ہے کیا کسی آئینہ رو کی شکل
حیرت زدہ ہے نرگس فتان کو کیا ہوا

کس دن ہوی تھی بار خدایا یہ آرزو
تاثیر آہ و زاری دامان کو کیا ہوا

اشکون سے کیون ہین سیاہ غرقگین ہی ہوے
سلک گہر ہے سوزنِ مژگان کو کیا ہوا

رہتا ہی کسکے خندہ دندان نما کا دہیان
اشکون سے تر ہی گوشۂ دامان کو کیا ہوا

کیا دلمین ہی تصور روی عرق فشان
کیون ہی عرق عرق رخ تابان کو کیا ہوا

اگلا سا پھر کہین نہی سر سے حجاب ہے
زیب جبین ہے گوشۂ دامان کو کیا ہوا

حسرت کو دل سے دل کو تصور سی لطف ہے
باہم ہے دشمنی لب و دندان کو کیا ہوا

کیا سوی رمری نگہ انتظار ہے
وحشت مجھے ہے نرگس فتان کو کیا ہوا

ایسے کہان کی آپ وفادار بن گئے
ہے ہے طبع زود پشیمان کو کیا ہوا

رنگ وفا ہے چشم تلون شعارمین
اب انقلاب گردش دوران کو کیا ہوا

دل انتظار کش ہی نگاہین ہین فرش راہ
تصویر در ہے سر خرامان کو کیا ہوا

کیا سن لیا ہے حال پریشان ظہیر کا
برہم ہے طبع خاطر شادان کو کیا ہوا

غزل در صنعت عاشق شدن معشوق بر معشوق دیگر و سفارش نمودن عاشق از جانب معشوق پیش مطلوب محبوب خود بہ نہجیکہ کلمۂ رقابت درمیان نیاید

حسینون مین رتبہ دوبالا ہے تیرا
کہ بیمار الفت مسیحا ہے تیرا

تماشا ہے جو ہے تماشای عالم
وہ اسطرح محو تماشا ہے تیرا

ستم اوسپہ کیجو مری جان سمجھکر
نہین دست و دامان ہمارا ہی تیرا

کیا اوس فسونگر کو تو نے مسخر
غضب نقش تسخیر چلتا ہے تیرا

جہان اوسکی بس مین وہ تجھ بے بسمین — ستمگر ستم حد سے گذرا ہے تیرا
ترے گھر مین ہے آج ساری خدائی — کہ خواہان ہوا وہ خود آرا ہے تیرا
خدا جانے کیا بات دیکھی ہے تجھ مین — خدا جانے کیا ڈھنگ بھایا ہے تیرا
پسا تجھپہ وہ اوسنے پیسا جہان کو — زمانے مین اک حشر برپا ہے تیرا
کیا اوسنے سامانِ قتلِ دو عالم — بظاہر تعشق جتایا ہے تیرا
مگر کچھ نہ کچھ چال کرتا ہے تجھ بر — وہ دمسازیون دم جو بھرتا ہے تیرا
خدا بے نیازی دکھاتا ہے اپنی — کہ وہ ناز مین ناز اوٹھاتا ہے تیرا

ظہیر اوسپہ مائل وہ مائل ہے تجھ پر
جو مفتون ہے اوسکا وہ شیدا ہے تیرا

کب تمہارا بسمل تیغِ نظر اچھا ہوا — دل ہوا مجروح گر زخمِ جگر اچھا ہوا
عشق مین جو کچھ ہوا سو وہ ضرر اچھا ہوا — جو ہوا میرے لیے ای فتنہ گر اچھا ہوا
جوشِ وحشت مین کہان تھی کاہشِ دور الم — ہو گیا رنجور تر مین جسقدر اچھا ہوا
جز اجل ممکن نہ تھی بیمار الفت کو شفا — موت ہی آتی مجھے ای چارہ گر اچھا ہوا
سُن چکا قاصد کی منہ سے جبکہ میرا حال زار — ہنس کے بولا وہ بت بیدادگر اچھا ہوا
جانتا ہون مجھسے کچھ بہتر کہیگا حال دل — مدعی اپنا ہوا ایلچی مرا اچھا ہوا

اور ہم واقف نہین حال ظہیر زار سے
ہان گئے تھے وقتون مین اک شوریدہ سر اچھا ہوا

گل افشانی کے دم بھرتی ہے چشم خونفشان کیا کیا — ہمارے جیب دامن ہے بہارِ گلستان کیا کیا
ابھی سے آگئین نامِ خدا ہین شوخیان کیا کیا — میری تقدیر بن بن کر بدلتی ہے زبان کیا کیا

مجھے گردش مین کہتی ہی نگاہ دلستان کیا کیا
مری قسمت دکھاتی ہے مجھے نیرنگیان کیا کیا

نگاہون مین حیا ہے اور حیا مین ہی نہان کیا کیا
طبیعت مین بسی ہین خیر سے نیرنگیان کیا کیا

کشود مطلب عاشق کے ہین لب پر بیان کیا کیا
ادا ہی حاشی مین بہر دیا رنگ بیان کیا کیا

فقط اک سادگی پر شوخیونکے ہین گمان کیا کیا
نگاہ شرمگین سی ہے نہان کیا کیا عیان کیا کیا

کبھی مسکن ہی کعبے مین کبھی دیر و کلیسا مین
دکھائین چشم شوخ و شنگ نے نیرنگیان کیا کیا

ادھر کچھ پانو بڑھتے ہین ادھر کچھ ہاتھ اوٹھتے ہین
جنون انگیز یون پر ہے ہوای گلستان کیا کیا

میری بیتابی دل کا تو مجھ سے پوچھنا ہی کیا
تمہین بیچین رکھتی ہین تمہاری شوخیان کیا کیا

مروت کا بھرسا ہے تو کچھ بھوکا ہی تمکین کا
نگاہ شرمگین پر شوخیونکی ہین گمان کیا کیا

دل خون گشتہ حسرت نے کیا کچھ گل کھلائے ہین
بہار رنگین ہے کچھ انکی برس فصل خزان کیا کیا

شکایت نالۂ بلبل کی ہے صیاد و گلچین سے
شگوفے چھوٹتا ہی بیٹھے بیٹھے باغبان کیا کیا

نہ روون آرزوین دلکی دل مین خون ہوی ہونگی
دکھائین چشم پر خون فی حسن پر پرانیان کیا کیا

گذرنا وادی تسلیم سے کار نمایان ہے
قدم میان لڑکھڑا جاتے ہین وقت امتحان کیا کیا

جنون سے کم نہین ہی کچھ یہ ہجوم شادمانی بھی
ہوای گل مین ہی جامہ سی باہر باغبان کیا کیا

نگاہین بدگمانی سے کہان جاکے لڑتی ہین
میری آنکھون مین ہین دشمن کی بزم آرائیان کیا کیا

سراپا بہر دیا ہے رنگ بامین درد و غم آمین
مری گفتار سے ظاہر ہین رنگ آمیزیان کیا کیا

وفاداری کی اپنے سب دل آزارونمین چرچے ہین
ہمین بدنام کرتے ہین ہمارے رازدان کیا کیا

تصور مین وصال یار کی ساماں ہوتے ہین
ہمین بھی یاد ہین حسرت کی بزم آرائیان کیا کیا

ابھی سے بیکسی مشکل ابھی تو دور ہے منزل
مجھے سوا کرینگی دیکھیے بیتابیان کیا کیا

نظر مین دان تلون ہی تو یان بیچینیان دل مین
تری شوخی سے ملتی ہین مری بیتابیان کیا کیا

وہان شرم و حیا کیا کچھ اور نہین پردہ لگاتی ہے
مجھے بے بام کرتی ہین مری بیتابیان کیا کیا

نزاکت ڈھنگ ہین دنیا سے کچھ حسن و محبت کے
طبیعت نگ لاتی ہی یہان کیا کیا وہان کیا کیا

چلی آتی ہے اڑتی ہوی کچھ کوی جانان سے
بسی ہے شک کی بو مین نسیم بوستان کیا کیا

مری آنکھین ہی لڑکر قیامت مجھ پہ ڈھاتی ہین
نگاہین توڑتی رہتی ہین مجھ پر بجلیان کیا کیا

قدم رکھتے نہین ہین وہ زمین پر بے نیازی سے
بڑھا جاتا ہے یان شوق سجود آستان کیا کیا

خدا ہی آبرو رکھتا ہے سالک کی تو ہی ہے
لٹی ہی دور دور جا کر متاع کاروان کیا کیا

وہ جتنے دور کھنچتے ہین تعلق اور بڑھتا ہے
نظر سے وہ جو پنہان ہین تو دل مین ہین عیان کیا کیا

ظہیر خستہ جان سچ ہے محبت کچھ بری شی ہے
مجازی مین حقیقی کی ہوی ہین امتحان کیا کیا

جب مین پر یا نو دہرنے کا سہارا ہو لیا
آدمی سمجھا فلک کا مین ہی تارا ہو گیا

ضبط بیتابی سے دل ٹکڑے ہمارا ہو گیا
کشمکش سے ہر نفس سینہ مین آرا ہو گیا

اوسکے کوچے تک پہونچنے کا جو ارادہ ہو لیا
بوالہوس نخوت سے یہ جھلا کر تارا ہو گیا

کیا کہین اس دل کی باتون کیا گوارا ہو لیا
طعنۂ دشمن ہمین رفق و مدارا ہو گیا

اوس جفا جو کا بھروسا کیا ہی مثل روزگار
آج دشمن کا ہوا اور کل ہمارا ہو گیا

ہو گئین ان جنبش لب مین امیدین کس قدر
کیا ہوا کیا کچھ ہوا کلت ناسہارا ہو لیا

مٹ گیے دنیا کے جھگڑے اک نگاہ مین
تم ہمارے ہو گیے عالم ہمارا ہو گیا

حشر مین چار و نظر نے انگلیان اٹھنی لگین
تیرہ کاری سے یہ کچھ شہرہ ہمارا ہو گیا

ہو رہا وہ ہی تمہارا جس سے تم نے ملا کی
دوست سمجھے ہم جسے دشمن ہمارا ہو گیا

ناگوار خاطر رشک آفرین کیا کچھ نہ تھا
مختصر یہ ہے کہ اب سب کچھ گوارا ہو گیا

کیا کہین کہنا پڑا کیا کچھ پہ الزام غیر
جو چھپاتے تھے وہی اب آشکارا ہو گیا

گفتگو میں دشمنوں پر کچھ ہمیں غالب رہے
بول بالا سب سے بالاتر ہمارا ہو گیا

واہ وا کیا وقف منزل ہے دلِ دشمن پرست
اہل کا نا اہل کا جس میں گذارا ہو گیا

غیر کی کج بحثیوں کی کیوں نہ قربان جائیے
اونکے آگے گفتگو کا ہمکو یارا ہو گیا

بت پرستی کرتے کرتے سخت کافر ہنگئی
رنج سہتے سہتے دل ہی سنگخارا ہو گیا

ہنستے روتے ہو گئی اس زندگانی میں گذر
دوست دشمن میں خوش و ناخوش گذارا ہو گیا

غیر کے پیغامبر بن کے پہونچے ہم ظہیر
اوسکے کوچہ میں یونہیں کچھ دن گذارا ہو گیا

ای ہیجاب یاد فراموش نقش پا
کیا کہہ رہے ہیں یہ لب خاموش نقش پا

دیکھو تو کوی غیر میں تم ہوش نقش پا
غماز بن گیے لب خاموش نقش پا

کیا کیا اوٹھاے حشر ستمہاے محرمی
اوٹھا اوٹھا کے فتنہ ہو گئی ہمدوش نقش پا

گر چھیڑ دوں فسانہ شب وصل غیر کا
رنگ پریدہ بن کے اوڑی ہوش نقش پا

آتے ہو تم تو خلق کی بچ کر نگاہ سے
رہبر بنے رقیب کی پاپوش نقش پا

چلتے ہوے ہیں فتنے تری رہگزر کے
رہتا ہے حشر عاشیہ بردوش نقش پا

تم شب کہاں رہے کہ مرے سانہ منتظر
خلخال کی صدا پہ رہے گوش نقش پا

میدان رستخیز ہے یا کوی غیر ہے
ہر گام پر ہے فتنہ ہم آغوش نقش پا

کوی عدو میں فتنہ پر فتنہ ہے دان
ہر نقش پای عاشیہ بردوش نقش پا

چھپتی ہے کوی آمد اغیار کی خبر
ظالم لگے ہوی ہیں ادھر گوش نقش پا

سرگوشیاں نہ کیجے بلا کر رقیب سے
ہر نقش پا ہے اک ہمہ تن گوش نقش پا

پھر بھی ترے قدم سے کبھی ہمکنار ہو
اس آرزو میں بار ہے آغوش نقش پا

دنبالہ رو ہے کوئی عدو مین پی سراغ
میرا شریک حال ہے کچھ جوش نقش پا

ہے کامیاب بوسہ گرانبار کیون نہو
بالیدہ ہے خوشی سے تن و توش نقش پا

کچھ منزل عدم مین نہ پایا کہین سراغ
یارانِ رفتگان ہین سبکدوش نقش پا

لکھو بدل کے قافیہ ایسی غزل ظہیر
احسنت کہہ اوٹھین لب خاموش نقش پا

میری نمود و بود ہے تصویر نقش پا
نقش فنا ہون صورت تحریر نقش پا

جلتا ہون دیکھ دیکھ کے تقدیر نقش پا
ہمدوش پا بپا ہے تصویر نقش پا

کیا کہہ رہی ہے شوخی تحریر نقش پا
تا بک ہے کوئی غیر مین تقریر نقش پا

فیض قدم سے ہی ترے توقیر نقش پا
پہونچی ہے کس عروج پہ تقدیر نقش پا

نقش قدم کو بھی دل عاشق سمجھ لیا
لو وہ مٹانے آئے ہین تصویر نقش پا

بڑھ کر فروتنی سے نہین کچھ جہان مین
سچ ہے بجا ہے است ہی تقریر نقش پا

جسجا کہان مین پہونچ گیا قدم
مین ناتوان ہون بستہ زنجیر نقش پا

مین اور سجود کوئی عدو واہ ری نصیب
کچھ آپ کی خطا ہی نہ تقصیر نقش پا

وہ نقش پا ہی دست ہی مین نقش خاک ہو
مجھ سے کہین بلند ہے تقدیر نقش پا

ہر نقش پا کو دیکھ کے مین کوئی غیر مین
مٹ مٹ گیا ہون صورت تصویر نقش پا

ممکن نہین کہ بعد جدائی وصال ہو
تقدیر سے خلاف ہی تدبیر نقش پا

تم اور تمہارے پائنگارین کی خاکراہ
شایان احترام ہے توقیر نقش پا

مٹ جائین ہم جہان سے تو قصہ ہی پاک ہو
کیا پوچھتے ہو غیر سے تدبیر نقش پا

نازک ہو کوئی غیر مین کیونکر گذر ہوا
کیا لے اوڑی ہے شوخی تحریر نقش پا

تیرے قدم کے ساتھ ہین جانین لڑی ہوئین — دیکھین مٹی تو دی کوئی تصویر نقش پا
بتخانہ کوچہ کوچہ ہے کعبہ گلی گلی — اللہ رے فتنہ گر تری تسخیر نقش پا

لکھی ہے کس ریف مین تو نے غزل ظہیر
کھینچی ہے رنگ طبع سے تصویر نقش پا

لہو و لعب مین عہد جوانی گذر گیا — جھوکا خزان کا تھا اوہ آیا اوہ ہر گیا
شب اونکو ذکر غیر پہ کیا شک گذر گیا — نیچی نگاہ ہو گئی چہرہ اوتر گیا
اوس کوچہ مین ضرور مرا نامہ بر گیا — جس جا دعا گئی نہ دعا کا اثر گیا
نامہ دیا کہ نامہ رسان کو پیام مرگ — خط کیا گیا کہ مجھ سے مرا نامہ بر گیا
لڑتے ہو مجھ سے اور نہین لڑتی نگاہ تھر — معلوم ہو گیا مجھے غصہ اوتر گیا
اونکے تو یان نہ آنکے شکوی دھری رہے — میرا ہی اضطراب مرا کام کر گیا
آنکھین ہی کھل گئین تری جلوہ انکو دیکھکر — گویا نظر سے ایک زمانہ گذر گیا
کمبخت پاس وضع نے پیچھے ہٹا دیا — مین ایک گام سایہ سے آگے اگر گیا
ہوتا ہے لٹ لٹا کے تری کو چہ تک گذر — نالہ بھی گر گیا ہے تو کہو کر اثر گیا
تو بھی ہے بیوفا ترا پیکان تیز بھی — کیا بے لگاؤ سینہ سے ظالم گذر گیا
ای شوق ضد دلا کے اوسی کیا ستم کیا — مین اوسکے گھر گیا تو وہ دشمن کے گھر گیا
اک اک کو اپنی اپنی بضاعت ہے ناز تھا — مین ساتھ لیکے حشر مین داغ جگر گیا

وہ بدنصیب ہون کہ دم پرورش ظہیر
میرا خیال یاد سے شہ کی اوتر گیا

جلوہ تاب رخ روشن مین کہلا — نسترن زار ہے چلون مین کہلا

وای قسمت مرا گلزار میں غنچہ غنچہ دل دشمن میں کھلا
دل کے عقدے رہے سب بند کے بند اک شگوفہ بھی نہ خرمن میں کھلا
سب گل داغ کے ہیں نشو و نما کہیں دل میں کہیں گلشن میں کھلا
نہ کھلا تھا جو کبھی غنچۂ راز وہ شگوفہ مرے شیون میں کھلا
جب ہوے مرغ چمن زمزمہ سنج اک نہ اک گل ہے نشیمن میں کھلا
آؤ دیکھو مرے گریہ کی بہار طرفہ گلزار ہے دامن میں کھلا
نگہ ناز نے جادو ڈالا سرمہ اوس چشم فسوں فن میں کھلا
دست گستاخ یہیں رہنے دو یہ گلوبند ہے گردن میں کھلا
بل بے عکس رخ رنگین کی بہار گلشن آینہ آہن میں کھلا

کسکی آنکھوں سے لڑی آنکھ ظہیر
نرگسین باغ ہے روزن میں کھلا

جو تنگ بوالہوسی راہبر نہیں ہوتا مقام دست تک اپنا گذر نہیں ہوتا
مزاج حسن جو شورش اثر نہیں ہوتا نشان سجدہ مرا در بدر نہیں ہوتا
وہ جانتے ہیں کہ ہے جادہ دیدۂ مشتاق گذر کبھی جو سر رہگذر نہیں ہوتا
بلا سے موت ہی آتی جواب کے بدلے مجھے نصیب جو پیغامبر نہیں ہوتا
مجال عرض تمنای دل کسے ہوتی جو شوق جلوہ گری پردہ ور نہیں ہوتا
پیامبر مرا آتا نہ یوں گریبان چاک جواب نامہ جو وحشت اثر نہیں ہوتا

ظہیر دیر و حرم کی بہت اڑائی خاک
مقام یار تک اپنا گذر نہیں ہوتا

دیگر

جب کدورت سے صفا آئینہ دل کا ہو گیا
آپ ہی اپنا مجھے ذوقِ تماشا ہو گیا

دل کو تھا مون ہجر مین یا جا کو تسکین دون
تم بغل سے کیا گیے اک حشر برپا ہو گیا

اونکے دلمین بہی ہماری آرزو کا رنگ ہے
غیر کا نقش وفا اپنی تمنا ہو گیا

ہای ہم اور ترک پاس وضع اور پہر اسقدر
دل کے ہاتہون کیا کہین کیا کچہہ گوارا ہو گیا

کیون ظہیر خستہ جان دیکہا محبت کا مزہ
دو ہی دن مین کیا سے کیا عالم تمہارا ہو گیا

ردیف با بی عربی

باہم رہی یہ شکوہ سرائی تمام شب
ہمسایون تک بہی نیند نہ آئی تمام شب

تنہا او نہین بہی نیند نہ آئی تمام شب
آئی صدای نغمہ سرائی تمام شب

کیونکر شب فراق مین کرتی دعا اثر
وصت فغان سے ہمنے نہ پائی تمام شب

ایسے ستیزہ خو سے کہانتک نباہیے
ان بن تمام دن ہے لڑائی تمام شب

کیونکر نہ بہڑکے شعلہ صفت شیخ قہر وہ دل
جسپر رہے وہ دست حنائی تمام شب

دلگر مے عدو نے مرا جی جلا دیا
دن بہر گلے ہین شکوہ سرائی تمام شب

دل کا برا ہو یون ہی گزرتی شب وصال
کرتے رہے عدو کی برائی تمام شب

کچہہ اور ہی وصال مین دونا ہوا قلق
باہم رہا بیان جدائی تمام شب

قربان جاؤن نالہ دلپر کہ بزم مین
بہولے رہے وہ نغمہ سرائی تمام شب

سویا نہ آپ اور نہ سونے دیا مجہے
اس بدگمان نے شمع جلائی تمام شب

اسکا گلہ نہین کہ شب وعدہ نہ آیے
اوس کوچہ کی ہوا ہی نہ آئی تمام شب

یان شوق جنگجو ہے تو واں شرم کینہ خو
رہتی ہے صلح مین ہی لڑائی تمام شب

یاد آیا اونکو وعدۂ دشمن جناں کیا
ملتے رہے وہ دست حنائی تمام شب

افسوس بخت خفتہ نہ چونکے نظیر
نالون سے ہمنے دہوم مچائی تمام شب

تہا زندگی مین ہجر کی جو سوز بے نصیب
ہے بعد مرگ بھی شب تار لحد نصیب

زاہد کو ہوگی سایۂ طوبیٰ کی آرزو
یارب ہمین ہو وصل بت سرو قد نصیب

یہ جانتا ہون موت بھی مشکل سے آئیگی
کسکو ہوا وصال ہے بے دو کد نصیب

برگشتہ بخت شوق کی ہمت کو آفرین
اپنی سی کر رہے ہین بہت شد و مد نصیب

دو ڈہنگ ہین وصال کی دو نو محال ہین
یا آپ مجھپہ رحم کرین یا مدد نصیب

ہم شادمان ہین ہجر مین ضد سے رقیب کی
ہمکو خوشی نصیب ہوا اسکو حسد نصیب

کیا کیا ڈبو رہی ہے مری چشم اشکبار
کیا کیا دکھا رہے ہین مجھی جذر و مد نصیب

قسمت ہی مل گیا جو ترا سنگ آستان
سر پھوڑتے پھرینگے رقیب حسد نصیب

مصروف دلدہی نگہ جانستان رہے
یارب نظیر کو ہو یہ داد و ستد نصیب

سیل گریہ مین پھر اگرتا ہو نہین در و خرب
یون نہ کرنا تہا مری مٹی کو چشم تر خراب

اپنے ہاتھون کاٹے اپنے گلے کو وقت ذبح
ایک تو نازک ہے قاتل دوسرے خنجر خراب

رفتہ رفتہ درد و غم نے اپنے دلمین گھر کیا
جسقدر بستا گیا اُتنا ہوا یہ گھر خراب

جو مرے دلمین بکین ہے اوس سے بہتر کون ہے
پھر کہان تو خانۂ دل کو کہون کیونکر خراب

ناکسون کی بدشعاری اصل بد کی ہے دلیل
گر صدف ناقص نہو ہوتا نہین گوہر خراب

مر مٹے آتش رخون پر کوئی کس اُمید پر
ہے بیاضِ شمع پروانہ کی خاکستر خراب

ہو نہو وہ ہی ظہیر خانمان برباد ہو
ہے جو اک آوارہ گرد و خستہ و مضطر خراب

ردیف باہی فارسی

بگڑ کر عدو سے دکھاتے ہین آپ
بناوٹ کی باتین بناتے ہین آپ

مرا سر تو کیا گر جنازہ اُٹھے
کہین سنگ در سے اُٹھاتے ہین آپ

رہے مرگ دشمن پہ دلشاد کیا
بہت ایسے فقرے اڑاتے ہین آپ

مرا حال کیا لب پہ دم کیون نہو
کہین ایسی باتون مین آتے ہین آپ

بڑہانے کو قصے شب وصل مین
فسانے عدو کے سناتے ہین آپ

مرا جذب دل اک قیامت سہی
کہین ایسے فقرون مین آتے ہین آپ

یہ نشتر ہین موج تبسم نہین
مرے گریہ پر مسکراتے ہین آپ

کدورت کو دل مین بڑہانی لگے
یہ نقشے عدو کے جماتے ہین آپ

مین اس زود رنجی کے قربان ہون
کہ آنکھین عدو کو دکہاتے ہین آپ

سبک ہو کے اتنا گرانبار ہون
کہ اب آستان سے اُٹھاتے ہین آپ

کسی کو تسلی کسی کو جواب
عجب کچھہ لگاتے بجھاتے ہین آپ

بگڑنے کو اسباب لازم نہین
نئی بات دل سے بناتے ہین آپ

بھلا مجھہ سے کیا ذکر پروانہ کا
مگر شمع ذکر جلاتے ہین آپ

نہ جھنجلاؤ اتنا چلے جائین گے
کہا تہا کسی نے بلاتے ہین آپ

نہ آنا تھا اگر آئے کیون خواب مین
مگر سوتے فتنے جگاتے ہین آپ

طبیعت ہے کس وجہ رنج آفرین
نئے سے نئے رنگ لاتے ہین آپ

مری حسرتون کو جلا دیجیے
کہ ٹھوکر سے مردے جلاتے ہین آپ

بندھے کیا کسی کو امید وصال
نظر سے نظر کب ملاتے ہین آپ

نظر آ گئے کیا کرشمے ظہیر
بتون پر جو ایمان لاتے ہین آپ

قاتل کی شکایت ہے نہ خنجر کی شکایت
کچھ ہے تو ہمین اپنے تعدی کی شکایت

ہم اور قیامت مین تری ظلم کی فریاد
ہے تیرا گلہ داور محشر کی شکایت

تو اور نگاہ غلط انداز سوئے غیر
رگ رگ مین یہان کاوش نشتر کی شکایت

بیتابی و شوخی مین نہین فرق کچھ اتنا
کیون کر نہ لگے وہ دل مضطر کی شکایت

دلکار نہین ہے مجھے لطف ستم آمیز
بیجا ہے عدو کے دل مضطر کی شکایت

کج فہم ہے دشمن کہین سمجھے نہ یہان جا
لازم ہے ہمین زلف معنبر کی شکایت

کچھ اس سے نہین دور کہ جی ہار کے بیٹھے
کرنی ہی پڑی غیر سے لب کی شکایت

تم آرزو دل کو مرے دل مین سمجھ لو
اچھا ہے رہے گھر مین اگر گھر کی شکایت

نیند آئے ہمین کیا کہ نہین خار سے کمتر
بیجا نہین تار رگ بستر کی شکایت

اب سنگ در یار ہے اور خاک در یار
تکیہ کی شکایت ہے نہ بستر کی شکایت

ہین تم کو اگر کچھ دل بیتاب کو شکوے
شوخی سے ہمین بھی ہے برابر کی شکایت

واللہ ظہیر آپ بھی کیا سادہ وش ہین
اس شوخ ستمگر سے مقدر کی شکایت

ردیف تائی فوقانی

ممتاز نبوت سے ہین شایانِ نبوت
اے نورِ خدا تجھسے بڑہی شانِ نبوت

دیکھو تو کہان خاتمہ بالخیر ہوا ہے
آغاز وہی اور وہی پایانِ نبوت

سلطانِ زمن ختمِ رسل سرورِ کونین
گلچین بہارِ چمنستانِ نبوت

یان مہرِ نبوت سے ہے وان فخرِ گہین سے
سلطان سلیمان ہے سلیمانِ نبوت

ہے عالمِ اجساد سے تا بارگہِ قدس
اک روشنی شمع شبستانِ نبوت

مین کیا ہون کہ ہی خود چمن آرائی عالم
شیدای قد سرو خرامانِ نبوت

پڑتی ہے نظر حد ادب ہی بہی گذر کر
ہین دور بہت رتبہ شناسانِ نبوت

حضرت نے یتیمی مین سہے جورِ اقارب
بچپن مین مسیا ہوے سامانِ نبوت

موقوف رسالت ہے باظہار خدائی
لازم ہوی وحدت کے لئے شانِ نبوت

یا سید عالم ہین ترے شوق لقا مین
محوارنی زمزمہ سنجانِ نبوت

وہ حصر فقط ذات مقدس کے لیے تہے
باقی تہے نبوت مین جو ارکانِ نبوت

کیا عشق زلیخا کو حقیقی سی ہی نسبت
ہے شاہدِ وحدت مہ کنعانِ نبوت

کیا خوف ظہیر آتش دوزخ سی ہی تجھکو
ہے سر پہ ترے سایہ دامانِ نبوت

بڑہے ہے کاش نامہربانی کی صورت
کسی [illegible]ہربانی کی صورت

نہ ہوگی دنیای فانی کی صورت
کہ فانی مین ہے جاودانی کی صورت

گمان ہے فقط زندگانی کی صورت
مجسم ہون مین ناتوانی کی صورت

وہ نازونزاکت سے چین برجبین ہین — خدا ساز ہے سرگرانی کی صورت
وہ جیتے ہین مرنے پر جو مر رہے ہین — کہ ہے موت مین زندگانی کی صورت
وہ ہین لوح دنیا پہ حرف غلط ہون — کہ پیدا ہے جس سے معانی کی صورت
نہ آغاز سوچے نہ انجام ہے ہے — ملے خاک مین ہم جوانی کی صورت
جہان کا مرقع یہی عکس عدم ہے — کہ صورت مین ہے بے نشانی کی صورت
اوسیکا ہے جلوہ جدہر دیکھتا ہون — نظر مین ہے کس ارجانی کی صورت
دل غیر سے کیونکر اون کو نکالون — وہ چہپتے ہین راز نہانی کی صورت
تصور مین بہی کچہہ سراسیمگی ہے — رہے دل مین وہ بدگمانی کی صورت
وہ آیے تو کیا ذبح کرنیکو آیے — کہ اک آفت ناگہانی کی صورت
وہان راز دل ہے محبت عدو کی — نہین اب کوئی رازدانی کی صورت
تری شوخیون کو ہمین جانتے ہین — وہ کچہہ اور ہے مہربانی کی صورت
نگاہون مین پہرتی ہے جی ڈہونڈتا ہے — کسی برق وش کی جوانی کی صورت
جو دیکہو تو سب صورتین ہین اسی مین — وہ صورت ہے انسان فانی کی صورت
مری ناتوانی ہے اوس حد کو پہونچی — کہ صورت مین ہے سخت جانی کی صورت
مزہ جب ہے قاصد کہ خط کی عوض خود — وہ آئین پیام زبانی کی صورت
ہمین ذوق شوق آزمادیکہنا ہے — کہان تک ہے یہ لن ترانی کی صورت
ہمارے مانی مین کیا کچہہ نہین ہے — مگر اک نہین قدردانی کی صورت
یہ ناز تبختر ہین اہل نظر سے — ہمین تک ہے یہ لن ترانی کی صورت
نگہہ وہ کچہہ آفت ادا یہ بلا ہے — سراپا ہین وہ جانستانی کی صورت

ظہیر جگر خستہ تیری فغان ہی
بہت دور رس ہے فغانی کیصورت

جلوہ رخنون سے نمایان ہے تر کیصورت
اب گرے اب گری ہم پردہ در کی صورت

ہم دکھادینگے دعامین بہی اثر کی صورت
آپ پہر جائینگے دشمن سے نظر کی صورت

رہی وحشت مین نہ دیوار نہ در کی صورت
بنگئی اور بگڑکر مری گہر کی صورت

لطف شبہای بلاخیز عدو کیا جانے
اسنے دیکہی ہی نہین شام وسحر کی صورت

ایک جاچین نہین ایک دم آرام نہین
ہم سراسیمہ رہے گہر مین سفر کی صورت

کچہہ نکل آیے اگر اوسسے تعارف کی سبیل
کچہہ بدل جایے ابہی شام وسحر کی صورت

واہ اے عشق تری پردہ دری کی صدقے
مل گئی جاک گریبان مین جگر کی صورت

جانتا ہون قلق ہجر ہے انجام وصال
ہوش اوڑتے ہین مرے رنگ سحر کیصورت

پردہ آخر رخ مطلب سے اوٹہاتی ہی ہٹی
نہ چہپایے سے چہپی زخم جگر کی صورت

آؤ تم بہی تو مری خانہ خرابی دیکہو
ہے تماشا گہہ عالم مرے گہر کی صورت

تم سراسر ہو تمنای دعای دشمن
مین سراپا گلہ یاس اثر کی صورت

مُنہ دکہاتے ہی نہی پردہ اوٹہاتی ہی ہٹی
دیکہہ لے جذب دل شوق اثر کی صورت

اونکے در پر نہین پرسش تو اوٹہواؤ ظہیر
اب نکالین گے کہین اور گذر کی صورت

ہے ہماری خاکساری عزوشان کوی دوست
ای خوشا یا مالی افتادگان کوی دوست

ڈہونڈہتے ہین کہوکے اپنی کونشان کوی دوست
دور ہین خود رفتگی مین رمگان کوی دوست

کیا زبان سے ہو بیان عزوشان کوی دوست
دلمین جو سمجہے ہوی ہین رتبہ دان کوی دوست

مل گیے ہین مین در مین پر ہین دماغ — عالم بالا یہ ہین اُفتادگان کوی دوست

رہنمای پیروان ہے نقش پای پیشرو — خضر راہ مدعی ہین رہروان کوی دوست

اب کسیکو بغض و کینہ ہے نہ کچھہ شک و حسد — چین سے ہین بعد مدت سے ساکنان کوی دوست

کیا عجب ہے وضع رضوان ادسی ہو اُو — بند گو دیتا تو ہے کچھہ کچھہ نشان کوی دوست

ہے سراغ نقش پای غیر اپنا رہنما — کوی دشمن سے ملا ہمکو نشان کوی دوست

بخت خوش انجام دشمن کو کبھی گردش نہین — یا الٰہی اور ہے کیا آسمان کوی دوست

تھام لیتا ہے کلیجہ ہو تہہ سے کچھہ کہتا نہین — نامہ بر سے پوچھتا ہون جب نشان کوی دوست

ہے مقرر مدعی شب باش بزم ناز مین — مہربان ہے آج مجھہ پر پاسبان کوی دوست

جاگتے ہین آج اپنے بخت خوابیدہ ظہیر
سو رہا ہے شام ہی سے پاسبان کوی دوست

ادائین یاد جو آئین مجھی تمہاری رات — برنگ شعلہ تڑپتا رہا ہون ساری رات

علاج درد ہا جوشش بقراری رات — تڑپ تڑپ کے سر شام سے گذاری رات

غضب مین آیے احبا بلا مین ہمسائے — کہ دنکو نالہ و افغان ہی آہ و زاری رات

ندیم یہ تو بتا دے کہ صبح کیا ہو گا — اجل سے جان بچا کر اگر گذاری رات

کسی طرح کسی پہلو اجل نہین آتی — زیادہ تر ہے گرانجانیونسی بہاری رات

گھڑی گھڑی مجھے گن گن کے صبح ہوتی ہے — شروع شام سے ہستی ہے دم شماری رات

زمان ہجر مگر بیستون سے بڑھکر ہے — کہ دن ہے کوہ گران اور دن ہی بھاری رات

وصال غیر مین ہے ہے دراز تر یکبی — ہمارے ذمہ مصیبت ہی کچھہ تمہاری رات

وہ نامراد ظہیر جگر فگار نہ ہو — تڑپ تڑپ کے جو کرتا تھا آہ و زاری رات

ن بات

رے لی ہی یہ ساری بات
نہ بنی اوسنے آخرش نہ بنی
ہون تو ہون خوش اداز مانہین
روے دیتا ہون ہر سخن کی ساتھہ
تمنے کیا کیا سنائین صلواتین
پک گیے ہین دل و جگر دونون
یہ زبان ہے کہ تیغ بران ہے

موندہ سے نکلی کبھی نہ ساری بات
کوئی جی کو لگی ہے پیاری بات
لاکھہ بگڑی ہوئی سنواری بات
ہے تمہارے لیے تمہاری بات
ہو گئی اب تو آہ وزاری بات
مین نے آدہی کہی نہ ساری بات
ہمسے پوچھے کوی تمہاری بات
دل پہ دیتی ہے زخم کاری بات

ای ظہیر اس مین مین لطف ہی یہ
بحر آدہی ہے اور ساری بات

ردیف تای ہندی

کیا سنائی کہ دل پہ آئی چوٹ
عمر بہر دل لگی مین کہائی چوٹ
جو نظر سے نہ دل پہ آئی چوٹ
کہکے اوسکی نگہہ لگائی ہے
تہی نظر سے نظر کی جنگ و جدل
غیر سے وان نگاہ لڑتی تہی
نہیں ہی ترچی کوئی پڑی ہے نگاہ
ساتھہ دل نے دیا نگاہون کا

اُف رے ظالم غضب لگائی چوٹ
اک گئی دل سے ایک آئی چوٹ
وہ زبان نے تری لگائی چوٹ
ہان سنبھل بیخبر وہ آئی چوٹ
مفت مین جان و دل نے کہائی چوٹ
ہمنے کیون دل پہ لی پرائی چوٹ
دل سے کرتی ہی کج ادائی چوٹ
کون کہاتا ہے یون پرائی چوٹ

سیاماس جائے اُلفت کا | ہر ہر
جانتا ہون بڑے سنکیت ہو تم | کس کو تاکا کدہر لکا ئی
ہاے وہ پوچھنا تجاہل سے | سچ بتاؤ کہان یہ کہائی چوٹ

پھوٹ بیٹھے تے ہم تو اونکو ظہیر
غیر کی ضد یہ دل نے کہائی چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

دل کے دینے پہ ہی ناصح مجھے الزام عبث | کہ سمجھکر نہین کرتا ہے کوئی کام عبث
کچھہ تو رسوای الفت مین مزہ ہی ورنہ | کون ہوتا ہے کسیکے لیے بدنام عبث
تہا جو منظور نظر غیر سے اظہار خلوص | مجھہ کو بدنام کیا او بت خود کام عبث
کیون نہ مین بوسہ بہ پیغام سمجھکر خوش ہون | نامہ بر کو نہین دیتے ہین وہ دشنام عبث
آہ وزاری کے لیے رات پڑی ہی ساری | مضطرب شام سے ہی تو دل ناکام عبث
دلمین بٹھرائی ہے جو مجھسے بلا کر کہدو | واسطہ ہیچ ہے اور نامہ و پیغام عبث

ہو لیا جو کہ ہوا روز نحستین مین ظہیر
گلہ بخت غلط شکوہ ایام عبث

ردیف جیم عربی

کیا دیکھتے ہو دیکھہ کے دشمن کو اد ہر آج | ہم خوب سمجھتے ہین جو ہے مد نظر آج
تم کیا کہ زمانہ نہین ہے کچھہ نگ و گر آج | دل کیا نہین ملتا نہین ملتی ہے نظر آج
تم پہلو دشمن مین ہو یا ہو مری گہر آج | بیٹھے ہو کہان دل ہی کہان جو ہیان کہ ہر آج
تم پھر گیے مجھسے کہ نگاہین طرف غیر | بدلا ہے طبیعت کی طرح رنگ نظر آج

ہوتی نہین کیون صبح شب وصل عدو مین — تم چھپتے ہو مجھسے کہ خجالت سے سحر آج
دم ہے کہ غم ہجر ہے جینا ہی کہ مرنا — تم کیا نہین پہلو مین نہ دل ہی نہ جگر آج
ناکام ہے مجھسا ہی شب وصل عدو مین — شرمندہ ہے کیا کیا نہ دعاؤنسی اثر آج
کچھہ سوچ کے بیٹھے ہین تری راہگذر مین — یہ جان لیا ہے کہ نہ سودا ہے نہ سر آج
منظور ہے منظور ہے کچھہ سر زنش غیر — مین بھی تو کہون دل مین وہ کیون آئی ادھر آج
تھی دل کو کچھہ افسردگی مایں سے تسکین — وہ آگ لگانیکو ہین آئے مرے گھر آج
ہم وصل پہ اودھر کے ہین اودھر غیر ہی ہم پر — ہے دونو طرف ضد مین ادھر آج اودھر آج
شوخی ہے طبیعت کی کہ حال دل بیمار — کل اور تھے کچھہ اور ہین انداز نظر آج
کہتا ہون بُرا غیر کو تم سنتے ہو خاموش — کیا بیخبری ہے کہ نہین کچھہ بھی خبر آج
بشاش کچھہ ایسے ہین وہ پیغام عدو سے — گویا کہ سُنی ہے مرے مرنے کی خبر آج
ہے روز مصیبت کو نہ آغاز نہ پایان — یہ طرفہ قیامت ہے کہ شب ہے نہ سحر آج
ہم کو جو دشمن مین بجھاوینگے لگائین — دیکھین گے کہ جاتے ہین وہ بیچ بیچ کی کدھر آج
پھر عہد شکستہ کی درستی ہے عدو سے — پھر تمنے مرے قتل کا باندھی ہی کمر آج
کیون کر نہ کہون شبکو نہ تھے غیر کے گھر مین — تم شام کو آتے ہوے آئے ہو سحر آج

کیا کیا ہین ظہیر اہل خرابات مین جو چہیے
ایک ایک سے کہتا ہے کہ ہین آپ کدھر آج

جاتی ہی سوی در جو نظر بار بار آج — کیون کر کہون عدو کا نہین انتظار آج
دیتا پیام وصل ہے کچھہ اضطراب شوق — تھمتا نہین بغل مین دل بیقرار آج
مرنا تو سہل ہے مگر الزام کیون اوٹھائین — وعدے کی شب ہی اور سہی انتظار آج

دیکھی ہے کچھ نہ کچھ تو رقیبوں کی ہر کشی
بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے شرمسار آج

دونا ہوا تلافیِ دردِ الم سے رنج
رونے لگے وہ سُنکے مرا حالِ زار آج

کچھ کم نہیں صعوبتِ ہجراں بھی حشر سے
ہو جایے کاش پرسشِ روز شمار آج

لینا خبر ظہیر کی اے اہلِ میکدہ
بیٹھا ہے بنکے زاہدِ شب زندہ دار آج

ردیف جیم فارسی

حسرتِ بوسۂ لعلِ لبِ دلدار نہ کھینچ
منتِ نازِ مسیحا دلِ بیمار نہ کھینچ

خونِ عاشق سے ہے گانگ خطا ہو کیا کی
دیکھ چٹکی مین ستمگر لبِ خونخوار نہ کھینچ

ای پریشانیِ غم ساتھ نبھا کر دل کا
کلفتِ برہمیِ گیسوِ خمدار نہ کھینچ

طلبِ بوسہ پہ اتنا ترش ابرو کیون ہے
لبِ جانبخش کے بیمار پہ تلوار نہ کھینچ

تو نے دیکھے ہی نہین روزِ الم کے اندھیر
دورِ اپنے کو سیاہی مین شبِ تار نہ کھینچ

ہے تو بہرِ حسرتِ عاشق سے نکلنا کیسا
تیر کو سینۂ بسمل سے کماندار نہ کھینچ

زیست چاہے تو عدو زہر ہی کہا کر مر جا
زحمتِ جان کنیِ مردمِ شوخار نہ کھینچ

جذبۂ شوقِ محبت کو تری آگ لگے
مجھ کو ای دل طرفِ کوچۂ اغیار نہ کھینچ

کیا یہ کم ہے کہ ہین کشمکشِ شوق مین ہم
جذبِ اُلفت طرفِ کوچۂ دلدار نہ کھینچ

پیچھے پیچھے چلی آتی ہے نسیمِ کنعان
کاروان کو ہوسِ گرمیِ بازار نہ کھینچ

ہم خنک مہریِ گردون سے جلے بیٹھے ہین
تو شقاوت عبث ای آہ شرر بار نہ کھینچ

ایک دریوزہ گر کوئی خرابات ہوئین
مجھ کو ای کشمکشِ سبحہ و زنار نہ کھینچ

رند ہون قیدِ مذاہب سے ہون آزاد ظہیر
مجھ کو ہرگز طرفِ کافر و دیندار نہ کھینچ

ردیف حامی حطی

ملا ہے مجھہ کو نصیبون سے مہربان ناصح
کہ اوسکی یاد دلاتا ہے ہر زمان ناصح

ہمارے مونہہ پہ کہے تو بُرا حسینون کو
خدا سنائے نہ ہمکو ترا بیان ناصح

مرا جو شیشۂ دل سنگ یاس سے توڑا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان ناصح

گلی مین یار کی جانے کو منع کرتا ہے
ہوا ہے تو بھی رقیبون سے ہمزبان ناصح

ہم اور کوی بتان اور جادہ فرسائی
پھر لگا ساتھہ ہمارے کہان کہان ناصح

خبر ہے گرم مرے گھر مین اونکے آنیکی
ذرا خدا کے لیے بند کر دہان ناصح

جلا ہوا ہے مگر تو بھی اوس پریوش سے
تری طرف ہی مجھی ہین بُری گمان ناصح

تری زبان نے مجھے خلق مین کیا بدنام
ترے سوا نہین اب کوئی رازدان ناصح

خدا کرے کہ یہین دل ترا بھی آجاے
ظہیر راز سے تو بھی ہو ہم فغان ناصح

ردیف خامی معجمہ

وہ اور بھوکا ہووے جب عکس پڑا سرخ
کیا نام خدا رخ پہ دو دیپہ ہے کہلا سُرخ

تلوؤن سے ملا آپنے کسکا دلِ پُرخون
ایسا تو نہ مکیا تھا کبھی رنگِ حنا سُرخ

کیا حُسن کی گرمی سے دمکتا ہے وہ چہرہ
عارض کی ہے رنگت گلِ احمر سے سوا سرخ

اللہ رے نزاکت کہ حرارت سے حنا کے
گلرنگ ہوا جسم ہووے جب کفِ پا سرخ

کچھہ رنگ دگرگون ہے خدا خیر کرے آج
رخسار ہین گلرنگ تو آنکھین ہین جدا سرخ

رنجش سے بڑھا پیار بگڑنی سی بنی بات
چہرہ کا کہلا حسن جو غصے مین ہوا سُرخ

ہے ہے نرہا وصل مین کچھہ خونِ محبت | بوسون سے کیے اونکے لبِ روح فزا سرخ
گلگونہ رخسار ہوی شعلہ مزاجی | کچھہ آج نقاب رخ روشن ہی سوا سرخ

ہے مدنظر قتلِ ظہیر جگر افگار
اوس کافر سفاک نے نامہ ہے لکھا سرخ

ردیف دال

ہے وحدت و کثرت مین تماشای محمد | مجموعۂ قدرت ہے سراپای محمد
ہے دیدۂ حق بین مین تماشای محمد | اللہ کا طالب ہے ثناسای محمد
بچتا جو نگاہون سے تو سایہ نظر آتا | ہے چشم ملائک مین مگر جای محمد
پیراہن یوسف کو ہے جس بو مین بسایا | تہی نکہت گیسوی سمن سای محمد
اوس نور مجسم مین ہے اللہ کا جلوہ | ہے شکل الف قامت رعنای محمد
سایے کے نہ ہونے سے کھلا سر نہانی | یعنی کہ نہین خلق مین ہمتای محمد
ہے موج تبسم مین عجب روح فزائی | قربان لب لعل مسیحای محمد
ہے خلوت و جلوت مین وہ اللہ سی شامل | کونین مین ہے نقش کف پای محمد
حضرت کے سوا کون ہے حضرت کا ثنا سا | ہے چشم محمد مین مگر جای محمد
کٹتی ہے اسی دھیان مین عاشق کی شب ہجر | اے صل علی زلف دل آرای محمد
مجبور شریعت سے ہون کچھہ کہہ نہین سکتا | ہے دل مین جو کچھہ جوش تولای محمد
ہے سرمۂ مازاغ سے شورش گر عالم | آشوب جہان نرگس شہلای محمد
اپنے کو جو تہی مدنظر اپنی نمایش | خود حسن ہوا محو تماشای محمد

یاں روزِ نخستین ہی سے فردا پسِ فردا — کچھ اوس سے بھی اول ہے تجلای محمدؐ
موسیٰ کو ہے جس برق تجلی سے غش آیا — وہ نور دل افروز ہے شیدای محمدؐ
کیا حسن نمک بیز ہے اللہ رے اللہ — کونین مین ہے شورش و غوغای محمدؐ
دیکھو تو ذرا حسن دوئی سوز کے جلوے — ہر رنگ مین ہے رنگ تجلای محمدؐ
رحمت کے اشارے ہین شفاعت کی کرشمے — ہے جان جہان نرگس شہلای محمدؐ
مطلوب جہان ہے مرے مطلوب کا طالب — اے عشق خوشا طالع شیدای محمدؐ
اس عجز نوازی پہ تصدق ہے دل و جان — اُمت کی تمنا ہے تمنای محمدؐ

کیون سر بگریبان ہے ظہیر جگر افگار
وا فر ہے بہت دامن پہنای محمدؐ

کہون کیا شوکت و شان محمد — بہت اونچا ہے ایوان محمدؐ
محمدؐ اور یہ سامان محمد — زہے شوکت زہے شان محمدؐ
دو عالم مین ہے سامان محمد — کہ یان تن ہے تو واں جان محمدؐ
فروغ لمعۂ انوار حق سے — فروزان ہے شبستان محمدؐ
ازل کیا ہے ابد کہتے ہین کسکو — یہی آغاز و پایان محمدؐ
چمن پیرائے گلزار جہان ہے — بہار روی خندان محمد
سبق آموز عقل اولین ہے — مگر طفل دبستان محمدؐ
صباحت زار روز کن فکان ہے — دم صبح گریبان محمدؐ
گل شاداب رحمت سے ہی معمور — سراسر جیب و دامان محمدؐ
بس اب ممکن ہی قرب خاص باری — کہ ہاتھہ آیا ہے دامان محمد

فرشتے ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو — وہی تو ہین غلامانِ محمدؐ
فرازِ عرش سے گذرا ہوا ہے — عروجِ خاکِ بیزانِ محمدؐ
کوئی کیا جانے اسرارِ لدنی — کہ مشکل تر ہے آسانِ محمدؐ
ادہر امت ادہر عشقِ حقیقی — کہین دل ہے کہین جانِ محمدؐ
کلیم اور انتہائے شوق اور طور — فرازِ عرش و جولانِ محمدؐ
اگر چشمِ حقیقت بین سے دیکھو — نہین آغاز و پایانِ محمدؐ
محمد آبیار باغِ کن ہے — بہارِ کن ہے بستانِ محمدؐ
زبانِ حق محمدؐ کی زبان ہے — خدا کا حکم فرمانِ محمدؐ
درِ جنت پہ ٹھہرے ہین گنہگار — کہ اب آتا ہے فرمانِ محمدؐ
مگر عشقِ خدا کا سلسلہ ہے — کمندِ زلفِ پیچانِ محمدؐ
وہ جاتا ہے جس سے فتنۂ حشر — وہ ہے سروِ خرامانِ محمدؐ
نہ کیون ہو نرگسین آنکھون کو قربان — کہ نرگس خود ہے حیرانِ محمدؐ
وہ چشمِ نرگسین وہ کحلِ مازاغ — دلِ عالم ہے قربانِ محمدؐ
نہ ہونگے حشر تک جس سے سبکدوش — وہ کچھ ہے بارِ احسانِ محمدؐ
نمایش حق کو تھی منظور اپنی — کھلا اب رازِ پنہانِ محمدؐ
فقط اک چشمِ عالم مین نہین جا — خدا ہے خود نگہبانِ محمدؐ
ہوائے شوق مین پہونچے کہان ہین — رہے ہشیار مستانِ محمدؐ

ظہیر اور اسقدر گستاخ دستی
بھلا تو اور دامانِ محمدؐ

ہے جلوۂ حق آئینۂ روے محمدؐ — کیون چشمِ خدا بین نہ اوٹھی سوی محمدؐ

قبلہ ہے مرا کعبۂ ابروی محمدؐ — سر طاعتِ خالق مین ہی دل سوی محمدؐ

گرنے نہ دیا حور و ملائک نے زمین پر — آنکھون مین لیا سایۂ گیسوی محمدؐ

ہو نکہتِ فردوس سے کس وجہ نہ برہم — جس سر مین ہو سودای سرِ کوی محمدؐ

دیکھینگے ترے گلشنِ فردوس کو رضوان — آئے ہین مقیمان درِ کوے محمدؐ

ہے سلسلۂ صورتِ آزادیِ محشر — دلبستگیِ حلقۂ گیسوے محمدؐ

دیکھین تو چلی آئین کہان تک ہین گنہگار — وہ عرصۂ محشر ہے تو یہ کوے محمدؐ

ڈرتا ہون کسی وقت نہ کچھ مُنہ سے نکل جاے — اللہ سے ملتی ہے بہت خوی محمدؐ

کہنے کو کہنچے طول یہ ہنگامۂ محشر — کافی ہے بس اک جنبشِ ابروی محمدؐ

ایک ایک سے ہوتی ہین شفاعت کی ادا یون — طرار ہے کیا چشمِ ستمگوے محمدؐ

محشر مین گنہگارون سے اللہ کرے کیا — رحمت کا ادھر پاس ادھر روی محمدؐ

سایہ کے عوض ساتھ ہے انبوہ گنہگار — صدقے ترے اے قامت و بحوی محمدؐ

اب ہم یہ کہلے معنی ایمای یداللہ — ہے دست خدا قوتِ بازوی محمدؐ

یارب ہو وہ دن بھی کہ ظہیر جگر افگار
آنکھون سے ملے خاک سرِ کوی محمدؐ

آنکھ اپنی شبِ غم نہ ہوی تا بسحر بند — دشمن مری آنکھون مین رہا شب کو نظر بند

وان روزن در بند ہین یان دیدۂ تر بند — وہ وان ہین نظر بند تو ہم یان ہین نظر بند

دو چار گھڑی بازر ہے تا درِ امید — دربان درِ دلدار ابھی سے تو نہ کر بند

کچھ دور نہین چارۂ خونابہ فشانی — یا زخمِ جگر بند ہو یا دیدۂ تر بند

تو سوز نہان سے نہین ای چارہ گر آگاہ
مر جاؤن گا مین ہونگے اگر زخم جگر بند

اوس بزم مین مین سوی فلک یون نگران ہون
صیاد کو جس طرح تکے طائر پر بند

تہا موت کو بہی ہاے اسیوقت پہ آنا
وہ آیے ادہر آنکہہ ہوی ہای ادہر بند

اب در ہے مجہے جذبۂ دل پردہ دری کا
سنتا ہون کیے غیر نے وان فرز و بند

دیکہو تو ذرا عشرت دشمن کے تکلف
دربان پہ یہ قدغن ہے کہ ہو شام سے در بند

کیا جانین ظہیر اب کی ہے کس خواب گرانمین
یون آنکہہ نہ رہتی تہی کبہی آٹہہ پہر بند

تیرے بلا کشون کی اگر ہو فغان بلند
ہو جائے ضد سے اور بہی کچہہ آسمان بلند

کرتے ہین ہم سنی نالۂ آتش فشان بلند
دیکہین بلند تر ہے فلک یا فغان بلند

ہو بہی گئی جو آہ دل ناتوان بلند
پہر کچہہ مکان بلند نہ کچہہ لامکان بلند

اپنی نگاہ مین ہین نشیب و فراز ہم
ہے ایک دو سر یے کہین آسمان بلند

ہے لطف سوز جب کہ شکایت نہ لب پہ آئی
وہ آگ دل مین ہو نہو جس سے دہوان بلند

ہمت اگر ہو نالۂ گردون شگاف مین
کچہہ دور آسمان ہے نہ کچہہ لامکان بلند

دست دعا مرا مری ہمت سے پست تر
اور دل کے حوصلون سے ترا آستان بلند

اللہ رے اوج طالع مسعود مدعی
ہے گو کہ آسمان مگر اتنا کہان بلند

کیون تجہ کو آشیانۂ بلبل کا فکر ہے
اتنی تو شاخ گل نہین ای باغبان بلند

وقف حوادث فلکی ہین بلند قدر
گرتی ہے تاک تاک کی برق آشیان بلند

ہمراہ قافلہ ہون جو ہمسے شکستہ پا
ہرگز نہو غبار بس کارواں بلند

ہے وہم عرش تک تری فریاد کی ظہیر
ہوتا ہے شور نالہ کہان سے کہان بلند

ردیف ذال

پڑھنے لگتا ہون اوتہا کر جو زمین کا کاغذ
ہے یہہ سودا کہ نہو کوئی وہین کا کاغذ

کیا ہے تعویذ نمط اوسکو چھپا کر رکھو
نامہ بر لایے گر اوس پر دہ نشین کا کاغذ

نہین تقدیر کے لکھے کا کوئی اور علاج
کہ ہے جوشش گریہ مین جبین کا کاغذ

خط مرا جان کے کرتے ہین وہ پرزے پرزے
لایے گر نامہ رسان کوئی کہین کا کاغذ

وہ مضامین دلاویزہ دلکش عنوان
نسخہ سحر ہے اوس دشمن دین کا کاغذ

دمبدم چھیڑ ہے یہ گھر سے اوٹھانیکے لیے
لے لیا آپ نے کیا مول زمین کا کاغذ

ای ظہیر اوسکو اگر بہیجتے ہو نامۂ شوق
ہو لفافہ پہ نہ تحریر کہین کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

آنکھون مین رہے تم دل مضطر سے نکلکر
صد شکر کہ گھر ہی مین رہے گھر سے نکلکر

آوارہ و برباد پھرا گھر سے نکلکر
چکر مرے تلوون مین رہا سر سے نکلکر

شامل ہے تپش مین تری شوخی دم بسمل
دم آگیا مجمہ مین ترے خنجر سے نکلکر

پرسان نہین مسکن مین کوئی اہل ہنر کا
ہے قدر مگر لعل کی پتہر سے نکلکر

سر پھوڑتی پھرتی ہے مری قبر سی حسرت
ویران ہین ارمان دل مضطر سے نکلکر

دنیا مین نہین ہے شب ہجران کا ٹھکانا
کمبخت کہان جایے مری گھر سے نکلکر

جیتے ہو کدہر تم دل عاشق تو نہین ہے
جاوگے کدہر عرصۂ محشر سے نکلکر

ارمان نہین ہم کہ کسی دل مین سمائین
جائین تو کہان جائین ترے گھر سے نکلکر

مارا بھی جلایا بھی مجھے ایک ادا مین — دم آگیا مجھہ مین تری ٹھوکر سے نکلکر
اللہ رے اللہ رے آشفتہ مزاجی — سودا بھی پریشان ہے مری سر سے نکلکر
اس بیچین آیے کبھی، اوس بیچین آیے — جائین گے کہان زلف کی چکر سے نکلکر
آہ دلِ پُر درد ہو یا جان ہو میری — جاتے ہو کہان تم دلِ مضطر سے نکلکر

پابندی ہستی ہے ظہیر آہ عجب قید
جا سکتے نہین گنبدِ بے در سے نکلکر

طرزِ نگہِ نرگسِ مستانہ سمجھکر — ہم پی گیے شکوے تری پیمانہ سمجھکر
ہر سنگ کو سنگِ درِ جانانہ سمجھکر — سو بار گیے کعبے کو بتخانہ سمجھکر
ساغر کو ترے نرگسِ مستانہ سمجھکر — سو ٹکڑے کیے توبہ کے پیمانہ سمجھکر
باتون مین اوڑایا کیے دیوانہ سمجھکر — سمجھے نہ لیکن مجھے بیگانہ سمجھکر
جان بانتہ گیسوی جانانہ سمجھکر — اوجھے دلِ صد چاک سی ہم شانہ سمجھکر
طولِ شبِ غم ہے نہ سیہ روزیِ ہجران — گیسو سے اوبجھتا دلِ دیوانہ سمجھکر
عاشق کی بھی کچھہ برہمیِ لکار ہی دہیان — مشاطہ ذرا کیجیو تو شانہ سمجھکر
جلوے پہ نہین حصر جو صورت نظر آیے — بیہوش ہوے طلعتِ جانانہ سمجھکر
رودادِ الم کیا مرے غمخوار سی سن لی — وہ دل مین جو آتے تہے نہین غمخانہ سمجھکر
اوس نرم مین کہنے نہ دیا رشک و حیا نے — اپنون نے نکالا مجھے بیگانہ سمجھکر
اس گھر کا مکین اور ہے اے حسرتِ ارمان — تم دل کو بنا مرے غمخانہ سمجھکر
بدمستی و ہشیاری میخوار تو دیکھو — پیمانِ وفا توڑے ہین پیمانہ سمجھکر
اک گل پہ نوا سنج نہین فرقِ مین بلبل — اک شمع پہ جلتا نہین پروانہ سمجھکر

میرا نہ گریبان ہو نقابِ رخِ جانان — ای دستِ جنوں ہمتِ مردانہ سمجھکر
مسجد کو نہ لیجائینگے زاہد نہ خفا ہو — آیے ہین نشے مین درِ میخانہ سمجھکر
تشخیصِ نگاہِ بتِ خودکام نے مارا — دیوانہ بنایا مجھے فرزانہ سمجھکر
عاشق سے بہی ہوتی ہی کہین فتنکوہ پہرائی — بلبل نہ سمجھنا مجھے پروانہ سمجھکر
زاہد نے کیا کیا ہی نہ پی مے نہ دیا دل — توڑا کبہی توبہ کو نہ پیمانہ سمجھکر
سر تیرے قدم پر ہے کبہی پاے مغان پر — گرتا ہے نشیمن ترا استانہ سمجھکر
پہر کیہہ ہین تو ہین نکتہ سرا اہلِ خرابات — یہ پڑہتے ہین سخن کو مرے رندانہ سمجھکر
دلکش ہے غضب نرگسِ مستانۂ ساقی — میخوار سما جائین نہ میخانہ سمجھکر
پوچہین تو غرض کیا ہی نہ پوچہین تو زیان کیا — وہ اور سنینگے مرا افسانہ سمجھکر
کچہہ اپنی طرف دیکہیے کچہہ طرفِ قدح خوار — دیتے ہو تو دینا مجھے پیمانہ سمجھکر
ممکن ہے کہ دربانِ درِ ساقیِ کوثر — ٹوکے نہ گدایِ درِ میخانہ سمجھکر
کوچے مین ترے گرمیِ ہنگامہ ہی مجھسے — رہنے دے مجھے سبزۂ بیگانہ سمجھکر

قطعہ

اللہ وہ دن بہی ہو کہ خاکِ رہِ شیرب — ہم سر پہ رکہین تاجِ ملوکانہ سمجھکر
مین خاکنشین درِ قوسین نشین ہون — اے چرخ بچہا مسندِ شاہانہ سمجھکر
مجہکو شرفِ خلعتِ الفقر ملا ہے — دہوکے مین نہ آدلق گدایانہ سمجھکر
اوس درکا ثناخوان ہون کہ جبریل پر سے بہی — رُک جاتے ہین دربار میرا نہ سمجھکر
ملجا ہے ظہیر اپنا درِ ساقیِ کوثر — ہم وان ہی چلے جائینگے میخانہ سمجھکر

صبحِ محشر یاد آئی شامِ ہجراں دیکہکر — کہل گئین آنکہین مری خوابِ پریشاں دیکہکر
آسمجہے دہوکے مین ہم روی فرزاں دیکہکر — دل دیا اک نامسلمان کو مسلماں دیکہکر
آج کیون اتنا بیانِ خلد مین لگتا ہے جی — کیا کہین آیا ہے واعظ کوی جاناں دیکہکر
ہو چلا ہے کفر میرا رہنمایِ راہِ دین — خلد مجہکو یاد آیا کوی جاناں دیکہکر

پنجۂ وحشت سے سر اہن جگر نک چاک ہے
پھٹ گیا ناصح گا دل میرا گریبان دیکھکر

بخت خوابیدہ ہمارا جاگ کر پھر سو گیا
بند آنکھین ہو گئین رخسارِ تابان دیکھکر

مجھ سے زاہد ما جرا ہی بُت پرستی کچھ نہ پوچھ
ہوش میرے اوڑ گیے تصویرِ جانان دیکھکر

جوشِ وحشت سے نہین ملتی زمین پر اب قدم
اوڑ گیا کوسون ہمارا دل بیابان دیکھکر

ہین گرفتارون مین جسکے کچھ دسیکو فکر ہے
ہم ہوئے ہین معتکف کچھ کنجِ زندان دیکھکر

وہ نگاہِ شرمگین اسطرف پھرتی نہین
پھر گئین اپنی نگاہین وضعِ دوران دیکھکر

کیون نہین ہوتی خدایا شام غمسے صبح وصل
چاہیے عیش و طرب ہو رنج و حرمان دیکھکر

کب ہوا نادم کیے پر اپنے وہ نامنفعل
ہے پشیمان ہی تو دشمن کو پشیمان دیکھکر

بیمروت وقت شکوہ بن گیا نا آشنا
پھیر لین آنکھین مرا حالِ پریشان دیکھکر

کیون نہ مرجاؤن مین ایسے پر کہ ہنگامِ وداع
لے لیا موہنہ پر دوپٹہ مجھکو گریان دیکھکر

دعوی رنگین نوائی بھول جاتے ہین ظہیر
خوش نوایان چمن تجھکو غزل خوان دیکھکر

ٹھہرا ہے حصر در و جدائی وصال پر
موقوف زندگی ہے امید محال پر

دھڑکا شب وصال مین ہی صبح ہجر کا
آغاز مین نگاہ ہے اپنے مآل پر

دیکھین کہانتک آپ عدو سے نباہینگے
انجام ہر کمال ہے آخر زوال پر

یارب وفور شوق کی تدبیر کیا کرون
ممکن ہے انتہاے جدائی وصال پر

انجامِ عشق دیکھیے کیا حال ہو ظہیر
آغاز ہی مین وحشتِ دل ہے کمال پر

میکشو رحمتِ باری سے گنہگارون کی
بجلیان کوندتی ہین باغکی دیوارون پر

وار پر وار پیاپی ہین دل افگارون پر
رکھ لیا ہے نگہِ یار نے تلوارون پر

سادہ لوحون پہ نہ موقوف نہ عیارون پر
دل کا آنا ہی قیامت ہے طرحدارون پر

واہ واخوب شبِ وعدہ لگائی مہندی
رات بھر تمنے لٹایا مجھے انگارون پر

یاالٰہی کہین عاشق ہون نصیحتگر ہی
بیگنا ہون کا پڑے صبر گنہگارون پر

بدگمان تم بھی مجھی سے ہو تکلف موقوف
ورنہ تکرار ہو کیون وصل کے اقرارون پر

آج سی ہم بھی سہی جاہنے والے اونکے
کچھ تو ہے بات کہ گرتی ہو ہوسکارون پر

دل شکستہ ہین قفس توڑکے جاوین کیا خاک
بیان لوٹ پڑین تازہ گرفتارون پر

اپنے سینے مین ہر دہ آہ شرر بار ظہیر
برق سی بھی لوٹتی ہے شوخ سی نگارون پر

ناز معشوق کی ہوتی ہین طلبگارون پر
برق ہی تاک کے گرتی ہی وفاداروں پر

حسن کی گرمیِ بازار الٰہی توبہ
آگ سی آگ برستی ہے خریدارون پر

رشک کی جا ہے ستمگر کو گوارا ہے تجھے
ناتوانی کے ستم ہون سی بیمارون پر

تھوڑی دولت پہ تنکظر اچھل پڑتے ہین
دیکھہ لو کر کبھی نظر غور سے فوارون پر

کشتۂ شوق تجلی ہین تجلی ہی بلا ماروں پر
ہای گرتی نہین بجلی ہی بلا ماروں پر

حوصلے جرم کے کچھ اور بڑہا دیتی ہو
تم کچھہ اس ڈہب سی بگڑی ہو خطاواروں پر

کہنہ بیٹھین کہین کچھہ مونہہ سی نکلوا تو خفا ہو کے دل افگارون پر
مونہہ نہ کہلوا تو خفا ہو کے دل افگارون پر

سر کے بل جادۂ تسلیم کر قطع ظہیر
کہ قدم رکھتے ہین اس راہ مین تلوارون پر

شان حسن کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر
صورت معنی نما ہین شمع و گل شمس و قمر

قطرہ قطرہ بحر ہے پہ بحر کا کیا پوچھنا
کیسے کیسے دلربا ہین شمع و گل شمس و قمر

اوسکو دیکھا چاہیے ذرہ ہین کس خورشید کے
یہ تو مانا بے بقا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک کی ہو کر نہین رہتے جہان مین خوبرو
ایک عالم آشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

ہے تحیر خیز حسن عالم آرا کیا کہون
ایک شان کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک شب کے دوست ہین یہ ایکدن کے آشنا
آشنا نا آشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

اب کہان ہین معنی لولاک ہمپر ای ظہیر
کسکے جلوے کی ضیا ہین شمع و گل شمس و قمر

گدگدایا جو دہن نہین نام کسی کا لیکر
[illegible]

خوش تو ہین آپ ہمارا دل شیدا لیکر
[illegible]

آج تک کوئی نہ ارمان ہمارا نکلا
کیا [illegible] تمہارا رخ زیبا لیکر

واہ یہ خوب ہوی کوئی کہین ہو بدنام
ذکر لے دوڑے تو ہو نام ہمارا لیکر

اجی دل دے تہین کوئی تو کس امید پہ دے
تم بہر بیٹھتے ہو مال پرایا لے کر

پوچہ لیتے ہین وہ یہ اپنے خریدار دن سے
آپ ہے کیا لیکے ہوا ور جاؤگی کیا کیا لے کر

تیرے روزن کی ستا کو بڑہی ہے کیا کیا
تیرے گیسو کی درازی شب یلدا لے کر

لب تک آآکے جو رک جاتے ہوای نالۂ زار
پانو پھیلانے لگے تم ہی سہارا لے کر

کیون نہین سے دل بیمار گرے پڑتی ہو
اوٹھہ کہڑے ہو نہ چلو نام خدا کا لے کر

غیر کو ساتھہ ہے وہ بہر عیادت لایا
لو مسیحا ملک الموت کو آیا لے کر

اک نہ اک فتنہ تو خیزہ لگا لاتے ہو
تم تو آتے ہو نیا روز تماشا لے کر

اب تو حسرت ہے یہی وصل کی بدلی ہو وصال
دم نکل جایے کہین دل کی تمنا لے کر

کل اوٹھایے گیے اوس بزم سے منتی ہین ظہیر
صفت معتوب ہوئے نام ہمارا لے کر

شب کو وہ شوخ رہا گہر سے مقرر باہر
آج اغیار ہین کچہہ جامہ سے باہر باہر

دل مین خندان ہین گل داغ گل قبر باہر
ہم گلستان مین رہے قبر کے اندر باہر

جہانک لیتے ہین وہ غرفے مین جو آکر باہر
دور ہی سے مجہے کہتے ہین کہ باہر باہر

ناصحو ہے وہی سکن کہ جہان جی لگ جائے
گہر مین جنگل نظر آتا ہے مجہے گہر باہر

سب خبر ہے مجہے چپ چپ کہ جہان جاتی ہو
ڈاک رہتی ہے دل و چشم کے اندر باہر

مین گدای در میخانہ ہون بہر دے ساقی
ٹوٹا پہوٹا جو پڑا ہو کوئی ساغر باہر

شمع ساں پردہ مین ہی پردہ نظر آتے ہین
جلوۂ حسن سے یکسان ہین وہ اندر باہر

ان دنون مین ہی کئی رات کہ کون آتا ہے
دیکہنا گہر سے نکلکر دل مضطر باہر

بجز و شوق ہون کیا مجہسے گلے کرتی ہو
میرے قابو سے ہے میرا دل مضطر باہر

جنبش باد بہاری نہ ہمین چہیڑ کہ ہم
چل کہڑے ہونگے ابہی گہر سے نکلکر باہر

کیون کہا اونسے کہ دشمن ہے کسی اور کا گہر
اب وہ گہبرائے ہوی پہرتے ہین اندر باہر

چین دیتی نہین تربت مین بہی شوریدہ سری
کہ گریبان کفن سے ہے مرا سر باہر

واہ کیا بات ہے اے شوق ملاقات رقیب
کہ وہ گہبرا کے نکل آتے ہین اکثر باہر

پوچھہ لیتے ہین مجھے گھر سے نکلتے ہین وہ جب
دیکھنا جم کے نہ بیٹھا ہو وہ پتھر باہر

پردہ اوٹھتا ہے تو اک برق چمک جاتی ہے
ہم گرے پڑتے ہین پردہ کی برابر باہر

مین تو ارمان نہین ہون کہ نکالو گے مجھے
بیٹھہ جاؤنگا ابھی در پہ مچھن کر باہر

مین نہ مانونگا نہین اُلفتِ اغیار ظہیر
کچھہ تو ہے وہ جو نکل آتے ہین اکثر باہر

ردیف ر ہندی

ذکر عدو وصال مین اسی بدگمان نہ چھیڑ
ظالم خدا کو مان کسے یہ داستان نہ چھیڑ

ہوتی بُری ہے آہِ دلِ دردناک کی
ہمکو نہ چھیڑ پھر خدا آسمان نہ چھیڑ

دشمن زبون و بخت معین دوست مہربان
ڈرہے نکالے اور کوئی آسمان نہ چھیڑ

دینا پڑے نہ ضد سے کسی شعلہ کو دل
بے وجہہ بے قصور مجھے بدگمان نہ چھیڑ

کہہ دونگا سب عدو سے تری بیوفائیان
مجھہ سے حدیث مہر و وفا بدزبان نہ چھیڑ

کچھہ کچھہ غنودگی مین ہے وہ چشم نیمساز
فتنے کو خواب ناز مین تو اسی فغان نہ چھیڑ

زخم کہن پہ اب نہ لگا زخم نو ظہیر
غربت مین داستانِ وطن ہر زمان نہ چھیڑ

ردیف ز ہ منقوطہ

لُٹ لُٹا کر ہے سلامت دلِ صد چاک ہنوز
کوئی ایسا نہوا الا کہہ کا گہہ خاک ہنوز

وہی ہنگامہ وہی غیر مین بیباک ہنوز
اوڑ رہی ہے تری کوچہ مین وہی خاک ہنوز

ہم بھی کیا ہین کہ تڑپتے ہین تہ خاک ہنوز
ان جفاؤن پہ نہین شکوہ افلاک ہنوز

روح کے ساتھہ ہے کیا جانے کیا بیکدما
کہ نہین چین سے میرشتِ کف خاک ہنوز

مین تو مضمون بکالکہہ کی پشیمان ہوا
کہ زمین ہے مری اشعار کی نمناک ہنوز

غم سے دو روز مین غنچہ کا جگر چاک ہوا
ہم لیے بیٹھے ہین برمین دلِ صد چاک ہنوز

قطع امید بھی قطع تعلق معلوم
کہ سلامت ہی بغل مین دلِ بیباک ہنوز

وہ جفاؤن سے پشیمان ہوے بھی تو کیا
جنگجو نازہین انداز ہین سفاک ہنوز

ہم ہین وہ رندِ مے آشام پرستہ یہ بھی
محتسب کوی خرابات مین ہے ہوشیار ہنوز

سر خجالت سے گریبان مین جھکا جاتا ہے — شوخ چشمی سے نظر ہے وہی بیباک ہنوز
تم تو شوخی سے نہ باز آئے تمہین کیا پروا — کوئی ہمچین تڑپتا ہے تہ خاک ہنوز

ان قوافی مین لکھوا ایک غزل اور ظہیر — تو سن طبع روانی مین ہے چالاک ہنوز

مے سے تائب بھی ہوی پر ہین ہوسناک ہنوز — تاک رہتی ہے نگاہون کی تہ خاک ہنوز
زندہ در گور ہین غم سے ترے غمناک ہنوز — مل گئے خاک مین لیکن نہ ہوی خاک ہنوز
کوئی آسودہ نہین غم سے تہ خاک ہنوز — ہین گریبان کیطرح جیب کفن چاک ہنوز
جانتا ہون کہ تیر بوتے ہوی ہمدان بن — ورنہ ایسے تو نہ تھے آپ غضبناک ہنوز
وہ بگڑکر بھی لگاوٹ کی لیے جاتی ہین — ہم گیے جان سے قصہ نہ ہوا پاک ہنوز
صورت یاس برستی ہے جواب خط سے — چشم قاصد وم گفتار ہے نمناک ہنوز
کیا ہوا ناصح نادان ذرا گر قید کیا — خاک اوڑانے کیلیے ہاتھ ہین چالاک ہنوز
ہم چمن مین بھی رہے برگ خزان دیدہ نمط — کہ اوڑی پھرتے ہین شکل خس و خاشاک ہنوز

کیونکر اوس منزل بیدید پہ رسائی ہو ظہیر — کہ جہان وہم رسا اور نہ ادراک ہنوز

قول نخست ہمنے بھلایا نہین ہنوز — ہر جا سر نیاز جھکایا نہین ہنوز
اچھا ہے لطف جور جو پایا نہین ہنوز — دست ہوس عدو نے بڑھایا نہین ہنوز
دیکھا تو آسمان سے بلا کا نزول تھا — بالین سے ہمنے سر کو اوٹھایا نہین ہنوز
دار و رسن کی فکر ہے ارباب ہدیٰ مین — جو دل مین ہے زبان پہ آیا نہین ہنوز
رہنے دے ذکر آتش دوزخ کو پند گو — کیا سوز غم نے دل کو جلایا نہین ہنوز
یارب ابھی سے کیون دل مضطر کو یاس ہے — قاصد تو کوی یار سے آیا نہین ہنوز
افسانہای طور و تجلی سنا کرو — پردہ سے اوسنے جلوہ دکھایا نہین ہنوز
دشمن نگاہ لطف سے خرسند ہو تو ہو — بارے نظر مین اونکے سمایا نہین ہنوز
ہے جی مین اب کے حضرت ناصح کو بھیجیے — قاصد جواب خط کوئی لایا نہین ہنوز
اوس بت نے نیم جلوے مین کیا کچھ دکھا دیا — اپنی نظر مین کوئی سمایا نہین ہنوز

کہتے ہین وہ ظہیر بھی کتنا غیور تھا	جیسے گیا بگڑ کے پھر آیا نہین ہنوز
مدعی ایک نہین محرم اسرار ہنوز	سبحہ شیخ مین ہے رشتہ زنار ہنوز
عام ہے صیت کرم پھر گنہگار ہنوز	باب توبہ ہے درخانہ خمار ہنوز
آستان حرم و دیر سے پردہ نہ اوٹھا	سر پٹکتے ہی رہے کافر و دیندار ہنوز
چشم حق مین ہین نہ ہین گوش حقیقت آگاہ	کہ وہی بانگ انا الحق ہے وہی دار ہنوز
اس پہ مرتے ہین کہ غم دلمین ہی جانکی سا تھا	زندگی یہ ہے کہ ہین جان سی بیزار ہنوز
بھول جاؤ گے درصومعہ کو حضرت شیخ	تمنے دیکھا ہی نہین خانہ خمار ہنوز
اونکو جو دیکھنے آتے ہین مجھی دیکھتے ہین	ہے تماشای تماشائے دیدار ہنوز
ذرہ ذرہ سے فروزان ہی تجلای جمال	کوئی اوٹھا ہی نہین طالب دیدار ہنوز
حیرت حسن سے یا رای نظر ہی نہوا	پاس رہ کر بھی رہے تشنہ دیدار ہنوز
کم نہین یہ بھی تفاخر کہ ظہیر خستہ	ہے دعاگوی در دولت سرکار ہنوز
زندگی کا ہی سبب خواہش آزار ہنوز	ہم تمنای عیادت مین ہین بیمار ہنوز
کچھہ نہوتے یہ تو یہ کچھہ ہے سرکار ہنوز	کہ رہے ہے داشدگی پر بھی گرفتار ہنوز
اونکے انداز نزاکت نے نہین قتل کیا	ہاتھہ مین خیر سے تھمتی نہین تلوار ہنوز
حشر مین پوچھتے پھرتے ہین یہ غوغا کیا ہے	دل مین پھرتی ہے وہی شوخی رفتار ہنوز
کیا مزہ تھا کہ ہمین ہجر مین جلتی ہی تھی	پھر یہ مرنا ہے کہ جینے سے ہین بیزار ہنوز
حشر کہتے ہو جسے آؤ دکھا دین تمکو	ایسے فتنے تو پڑے ہین پس دیوار ہنوز
ناتوان سے لب نازک کو اوٹھاؤ طعنے	تم سے بڑھکر ہے توانا دل بیمار ہنوز
خاک ہوکر بھی غبار دل نازک ہی رہے	ہم سبکسار رہی ہوکر ہین گرانبار ہنوز
لطف ہی لطف دم عرض تمنای وصال	کہ نہ انکار وہ کرتے ہین نہ اقرار ہنوز
صبح ہوتی ہی تو ہو جاتی ہین کیا در ہے	کہ مرے بخت سیہ کی ہے شب تار ہنوز

دل سے شکوہ کی عوض شکر ستم ہی نکلا
آرزو سے ہے سوا لذتِ آزار ہنوز

اسقدر محو فسون ریزی گفتار رہے
کہ رہی دل مین وہی حسرتِ دیدار ہنوز

دام سو بار کہلا اور رہائی نہ ہوئی
دل مرا ہے خمِ گیسو مین گرفتار ہنوز

اور تو ہم نہین واقف ہین کہ ہے کون نظیر
ایک بیکس تو پڑا ہے پسِ دیوار ہنوز

درد کی طرح نہ رہ رہ کے ستانا ہرگز
داغ بن بن کے مری لمین نہ آنا ہرگز

شمع بن کر نہ کسی بزم مین جانا ہرگز
آگ غصے کی جہان مین نہ لگانا ہرگز

ہمنشین قصۂ دہلی نہ سنانا ہرگز
زخمِ نو داغِ کہن پر نہ لگانا ہرگز

یہ ہین تھی کہ پڑا خاک مین خوں خشک ہوا
نوگرفتار کو ایسا نہ ستانا ہرگز

گرد و گلفت سے تہ خاک دبی بیٹھے ہین
چیر کر ہمکو قیامت نہ اوٹھانا ہرگز

پھوٹ جائینگے نہ بیٹھے مری بیدل امید
ٹھیس اب شیشۂ دل کو نہ لگانا ہرگز

ہم تو بھولے ہوے بیٹھے ہین کہانی اپنی
پھر کہین فتنہ خفتہ نہ جگانا ہرگز

ہم سراپا دلِ مجروح بنے بیٹھے ہین
اور کچھہ چھیڑ کے چرکے نہ لگانا ہرگز

اور ہین گلگے جہانکے ترے قابل
سرگذشتِ دلِ محزون نہ سنانا ہرگز

ای فلک اب نہ بنیگا نہ بنیگا تجھہ سے
کوئی صورت کدہ ایسا نہ سنانا ہرگز

کون سنتا ہے تری نغمہ سرائی بیدل
اگلے وقتون کا کوئی راگ نہ گانا ہرگز

شرم آلودہ لگا ہون مین نہال شعوفی
کسی پرفن کی فریبون مین نہ آنا ہرگز

آگ لگجائے تری شوق مین اے حبِ وطن
مجھہ کو نقشہ مری دل کا نہ دکھانا ہرگز

ہوشمندی یہی زمانے مین بلا ہی جانے
بیخودی سے کبھی اپنے مین نہ آنا ہرگز

دہر مین اور بہت سنگ ستم ہین گلچین
داستان گل کی نہ بلبل کو سنانا ہرگز

بچ کے اس آبلۂ غم سے نکل جاؤ ظہیر
کسی مسباز کے فقرون مین نہ آنا ہرگز

مرے رقیب نہ تھی غیر و پاسبان کس روز
برون کی جان پہ ٹوٹا نہ آسمان کس روز

رقیب آج ہوا ہے سپہر کل دشمن
ہمارے حال پہ تھے آپ مہربان کس روز

تم اپنی شرم سے سوا ہوین خموشی سے
وگرنہ کہنے کو بیٹھے تھے رازدان کس روز

مسافر نہ کبھی ہوشمین ہین آجاتے
ہم اپنے گھر مین نہین آپ میہمان کس روز

قتیل خنجر بیداد و قہر کیون ہوتے
رقیب مجھ سے سوا تھے مراجدان کس روز

ترے ستم مین ہی کافر کبھی مزہ نہ ملا
نگاہ قہر و غضب تھی نہ دلستان کس روز

گلے عدو کے ہین مجھسے مرے جلانیکو
وگرنہ غیر نہ تھے اونکے رازدان کس روز

مری فغان ہی گری مجھپہ برق بن بن کے
ہوا نصیب گلستان مین آشیان کس روز

شکایت ستم روزگار کیا کیجے
ترا شریک نگہ تھا نہ آسمان کس روز

ہزار لطف نہان ہین تری خموشی مین
نگہ نگہ سے نہین پرسش نہان کس روز

ظہیر کفر مین ایمان تجھے خدا شرمائی
نہ صحن کعبہ رہا کوچۂ بتان کس روز

ردیف سین

موت آکے پھر گئی مرے بیت الحزن کی پاس
بجلی گری ہے برق پہ صحن چمن کے پاس

کیا جا کے بیٹھیے کسی نازک بدن کے پاس
جز داغ کیا دھرا ہے گل یاسمن کے پاس

کچھ تحفہ لیکے جایئے اہلِ وطن کے پاس
اک زخمِ تازہ چاہیے داغِ کہن کے پاس

وہ نازکی سے دے نہین سکتے مجھے جواب
پھرتی ہے آرزوئے تکلم دہن کے پاس

ظالم نے سر کو مفت مین پھوڑا پہاڑ سے
کیا آہِ دلتراش نہ تھی کوہکن کے پاس

اوس بیوفا کے سامنے جانا ہے حشر مین
جیبِ دریدہ بھی کوئی رکھدی کفن کے پاس

کیا جانے کس طرف کو پڑی ہی نگاہِ ناز
خود دل کو پھینک دون بتِ ناوکفگن کے پاس

ناصح جنون کی پہلے ہی تدبیر چاہیے
جنگل بسا دے لاکے کہین سرو چمن کے پاس

غربت مین رہنمون نہ ہوی گردشِ نصیب
ہم دور ہی رہے جو رہے بھی وطن کے پاس

بی طاقتی سے اک شبِ ہجران نکٹ سکی
تیشے کئی ہزار سہی کوہ کن کے پاس

اقرار بھی اوسی سے اوسی سے جواب بھی
اک دوسرا دہن بھی لگا لو دہن کے پاس

یہہ تو ہوا ملین عوضِ بوسہ گالیان
ہم لیگئے دہن کو جو اوس بدہن کے پاس

کیا رونون بختِ بد کو کہ ہمسایہ ہی رقیب
عشرتکدہ بھی ہے مرے بیت الحزن کے پاس

اللہ رے بدگمانیِ بوسہ و دمِ سخن
وہ کان لاکے رہ گیے میری دہن کے پاس

نازک بہت ہین رنج اوٹھایا نہ جایگا
آنے نہ دو اونہین میری گور و کفن کے پاس

اے جذبِ شوق دان ہی جو صفحہ نگاہ کا
لیچل مجھی کو خود مری ناوک فگن کے پاس

توبہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہون اے شیخ تو سہی
چلکر تو دیکھ اوس بتِ پیمان شکن کے پاس

ہے گلشنِ خلیل مین جسکے گذر ظہیر
جاتا نہین ہون پھول کے صحنِ چمن کے پاس

اب کاروانِ عمر ہے منزل کے آس پاس
گرداب مین سفینہ ہے ساحل کے آس پاس

ارمانِ دل نکلکے رہے دلکے آس پاس
لٹتا ہے قافلہ مرا منزل کے آس پاس

ہم جستجوی دل ہین پھرے دلکے آس پاس
گھلکردہ راہ ہین تری منزل کے آس پاس

بڑھ کر نگاہِ ناز سے ہین کم نگاہیان
سو حسرتین شہید ہوئین دلکے آس پاس

اوجھے پڑے ہین وار تمہاری نگاہ کے
بسمل ہین حسرتین دلِ بسمل کے آس پاس

ہین سوگوار بلبل و پروانہ شمع و گل
پھرتی ہے بیکسی ترے بسمل کے آس پاس

ای حسرتِ تپش دلِ مضطر کو تہا منا
قاتل کہین نہ ہو تنِ بسمل کے آس پاس

خنجر سے تیز تر ہے تمہاری ادای قتل
بسمل ہزار ہین تن بسمل کے آس پاس

ڈرتا ہون وقتِ ذبح طبیعت بدل نہ جائے
کیون ازدحام ہے مری قاتل کے آس پاس

صحرای نجد وادی دل سے قریب ہے
پردے ہین چشمِ قیس کے محمل کے آس پاس

کہتے ہین اختلاط مین ہنسکر رقیب سے
وہ ننگ خاندان نہو محفل کے آس پاس

مین سوز رشک سے ہی ہون شادان کہ مدعی
پھرتے ہین تجھ سے شعلہ شمائل کے آس پاس

پھر صاعقہ طلب ہے دلِ مستمند قیس
دستِ جنون ہے پردہ محمل کے آس پاس

گل ہے چراغ بزم تمہارے حضور مین
پروانے سر پٹکتے ہین محفل کے آس پاس

آغاز گریہ کچھ ہے تو انجام ہے بخیر
ڈوبا ہون بحر عشق مین ساحل کے آس پاس

آفت کی شوخیان ہین مرے نیطرا مین
پھرتا ہون ایک برق شمائل کے آس پاس

شکرِ خدا ظہیر کہ ہین جمع اہلِ فضل
پروانہ وار داورِ عادل کے آس پاس

کیون کوندتی ہی برق نشیمن کے آس پاس
ایمن کے متصل ہون نگلشن کے آس پاس

رشکِ وصالِ غیر مین کچھ سوجھتا نہین
شب بھر پھرا ہون کوچۂ دشمن کے آس پاس

پردے مین بھی جمال کے تابِ نظر نہین
پھرتی نگاہ شوق ہے چلمن کے آس پاس

روتی ہے شمع شام سے میرے مزار پر
پروانے سر پٹکتے ہین مدفن کے آس پاس

مجھ سے زیادہ کیھہ مری مٹی عزیز ہے
اغیار کا ہجوم ہے مدفن کے آس پاس

نادم ہوا ہون کھینچ کے مین آہ سوزناک
یارب نہو وہ کوچۂ دشمن کے آس پاس

مین تفتہ جان ہون سوختۂ آتش فراق
ہون دفن بھی تو وادیِ ایمن کے آس پاس

ہے ہے وہ نوحہ گر ہو عزاے رقیب مین
جاتا نہو جو حلقۂ شیون کے آس پاس

پاے ادب بڑھائیو ہرگز نہ دستِ شوق
بچھا ہے دامنِ لف بھی گردن کے آس پاس

اوس بدگمان کو اور تو ہم بڑھا دیا
جا جا کے دستِ شوق ذرا ہن کے آس پاس

دونون سے ای ظہیر جدا ہے مرا طریق
جاتا نہین ہون شیخ و برہمن کے آس پاس

ردیف شین منقوطہ

مجھے غش پہ ہر دم نہ کیون آیے غش
ترا دھیان ہے کار فرماے غش

جسے حالِ عاشق سے آجاے غش
بھلا اس نزاکت کو کیا پایے غش

مگر اون پہ عاشق ہے خود فتگی
وہ آیے ادہر اور ادہر آیے غش

مجھے غش مین گیسو سونگھاتے ہین وہ
سو اغش سے ہے کچھہ مداواے غش

نقاہت سے بڑھ کر ہے کچھہ نازکی
نہ کیون ایسے نازک سی شرمایے غش

ذرا سامنے رکھہ تو لو آیینہ
نظر آیے میرا تماشاے غش

کسی طرح ٹھہرے دلِ بیقرار
نہ آئین اگر وہ تو آجایے غش

نہ آیے جنازے پہ جو سنگدل
اوسے حالِ بسمل پہ کیا آیے غش

یقین ہے وہ آئین اگر خواب مین — مجھے نیند کے بدلے آجائی غش
مرے سر کو زانو پہ رکھ لیجیے — رہے عمر بھر تا تمنائے غش
اگر مر بھی جاؤن تو وہ خیر — بھلا ایسے خود بین کو پروای غش
مجھے غش کے بدلے اجل آگئی — کسی نے نہ دیکھا تماشائے غش
مری بیخودی سے ہو واقف اگر — مسیحا کو خود ہو تمنائے غش
جو بسمل کو ٹھوکر لگا کر چلے — کہان اوس ستمگر کو پروای غش
مری داستان کا اوسے کب دماغ — جسے نکہتِ گل سے آجائے غش
ذرا آکے صورت دکھا جاؤ تم — مجھے صبر کے بدلے آجائی غش
سونگھا دو بجیے گیسوے مشکبار — کہ پھر عمر بھر مو نہہ نہ دکھلائے غش
وہ دامن کی اپنے ہوا تک نہ دے — مجھے غش پہ سو بار گر آئے غش
غشی سے مری جسکا اڑ جائے رنگ — کہان اوس پری وش کو یارای غش
ترے جلوے کی تابِ دید نہین — کہان تک اوٹھاؤن ستمہائے غش

ظہیر ایسے کافر پہ شیدا ہوے
کہ زاہد بھی دیکھے تو ہو جائے غش

بارے اتنے تو رہے وعدۂ دیدار کی ہوش — رنگ بن بن کے ہین اوڑتے تری بیمار کی ہوش
خود بخود صبر نمط پاؤن اوسٹھے جاتے ہین — نہ رہے گو چہ دلدار ہین غفار کے ہوش
حال میرا مرے احباب سے دیکھا نہ گیا — ہے مرا رنگ پریدہ مری غمخوار کے ہوش
شکوے بن بن کے نکلنے لگے ارمان دل کے — کاش ہوتے نہ مجھی نزع مین گفتار کے ہوش
جھک گئین اور حیا سے وہ خماری آنکھین — دیکھنا عالمِ مستی مین قدح خوار کے ہوش

چارہ گر کو مری وحشت نے بنایا مجھ سا
مجھ سے پہلے ہی اوڑے ہین مرے غمخوار کی ہوش

دم بھی نکلا ہے تو آنکھون مین اٹک کر نکلا
آخرین دم بھی رہے حسرتِ دیدار کی ہوش

لطف تھوڑا سا ادھر بھی نگہہ ہوش ربا
دیکھنے ہین ابھی اپنے مجھے غمخوار کے ہوش

کفر و ایمان کے تکلف سے ہوا آزاد ظہیر
سبحہ کی فکر ہے وحشت مین نہ زنار کے ہوش

ردیف صاد مہملہ

دشمنِ جان ہین وہی تم نے جو سر پایا اخلاص
سچ تو یون ہے کہ ہین اس سے آیا اخلاص

تم نے ضد سے مری دشمن سے بڑھایا اخلاص
اب تو زیبا ہے مجھے غیر سے کہنا اخلاص

ہاتھہ گردن مین مری در دِ زبان نام رقیب
ہے تمہارا ابھی مانے سے نرالا اخلاص

بزمِ دشمن مین بلاتے ہو جلانیکے لیے
واہ کیا خوب ہے کیا خوب تمہارا اخلاص

گرمجوشی بھی تو ہین گرم ادائین دلسوز
ای بتو جایے جہنم مین تمہارا اخلاص

دل کے خوش رکھنے کو ہین وصف علی وحی چند
ہمنے دیکھا نہ سنا آج تک ایسا اخلاص

مجھ سے اور غیر سے کہے قصۂ جانسوز اپنا
ہے غرض جیکے جلانیسے کہان کا اخلاص

دوستی کی ہے تو کچھہ سوچ سمجھہ کر مجھ سے
یہ پے سر زنشِ غیر ہے اودکا اخلاص

چھیڑتا ہے مجھے دشمن کے ہنسانیکو لیے
ورنہ اوس دشمن جانی کو کہان کا اخلاص

مہربان بھی وہ ہوے ہین تو جفا سے تھک کر
دشمنی کام نہ آئی تو جتایا اخلاص

عرض مطلب پہ سناتی ہین چلو ہوش مین آؤ
مجھ کو بھاتا نہین آتنا بھی کسی کا اخلاص

کوئی دیوانہ ہو تم سا تو ملے تم سے ظہیر
مہربان عین عداوت ہے تمہارا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

لو وہ کہتے ہین عدو کی داستان سی کیا غرض
اپنے مطلب سی غرض تمکو جہان سی کیا غرض

تمکو میرے شکوہ شور و فغان سی کیا غرض
جب غرض مجھ سے نہین میری بیان سی کیا غرض

در پی ایذا ہو کیونکر دشمن جانی نہین
ناصحو تمکو مرے آرام جان سی کیا غرض

دیکھتے تھے ہمکو سب تیری کرشمے فتنہ گر
مدعی سے بحث کیا تھی آسمان سی کیا غرض

تو جفا جو کینہ پرور اور مین آزار دوست
مجھ سے ملجا آکے عذرا متحانسے کیا غرض

شکوہای بیقراری سنکے وہ کہنے لگے
تم تو ایذا دوست ہو آرام جان سی کیا غرض

ہے اگر لوگون کے کہنے پر تو ملنا ہو چکا
مجھسے مطلب ہی تو لوگونکی زبان سی کیا غرض

اسی صبا کیا کم ہے اوس لعل دوتا کی بڑہی
اب تجھے میرے غبار ناتوان سی کیا غرض

ابتو شک بڑہنے لگا ناصح مجھی کچھ اور ہی
تجھ کو اوسکی پرسش نام و نشان سی کیا غرض

جل گیا شاید دل دشمن مری فریاد سے
ورنہ اونکو شکوہ سوز نہان سے کیا غرض

نغمہ سنجان چمن کو ہو مبارک فصل گل
ہم اسیران قفس کو آشیان سی کیا غرض

سمجھے مانا عشق مین نقصان جان بھی ہی ظہیر
دیکھکے جب دل تو پھر سود و زیان سی کیا غرض

ردیف طای مہملہ

کیا قہر ہے جہان مین کسی بدگمان سی ربط
لو مجھ سی دلجشین ہین مری رازدان سی ربط

رکھنا پڑا تمہارے لیے اک جہان سے ربط
دشمن سے دوستی ہی نہ کچھ پاسبان سی ربط

ہم بھی کہین گے ہمکو زبان دو دہان ملے
لب کو نہ لب سے اور نہ بانکو زبان سی ربط

بے ربط کسقدر ہی مری داستان شوق
مطلب کو گوش سے نہ بیان کو زبان سی ربط

ہے رہروانِ راہِ رضا کا جدا طریق — اس کارواں سے ضد ہے نہ اوس کارواں سے ربط

دل مین مرے رہے مری نکھون مین تم رہے — پیدا کیا رقیب نے یہ ہے کہان سے ربط

کیا خوب دشمنون سے ملو تم تو ہم ملین — اک تم سے دوستی ہے کہ ہی اک جہان سے ربط

اک تم ہو بیوفا کہ نہین مجھسے کچھ لگاؤ — بلبل کو ہے قفس سے چمن کو خزان سے ربط

کیا انتشارِ طبع ہے کیا اختلالِ حال — بے ربطیِ بیان کو نہین کچھ بیان سے ربط

تیرے گلے جو غیر کے مونہہ سے سُنے نہین — کانون ہی کو نہین مری اوس داستان سے ربط

اوس شوخ بیوفا سے ملین کس طرح نظیر
دشمن سے دوستی ہے نہ کچھ آسمان سے ربط

یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط — الفت کو دل سے دل کو نہو دلستان سے ربط

جس دل مین سوزِ عشق ہو جلجائے یا خدا — شکوہ کو لب سے لب کو نہو کچھ فغان سے ربط

الفت مین ان بتون کی نہ سودا ہی عشق ہو — وحشت کو سر سے سر کو نہو آستان سے ربط

بجلی گرے فلک سے مگر جذبِ شوق پر — دل سے کشش کشش کو نہو کاروان سے ربط

وہ دل ہو خاک جسمین رہے حرف آرزو — لب کو نہو زبان سے زبان کو بیان سے ربط

وہ چشم کور ہو جسے ذوقِ نگاہ ہو — اور ہو نگاہ شوق کو حسنِ بتان سے ربط

وہ ذوق کیون ہو دلمین کہ جسکے سبب سے ہو — دل کو قلق سے ربط قلق کو فغان سے ربط

پتھر پڑین زبان پہ کہے جو حدیثِ عشق — پھوٹے وُہ کان ہو جسے اوس داستان سے ربط

دل سے پسند ہے یہ مجھے یہ مصرعۂ نظیر
یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط

ردیف ظای معجمہ

زہد و طاعت پہ تجھے ناز بجا ہے واعظ
ہم سیہ روین ہمارا بھی خدا ہے واعظ

صفتِ خالقِ علام ہین ستار عیوب
مین نے سو بار ترے مونہہ سے سنا ہے واعظ

کفر و ایمان سے نہ کچھہ دوزخ و جنت سے غرض
بیان فقط مدِ نظر اوسکی رضا ہے واعظ

بیان وہ کچھہ ہے کہ جو ہفتادو دو ملت مین نہین
سب سے کچھہ مشرب ندانہ جدا ہی واعظ

ایسی جنت سے تو دوزخ ہے گوارا ہمکو
گر اسی زہد ریائی کی جزا ہے واعظ

خوش ہون دوزخ سے اگر پیشِ اعمال نہو
کہ ندامت مجھے عصیان سے سوا ہے واعظ

بسکی قدرت کے تماشے نظر آجائین تجھے
دیکھہ تو جل کے خرابات مین کیا ہے واعظ

کیا جہنم ترے بس مین ہے عیاذاً باللہ
کوئی آخر تو ہمارا بھی خدا ہے واعظ

خلد مین جائینگے کہتے ہوئے ساقی ساقی
وان بھی مذکور ترے ناب سنا ہے واعظ

بخدا گر نہ سمجھتا ہو تو کافر ہو ظہیر
کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے واعظ

ردیف عین

مین ہون گدازِ سوز مین ہمداستان شمع
سوزان برنگ شعلہ و گریان بسانِ شمع

اس جبر پر دراز ہے کتنی زبانِ شمع
سنتے جو اختیار مین ہوتی فغانِ شمع

ایک ایک اہلِ بزم سے ہے رازدانِ شمع
کیا بیزبانیون پہ ہے روشن بیانِ شمع

روشن ہے اہلِ بزم پہ سوزِ نہانِ شمع
پروانہ گر نہین تو نہو رازدانِ شمع

جلتا ہون اپنی روشنیِ طبع دیکھکر
آتش زبان ہون دہر مین لیکن بسانِ شمع

کیا تنگنائی دہر مین امکانِ دم زدن
ہوتی ہے قطع شکوہ سنجی پہلے زبانِ شمع

اے کلیمِ بیگل ہو پہلے کہ آجائی ہمکو موت
صبح شبِ وصال مین ہے امتحانِ شمع

جز سوزِ سینہ کون ہے دلسوز اہلِ سوز
گرتے ہین پائے شمع پہ اشکِ روانِ شمع

قربان جان نثاریِ دشمن ہین دل گداز
پروانے ہین نثارِ سرِ رشتگانِ شمع

اللہ رے شوقِ سوز جگر تفتگانِ عشق
خود شعلہ بن گئی ہے سراپا زبانِ شمع

آسان نہین ہے خواہشِ آزادِ جان نثار
پروانے کے شرر کی زبان ہے زبانِ شمع

دنیا مین اہلِ درد ہین جلنے کے واسطے
سوز و گداز شمع ہے گویا کہ جانِ شمع

نیرنگ سازِ عشق کے دیکھو تو سوز و ساز
پروانے کی ہے خاک سے اٹھتا دخانِ شمع

ظاہر مین گو کہ کرتی ہے محفل فروزیان
اسی شعر و شار ہے تجھ پر سے جانِ شمع

اوس شعلہ خو سے بڑھ کے ہون مین بھی تنکمزاج
جلتا ہون اپنی آگ مین ہر دم بسانِ شمع

ہر چند پردہ دار ہے فانوس کا حجاب
ہے پردہ در مگر دمِ آتش فشانِ شمع

راہِ رضا مین اُف بھی نہ کرنا کبھی ظہیر
ہوتی ہے قطع بات سے پہلے زبانِ شمع

ولہ

شاہد پروانہ ہو یا زینتِ کاشانہ شمع
تم وہ شمعِ انجمن ہو تم ہو پروانہ شمع

رات کٹنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے
مین سنون تیرا بیان اور تو مرا افسانہ شمع

یہ ہے گریان وہ ہے دامان وہ گریبان چاک ہے
سب عزادارانِ عاشق ہین گلِ پروانہ شمع

کیا خوشی اسکی کہ ہم سی کامیابِ جلوہ ہین
ہی تو بزمِ غیر مین ہے جلوہ جانانہ شمع

ایک حیلہ ہے حجابِ برقِ فانوس کا
مو نہہ دکھائے خاک پیشِ عارضِ جانانہ شمع

ہو مبارک تجھکو لطفِ عشرتِ بزمِ رقیب
مین ہون اور میرے لیے بس ہے مرا غمخانہ شمع

جس سے روشن رہتا ہے ہر دم ہمارا لوگ ہین
ہے ترا نام یون تو زینتِ کاشانہ شمع

خود نمائی اور ہے سوزِ نہانی اور ہے
تو نے دیکھی ہی نہیں ہے ہمت مردانہ شمع

تیرہ روزی سی مری ممکن نہیں ہو روشنی
گر جلا کر خاک کر دے تو مرا غمخانہ شمع

گر مے ہنگامہ اوس محفل کی دیکھا چاہیے
شمع کے بدلے ہو جس محفل مین صاحبخانہ شمع

جمع ہین بزم عدو مین سب جلانیکو مرے
بربط و چنگ و رباب و ساقی و پیمانہ شمع

ہر قدم پر کوندتی ہین بجلیان وقتِ خرام
دیکھیہ اوس خورشید وش کی نغز مستانہ شمع

ہے تمہاری آستان پر جلنے والون کا ہجوم
میزبان تم ہو کہ ہے اس گھر مین صاحبخانہ شمع

ہو اگر تاثیر کچھ جذبِ دلِ پروانہ مین
پردۂ فانوس سے باہر ہو بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہو چکی آخر ہوائی و جام
ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

سوزِ الفت سے دلِ معشوق بھی خالی نہین
دفعتاً کیسی بھڑک اوٹھتی ہے بیتابانہ شمع

جان کھو دیتے ہین ضد پر بات کی عاشق مزاج
سیکھیہ لے پروانہ سی انداز معشوقانہ شمع

رشک کہتا ہے کہ یہ بھی عاشق دلدار ہے
رات بھر جلتی ہے میرے ساتھہ بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہے بجھا دیجی خدا کیواسطے
ہے تو پھر ہے صحبتِ خلوت مین اک بیگانہ شمع

اب اوٹھا دو بزم مین تم بھی فروغ رخ سے نقاب
شوخ چشمی کر رہی ہے کیا ہی بیباکانہ شمع

کہہ دیا کس نے ترا حالِ دلِ پر غم ظہیر
رات بھر روتی رہی سُنکر ترا افسانہ شمع

ردیف غین معجمہ

باقی دل و جگر مین نہین اب سوائے داغ
اک داغ کی جگہہ مین ہین سو سو سمائے داغ

باز آیے اِس ملاپ سے تھوڑی اوٹھائے داغ
دیکھیے ستم یہ ہین دو اغون پہ کیا ئے داغ

یا آنکہ مورد نگہہ التفات ہے
پوچھو دل رقیب ہی سے ماجرای داغ

کہتے ہو بیوفا مجھے انصاف شرط ہے
آخر تو آدمی ہے کہان تک اوٹھائی داغ

ہوتا دوا ہے داغ بھی انجام کار درد
یہ درد وہ ہے جسمین نہین انتہای داغ

مال سخیل سے ہے امید بھی عبث
کچھہ کیسہ فلک مین نہین ہے سوای داغ

چٹکا ہے پند گو نے عجب زخم پر نمک
ناسور پڑ گیے ہین جگر مین بجای داغ

پیدا ہوا ظہیر ہے جلنے کے واسطے
دل بہر سوختن ز رشک ہے سینہ برای داغ

ردیف فا

کفر مین بھی ہم رہے قسمت سے ایمان کیطرف
شکر ہے کعبہ بھی نکلا کوی جانان کیطرف

ہمتو کافر تھے ہوا دل بھی ایمان کیطرف
جسکو دیکھو ہے وہی دشمن جان کیطرف

کچھہ اسیران قفس کے بخت ہی برگشتہ ہین
بوی گل پہر پہر گئی اوٹھی گلستان کیطرف

حسن گر اس سے کہنچا جاتا ہے کچھہ جام شراب
موج مے کو جنبشین ہین لعل خندان کیطرف

دیکھتے مر کر کسی پر لطف عمر جاودان
کیون گئے خضر و سکندر آبحیوان کیطرف

وسعت وحشت سے گریبان اب جگر تک چاک ہے
ناصحو کیا دیکھتے ہو جیب و دامان کیطرف

بعد مرون بھی رہی دیر و حرم مین کشمکش
مونہہ سو کعبہ رہا دل کوی جانان کیطرف

دیکھیے کیا گل کھلاے فصل گل آنی تو ہے
ہاتھہ ابھی سے دوڑتی ہین جیب و دامان کیطرف

حق تو یون ہے گر مرا انصاف میری ہاتھہ ہو
مین بھی ہو جاؤن اوسی غارتگر جان کیطرف

بیٹھکر اوٹھتے ہین جاسے کوئی پابند وفا
آنکھہ تک اوٹھتی نہین دیوار زندان کیطرف

حشر لوٹے کس طرف کہیں کد ہر بجلی گری
جہانکتے جاتے ہین غمزے چشم دان کیطرف

رشک کہتا ہی کہ پوچھی ہونگی اس نے غیر کی
ہاتھہ اوٹھکر رہگیا سو بار دامان کیطرف

وعدۂ دشمن نہو یارب دم بخیر اس کو صبا
کچھہ جھکی جاتی ہین آنکھین دان گریبان کیطرف

ہین نہ قاصد غیر کا ہون اور نہ پیغام غیر
کیا مخاطب ہون مرے وہ شور افغان کیطرف

واں سر سر عفو ہین اور یان خطائین بیشمیر
واں تبسم ریز نظر یان جرم و عصیان کیطرف

دل دو رہتا ہے کیون نگہ کے تیر کیطرف
جاتی نہین ہے جنس خریدار کی طرف

اوس چشم میگسار سے دلکو خدا بچائے
بدمست دشمنہ ریز ہے ہشیار کی طرف

اک شیخ کفر کیش نے ایمان سے کہدیا
گردن جھکی ہے حلقۂ زنار کیطرف

جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے
اوٹھتے ہین بانو وادی پر خار کیطرف

لطف وصال خاک مین تمنا ملا دیا
ہے دمبدم نگہ در و دیوار کیطرف

کیا ہو دم اخیر جو کعبے کو دہر نہو
مونہہ پھر گیا تھا کوچۂ دلدار کیطرف

دیکھے نگاہ پھر کے دہر غیر کیا مجال
آنکھین لگی ہین روزن دیوار کیطرف

اتنا نہین ہے کوئی کہے جو خدا لگی
بولے ظہیر سستہ دل فگار کیطرف

ردیف قاف

نہ پوچھہ مجھسے مری جان ماجرائے فراق
خدا دکھائے نہ دشمن کو صدمہائے فراق

عذاب حشر سے بڑھکر ہی کچھہ جفائے فراق
وہ شام غم کی درازی وہ صدمہائے فراق

کسی سے ملکے نہو کوئی مبتلائے فراق
کہ ابتدائے محبت ہے انتہائے فراق

مرے وصال و جدائی کے غیر کیا جانے
تمام عمر ہوا جو نہ آشنائے فراق

فسانۂ شب ہجراں مین دن تمام ہوا
ہوئی جو شام تو سر پر ہے پھر بلائے فراق

تمہارے ہجر مین ماتمسرا ہے کاشانہ
بلند ہے در و دیوار سے صدائے فراق

سلام روز جزا کو ہے بند گو اپنا
ملے گناہ محبت پہ گر سزائے فراق

بجز وصال غریبی وصال یار کہان
سوائے حسرت و حرمان نہین دوائے فراق

وہ گونہ گونہ توہم وہ رنگ رنگ کی شک
نہ پوچھ کچھہ شب ہجراں مین شغلہائے فراق

نہ کوئی مونس و ہمدم نہ یار و غمخوار
ورای گوشۂ غربت بجز بلائے فراق

ہوا نہ خلق نہ ہوگا ظہیر سا انسان
ملول و مضطر و ناکام و مبتلائے فراق

ردیف کاف عربی

سوز غم گل کہلائے گا کبتک
داغ آنکہین دکہائیگا کبتک

سب کرشمے مری نظر مین ہین
تو نگاہین چرائے گا کبتک

حشر ہون مین نہ فتنۂ قامت
کوئی در سے اوٹہائیگا کبتک

کیا تصور ترا ہے پردہ نشین
دل مین آخر نہ آئے گا کبتک

غیر کا وعدۂ وصال نہین
مجھسے مونہہ تو چہپائیگا کبتک

آرزو سی ہے آرزو دل مین
خاک مین تو ملائے گا کبتک

غم ہجراں نہین نصیحت گر
تو مری جان کہائیگا کبتک

فکر کیا اور کیا زبان ظہیر
طرزِ مومن اور ڈائیگا کبتک

فتنہ گر شوخیے حیا کب تک — دیکھنا اور نہ دیکھنا کب تک
مرگ ناکامیِ قضا کبتک — درد ہو درد کی دوا کبتک
شوخیِ صبر آزما کب تک — ای تغافل منش حیا کبتک
کیا مرے بخت کی نحوست ہے — گردشِ چشمِ فتنہ زا کبتک
واں پہونچنا ہے اور پہونچا ہے — شکوۂ بختِ نارسا کبتک
تم ملوگے مجھسے نمانونگا — ہے بہروسا مزاج کا کبتک
وعدۂ حشر اور ترا وعدہ — صبر اور صبر کی وفا کبتک
جانکنی مین ہون مجھکو مرنے دے — مژدۂ وصل جانفزا کبتک
حیلۂ امتحانِ دل تا کے — وعدۂ صبر جان گزا کبتک
بتکدہ کعبہ درست ہوتے نہین — یاس ناکامیِ دعا کبتک
درد اور درد بھی جدائی کا — ایسے بیمار کی دوا کبتک
تم سے نازک ہے کچھ تمہاری خو — عہد کبتک کرے وفا کبتک
دیکھ جانے دے مجھکو ضد نہ دلا — طعنۂ آہِ نارسا کبتک
ایک مین کیا عدو بھی مرتے ہین — نگہِ لطف آشنا کبتک
کچھ تعلق بھی ترا تصور ہے — لب تک آیے نہ مدعا کبتک

دل مین جوش حدیث کفر ظہیر
لب پہ شور خدا خدا کبتک

توقع کو توقع بھی کہان تک — یہہ مرنا ہے حیاتِ جاودان تک
یہین ہو اور نہین ملتا نشان تک — مکان سے ڈھونڈہ آیے لامکان تک
رسا ہوں ہے محال اوس آستان تک — اوڑالین خاک اوڑانی ہو جہان تک
رسا ہون بہت بدا ور پہر کہان تک — بہت دشواریان ہین مین سو دان تک
ذرا حرف طلب آیے زبان تک — مکان کیا ہے تو ہو پہنچین لامکان تک
امید مرا فی ہے فغان تک — فغان کی انتہا آخر کہان تک
جہان پہلے زیان ہو سود کیسا — امید سود ہوتی ہے زبان تک
زبان پر اب تو سر دینا ہے باقی — سخن پر دے چکے ہم تو زبان تک
بلند آوازہ ہین وہ راز مخفی — نہ آیے جو زبانِ رازدان تک
تمنا اور پہر کسکی تمنا — کہ ہون بے ربطیان جسکی بیان تک
رہے یہہ زیرِ مشق شوق بیداد — نہ آیا لب پہ حرفِ الامان تک
ترے کوچے مین کیا سر پہوڑتا ہے — یہی کچہہ ہے زمین سے آسمان تک
پیامی سے ادا ہوگا نہ مطلب — اگر لیجایے وہ میری زبان تک
نہین کچہہ انتہای نامرادی — کہان تک آرزومندی کہان تک
نہین معلوم کچہہ آغاز و انجام — کہان سے آیے ہین جائین کہان تک
لیے جاتا ہے جذبِ شوقِ منزل — اوسٹے جاتے ہین پای ساربان تک
نہین قرار کا بھی اب بہروسا — وہین ہین پہنچیے اونکی زبان تک
مآلِ امتحان کی کیا توقع — توقع کی ہے نہایت امتحان تک
بہلتا تم نکیہ لو اقرار کرکے — نہ آیے گا نہ آیے گا زبان تک

زمانِ ہجر کی کیون آرزو ہو
کہ مرنا روز کا ہے امتحان تک

بس اب جینے مین ہے گھٹ گھٹ گئی نا
ہوائے گلستان تھی گلستان تک

تری باتون سے ناصح پک گیا دل
سُنے جایے کوئی کبتک کہان تک

یہ تم کیا سُن رہے ہو مونہہ سے بولو
یہ سب کیا کہہ رہے ہین مان سیوان تک

اونہین در پر قدم رکھنا ہے دشوار
ہجومِ سجدہ ریزی ہے یہان تک

بھلا باندھا تو ہے ہاتھونکو ناصح
اوڑا دو لگا قبا کی دھجیان تک

یہہ گل تو ایک دن کھلکر رہیگا
ظہیر آخر چھپوگے تم کہان تک

درد کو چاہیے تسکین دوا ہوتے تک
موت کو لاکہہ بہانے ہین شفا ہوتے تک

باز ہے اپنی حقیقت کیطرف چشم حباب
نگران صورتِ دریا ہے فنا ہوتے تک

کیا نہو جائینگے ہم ظلم و ستم کے عادی
چاہیے عمر اونہین مشق جفا ہوتے تک

نہ سہی وصل مگر وعدہ تو کر لو مونہہ سے
کیا جیے جائین گے ہم وعدہ وفا ہوتے تک

اللہ اللہ رہے نیرنگِ جمالِ جانان
نگہہ شوق رہی باز فنا ہوتے تک

مہندی ملتے ہو نہین خون شہیدان کا خیال
دیکھنا رنگِ جہان رنگِ حنا ہوتے تک

صبح ہم ہونگے نہ یہ رات نہ پروانہ و شمع
زندگی بزم کی ہے تم سے جدا ہوتے تک

دیکھہ اے شوق تماشا نہ جھپک جایو پلک
جلوۂ یار کہان چشم کے وا ہوتے تک

اوسکے کشتون کا اگر نام و نشان باقی ہے
روز لوحشر نیا روز جزا ہوتے تک

ایک ہین چشم بصیرت مین حباب و دریا
ہے دوئی عالم وحدت مین فنا ہوتے تک

مشکل آرام ہے بے ترک سر رنگ ظہیر
فکر رسوائی ہے انگشت نما ہوتے تک

ردیف کاف عجمی

عشق اور عشق شعلہ ورکی آگ — آگ اور اُلفتِ بشر کی آگ
شعلہ زن دل مین ہی جگر کی آگ — گھر مین اپنے لگی ہے گھر کی آگ
جسکو کہتے ہین برقِ عالم سوز — ہے وہ کافر تری نظر کی آگ
شوخیون نے تری زمانے مین — پھونک رکھی ہے شور و شر کی آگ
ہای رے تیری گرمیِ رفتار — خاک تک بھی ہے ہگذر کی آگ
لوشبِ وصل بھی تمام ہوئی — آسمان کو لگی سحر کی آگ
اور سوزِ جگر نے بھڑکائی — گریہ باری ہے چشمِ تر کی آگ
گرم جوشی تری معاذ اللہ — ہے بشر کے لیے سقر کی آگ
عشق کیا شے ہے حُسن ہی کیا چیز — کچھ ادھر کی ہے کچھ اودھر کی آگ
کیون نہین ان بتون مین سوز و گداز — سنگ مین ہے نہان شرر کی آگ
طور سینا بنا دیا دل کو — اُف رے کافر تری نظر کی آگ
لاکھ کے گھر کو خاک کرتی ہے — ہے بُری عشق کینہ ور کی آگ
جس سے روشن ہے وادیِ ایمن — ہو نہ ہو وہ تری نظر کی آگ
لب تک آتے ہین نالہ پُر سوز — اب خبر لے گی بام و در کی آگ
حُسن اور حُسن بھی شرارت خیز — آگ اور عشق فتنہ گر کی آگ
ہے بُری چیز عشقِ خانہ خراب — جا بجا ہے اسی شرر کی آگ

حق تعالےٰ بچائے اس سے ظہیر
قہر ہے اُلفتِ بشر کی آگ

ردیف لام

مین اور کنج غمکدہ اور نالہای دل
کس کو سناؤن دل کے سوا ماجرای دل

اچھا نہین ہے فاش ہو گر ماجرای دل
ای کاش دل ہی دل مین رہے ماجرای دل

ہوتا نہین ہے کوئی بری وقت مین شریک
گر کچھ بٹایے درد تو شاید بٹایے دل

ڈرتا ہون فرط غم سے نہ دل پاش پاش ہو
کرتا ہون دلکو تھام کے مین ہای ہای دل

شغل شب فراق یہی ہے کہ رات بھر
کہتا ہون دلکے سامنے مین ماجرای دل

منقار عندلیب سے شعلہ اوڑا کرین
یکبار دل کی ساتھ ہو گر ہم نوای دل

کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیو اسطے
کافی ہین بہر نوحہ گری نالہای دل

اچھا کیا جو تونے کیا اوستم شعار
شایان جرم عشق یہی ہے سزای دل

سن سن کے آہ کو مری رو بھی کہتے ہین
یارب یہ دخل اش ہے کسکی صدای دل

غیرون کے سینے پہنکے کلیجے نکل پڑین
شیون مین گر بلند ہو میری صدای دل

پیدا ہوے ہین درد و الم اپنے واسطے
غم آشنای جان ہے بلا آشنای دل

ہے شرح آرزو ہی مری قطع آرزو
برعکس مدعا ہے مرا مدعای دل

مرتے ہین درد مند کی مرنے پہ اہل سوز
پروانہ سوز و ساز مین ہے ہم نوای دل

کسکو غرض کہ دل کی مصیبت مین جی جلاے
اپنی خوشی کسی پہ اگر آیے آیے دل

دن رات مجھکو نالہ و افغان سے کام ہے
ہے لب پہ ای ای جگر ہای ہای دل

ای شمع لطف سوز درونی کچھ اور ہے
پروانہ عبث نہ آشنای دل

ہم اور راہ منزل تسلیم با نصیب
دیکھین گے دل کے ہاتھ سے کچھ کیا دل

تم اور وصل غیر ہے اور نغمہای شوق
مین اور سنگ و سینہ ہے اور نالہای دل

مرجاؤن ایکبار تو قصہ تمام ہو | ٹل جایے کاش جان جزین پر بلای دل
اس تنگنای دہر مین فرصت قلیل ہے | شرح جفای دوست لکھون یا وفای دل
آئی ہے بوی سوز سخن سے تری ظہیر | مضمون جانگداز ہین سب نالہای دل

ردیف میم

خود رفتہ ہین کسی کی ادا دانیون مین ہم | زندون مین کیا رہے کہ رہے فانیون مین ہم
اوجھے ہین کسکی زلف سے ناداونیون مین ہم | خود مبتلا ہین اپنی پریشانیون مین ہم
کیون بہگئے نہ اشک کی طغیانیون مین ہم | ڈوبے رہے ہے بہی تن آسانیون مین ہم
پہرتی ہین دل مین کس ستم آرا کی شوخیان | برق طپان مین شوق کی جولانیون مین ہم
تم محو دید آینہ آئینہ محو حسن | آئینہ سے بڑہے ہوے حیرانیون مین ہم
بستر تو کیا جہان سے نہ اوٹہے شب فراق | ایسے بہنسے ہوی ہین گرانجانیون مین ہم
خود رفتگی ہے ذوق تصور مین رات دن | کہویے گیے ہین اونکی نگہبانیون مین ہم
محو تصور رخ و شعر ہین تو ہین | حیرانیون مین تم ہو کہ حیرانیون مین ہم
وحشت مین کسکی پردہ دری کا خیال تہا | اوبہرے کبہی شوق کی جولانیون مین ہم

دل دیکے ای ظہیر کہین کے نہین رہے
ہین شہریون مین ہم نہ بیابانیون مین ہم

اوجہینگے کیا صبا سے ادب دانیون مین ہم | بڑہ کر ہین گیسوؤن سے پریشانیون مین ہم
کیا کیا ہین خوار اونکی نگہبانیون مین ہم | پونہچے کہان کہان نہین مہمانیون مین ہم
دیکہا مآل کار تماشای آینہ | حیرانیون مین تم ہو پریشانیون مین ہم
شکوہ نسے دہ خجل ہین تو ہم یاس وضع سے | اونسے کہین سوا ہین پشیمانیون مین ہم

دامن کشان ہے کسکی نزاکت شبِ وصال
اس اضطراب پر نہین جو لانیون مین ہم

انکھون سے دیکھتے ہین بد آموزیِ رقیب
گستاخ کیون ہوے تہی ادا دانیون مین ہم

طولِ شبِ فراق مساوات ہو گیا
کتنے بڑھے ہوے ہین گرانجانیون مین ہم

پائی کہین نجات نہ قیدِ حیات سے
آزاد ہو کے بھی رہے زندانیون مین ہم

اک اک سی انجمن مین حیرانی پڑی نگاہ
رہتے نہ کاش اونکی نگہبانیون مین ہم

زیرِ نگاہ بھی ہین نظر سے گرے ہوے
مہمانیون مین اور ہین قربانیون مین ہم

شہرت ہے اسی ظہیر ہمارے کلام کی
پہونچے ہین ہندیون سے صفاہانیون مین ہم

ہمنوائی کے لیے شیون مین ہم
دیکھتے دلکش نہین گلشن مین ہم

ہین تو کیا ہین اپنے پیراہن مین ہم
کیا سمائین دیدۂ دشمن مین ہم

گر بنا نا کوئی ہم سے سیکھ جائے
خار ہین چشم و دل دشمن مین ہم

جب ہوے دنبالہ رو مثلِ غبار
اوڑ گیے اک جنبشِ دامن مین ہم

اپنے آنکھون مین کھٹکتے آپ ہین
خار ہون کیا دیدۂ دشمن مین ہم

زندگانی ہو گیین ناکامیان
مر رہے ہین حسرتِ مردن مین ہم

جی بجھا جاتا ہے شامِ وصل مین
ہین چراغِ صبح کچھ دامن مین ہم

سحر سے بڑھ کر ہے افسونِ جنون
کھپ گیے اوس چشمِ جادو فن مین ہم

نعشِ دشمن پر وہ آئے اشکبار
نغمہ آمیزی کرین شیون مین ہم

جھانکنا کیسا وہین کے ہو رہے
مردمک ہین دیدۂ روزن مین ہم

ہوش سے پہلے کسی پر غش ہوے
گھر مین ہین یاد دے یمن مین ہم

ابتدا سے عشقبازی کھیل ہے
جان پر کھیلا کیے بچپن میں ہم

دیکھتے ہیں ہم تمہیں تم اور کو
آئینہ ہیں کیا کفِ دشمن میں ہم

کیا غم اگر قفس میں فصلِ گل
خاک اڑاتے جائیں کیوں گلشن میں ہم

ہم جہاں ہیں اوس سے کوسوں دور ہیں
ہیں مسافر کی طرح مسکن میں ہم

روشنی لیکر چراغِ طور کی
کسکو ڈھونڈھیں وادیِ ایمن میں ہم

ضد سے تم آتے نہیں تو ایکدن
مر رہیں گے کوچۂ دشمن میں ہم

نقشِ پائے غیر ہے یاں خضرِ راہ
ہیں تلاشِ جادۂ رہزن میں ہم

آتشِ گل سے بھڑکتے اور ہیں
گلکدہ میں ہیں کہ ہیں گلخن میں ہم

کیا بنا ہے طرزِ مومن ای ظہیر
طاق ہیں لاریب اپنے فن میں ہم

گیسو سے عنبری ہے صبا اور صبا سے ہم
مہکی ہوئی ہے آج ہوا اور ہوا سے ہم

رکھتی ہے دلمیں لاگ صبا اور صبا سے ہم
چلتی ہے ہمسے اوڑکے ہوا اور ہوا سے ہم

رکھتے ہیں دل میں بل خمِ ابروئے یار سے
کیا سر پہ کھیلتی ہے قضا اور قضا سے ہم

رہتی ہے اوس نگاہ فسونگر سے نوک جھوک
رکھتی ہے چھیڑ چھاڑ بلا اور بلا سے ہم

تھوڑا علاج دردِ دلِ زار کر چکے
مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

شوخی سے ایک جا تجھے دم بھر نہیں قرار
بیچین تجھ سے تیری ادا اور ادا سے ہم

بیزار تیری خو سے حیا اور حیا سے تو
وابستہ اپنے دم سے وفا اور وفا سے ہم

آرایشوں سے کشتنِ عاشق مراد ہے
ہوتی ہے پایمال حنا اور حنا سے ہم

جسے وصال میں بھی ہوے وہ بیحجاب
لپٹی رہی بدن سے ردا اور ردا سے ہم

آئی شبِ فراق نہ بالین کے متصل
بیزار کس قدر ہے قضا اور قضا سے ہم

کس کس کو ہے گلہ نہ تمہاری حجاب سے
تنگ آگئی ہے تم سے حیا اور حیا سے ہم

یارب مآل رنجش باہم بخیر ہو
بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی خفا اور خفا سے ہم

ہے تنگیِ دہن پہ تکلم بھی شیفتہ
ہے کامیاب لب سے صدا اور صدا سے ہم

یہہ سب ستم کیے ہیں تمہارے حجاب نے
چلتی ہے ہم سے بچ کے حیا اور حیا سے ہم

کس مونہہ سے ہاتھہ اوٹھائیں فلک کیطرف تلمیر
مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

کرتے ہیں کیسی شک کی باتیں صبا سے ہم
لڑتے ہیں ہجر یار میں چلتی ہوا سے ہم

ملتے ہیں اس جفا پہ جو اوس سے وفا سی ہم
مجبور ہو گیے ہیں دلِ مبتلا سے ہم

مایوس وصل یار کی ہوں کیوں دعا سی ہم
بندوں سے مانگتے ہیں نہ مانگیں خدا سی ہم

کس وجہ صاف دل ہیں کہ رشک رقیب سے
کرتے ہیں شکوہ اوس بتِ نا آشنا سے ہم

سُننی پڑی ہیں کو کہانی رقیب کی
کہنے گئے تھے حال دلِ اوس بوفا سے ہم

اُلفت ہے تم سے اور رقابت جہان سے
نا آشنائی محض ہیں ہر آشنا سے ہم

کن کن مصیبتوں سے بسر کی شبِ فراق
لڑتے ہیں ہجر یار میں کشتی قضا سی ہم

دیکھیں نہ بیٹھتے اوسے دشمن کی سو گہیں
مل جائیں کاش خاک میں یارب بلا سی ہم

دو چار شب تو صبح نہ ہونے دے ای فلک
لائے ہیں اونکو دام میں کس التجا سے ہم

بولو خدا کو مان کے بس ہو لیا حجاب
گھٹ گھٹ کے مر نہ جائیں تمہاری حیا سی ہم

دنیا میں گر وصال نہ ہوگا تو حشر میں
مانگینگے بدلے حور کے تمکو خدا سے ہم

کہتے ظہیر آج منادی وصال کی
باہر ہیں کچھہ نشاط میں اپنی قبا سی ہم

ردیف | ردیف النون | النوں

ستم وہ کس پہ کرتے ہین کنہی حق ستاتی ہین
اوسکو آزماتے ہین جسے اپنا بناتے ہین

اوٹھائی چشم ظاہر ہین نگاہ حق نگر دیکر
اوسے اعمےٰ بناتے ہین جسے جلوے دکھاتی ہین

یہ طاقت ہے یہ قدرت ہے اسی نا چیز مٹی کو
فلک سے جو نہین اوٹھتا اوہی انسان اوٹھاتی ہین

کوئی پائی تو کیا پائے نشان منزل مقصد
جسے خود رفتہ کرتے ہین اوسی رستہ بتاتی ہین

ستم سہتے ہین وہ جنپر نگاہ لطف ہوتی ہے
سر تسلیم تقتل مین وہی پہلے جھکاتے ہین

ہر اک جا جبہہ فرسا ہین کہین کی ہو رہین شاید
در دیر و حرم پر ہم مقدر آزماتے ہین

تماشے سی تماشی ہین نمایشگاہ حیرت مین
زبان پر کب وہ آتے ہین نظر مین کب سماتی ہین

اونہین دیکھے تو دیکھے اور کسکو دیکھ سکتا ہے
نگاہین جبمین لیتے ہین نظر جس سے ملاتی ہین

اونہین بدنظر ہو تو حجاب چشم و دل کسکے
وہ جلوے جب دکھاتی ہین تو سو پردے اوٹھاتی ہین

یگانون سے غرض اوسکو نہ بیگانون سی کچھ مطلب
کسی کو کانہین رکھتی وہ جب در پر بلاتے ہین

جدا گانہ مزہ ہے کچھ جراحت سے جراحت کا
دہان زخم سے بسمل تمہارے مسکراتے ہین

متاع درد و غم لی ہے بہت کچھ جان کھوکھو
حلاوت زندگانی کی ترے نجر پاتے ہین

تمہارے سوز الفت نے عجب الماس نرمی کی
جگر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کر پر اشک آنکھو نمین آتے ہین

غرض کیا دوست دشمن سے کہ ان نگہ نوازی سے
اسی در سی اوٹھاتی ہین اوسی گھر سے بلاتی ہین

وہ ہر جا رونق افزا ہین حرم کیسا کلیسا کیا
وہین ہے طور ایمن وہ جہان جلوہ دکھاتی ہین

ہماری سعی لاحاصل ہماری جستجو باطل
ادہر کچھ ہٹتے آتے ہین قدم جتنے بڑہاتی ہین

بلانا جسکو پاس اپنے اونہین منظور ہوتا ہے
اودہر سی لوگ اتے ہر اودہر سے دانٹ جاتی ہین

یہان غفلت شعاری ہے وہان آمرزگاری ہے
وہ ہمکو یاد کہتے ہین ہم اونکو بھول جاتی ہین

اسے دیکھیں اوسے دیکھیں اِدھر دیکھیں اُدھر دیکھیں — وہ سو سو بھیس مین چھپ چھپ کے اپنے کو کہاں ہین

تمہاری کشتگانِ ناز کو غسل و کفن کیسا — یہ تھوڑا ہے تڑپکر خاک بر خون مین نہاتی ہین

گوارا کب ہی کوئی دوست مین دشمن بھی سہتا ہے — برنگِ نقش باہم نقش ہستی کو مٹاتے ہین

تماشے کا تماشا ہے تحیر کا تحیر ہے — ہم اپنے کو نہین پاتے جب اونکو دیکھ پاتے ہین

بہت دن خاک اوڑائی زہد کی مسجد مین ہم تو — خدا کا نام لیکر جام مے مونہہ سے لگاتے ہین

بُرے کچھہ نظر رکھتے ہین یہ نذرِ خوباں کہ زاہد بے مے و شاہد یونہین ہو حق بھی جاتے ہین

اگر گوش و نظر ہو تو یہین دیکھو یہین سُن لو — یہ غنچے مسکراتے ہین یہ بلبل چہچہاتے ہین

ظہیر ایسے ہوے سرشار ہم جامِ محبت سے
شکستِ جام سے توبہ کے سو ٹکڑے اوڑاتے ہین

بر تر اس آستان سے کوئی آستان نہین — یہ سر زمین ہے وہ کہ جہان آسمان نہین

ٹوٹے ہین پای شوق تو کیون جایئے وان نہین — اس راہ مین تو جان سی جانستان نہین

تمسا تو راز حق کا کوئی رازدان نہین — تم واں جلیس ہو کہ فرشتہ جہان نہین

اوس آستان کی ناصیہ سائی محال ہے — قدسی نگاہبان ہین اگر پاسبان نہین

روح القدس بھی مزمہ پردازِ نعت ہین — کیونکر کہون کہ وہ مرے ہمداستان نہین

دروازہ بہشت پہ کیون ڈھونڈھنے گئے ہین — کیا قاسم بہشت کا یان آستان نہین

مجھہ سے بھی تو سوال کریںگے بھلا کبھی — بہر جواب کیا مرے مونہہ مین زبان نہین

رنجور دردِ ہجر ترا ہون نہ ہے نصیب — ناشادمان ہون وہ کہ کوئی شادمان نہین

سب قافلون کے قافلہ سالار ہین حضور — اس کاروان کے بعد کوئی کاروان نہین

اس قرب اختصاص پہ کہ [illegible] — واں تک رسا ہو تم کہ یہین ہی مکان نہین

یثرب کے دیکھو عیش مخلد جناب خضر — کچھہ تمکو لطف زندگیٔ جاودان نہین
اولٹا ہوا ہے روی دل آرا سے اب نقاب — اے بیخودانِ شوق کہان ہو کہان نہین
تم دل مین جلوہ گر ہو مگر یہہ خیال ہے — شایان جلوہ گاہ مکین یہہ مکان نہین
تمنے رہِ خدا مین کیے نذر نورِ عین — اس سے سوا جہان مین کوئی ارمغان نہین
مجھہ سے سیاہ کار کو مہمانیے بہشت — تم میزبان ہو وہ کہ کوئی میزبان نہین
حضرت کی نعتِ پاک لکھی بہی تو کیا لکھی — یہ تو بیانِ حق ہے ہمارا بیان نہین
مین اور ثنا طراز ترا ہون غلط غلط — یہ تو لسانِ غیب ہے میری زبان نہین
کیا کہہ رہے ہین یہ فتدلی کے رمز مے — الفت ہی وہ نہین کہ یہان ہو وہان نہین
اک حرف امتی مین سفینہ ہے وار پار — رحمت کے بحر ہین لبِ گوہر فشان نہین
اس خاکدان سے تا بسرِ پردۂ جلال — حضرت کی جلوہ گاہ کہان ہو کہان نہین
اسی شوق رہنما ہو کہ دنیا ہے ساتھہ ساتھہ — ہمراہ کیا مرے مری حسرت وان نہین

مولا بس اپنے پاس بُلا تو خلیلؔ کو
شایانِ درد ہجرِ دلِ ناتوان نہین

راحت پسند شعبدۂ دورِ زمان نہین — تم مہربان ہوے تو فلک مہربان نہین
خاطر مین کچھہ نشیب و فرازِ جہان نہین — اپنی زمین شعر مین ہی آسمان نہین
ادنی ستم ہی در خورِ ایثارِ جان نہین — ایسے پہ جان جاے تو ایسا زیان نہین
کس مونہہ سے یہ کہون کہ ترے شی خیال نہین — اتنا تو دشمنی مین نہین آسمان نہین
مشکل ہے اے فلک مری نالونکی روک تھام — تیری کی نوا نہین ہے جرس کی فغان نہین
بخت و سپہر و غیر ہین سب دشمنِ وصال — ہین آپ مہربان تو کوئی مہربان نہین
آتے مرے ادہین ہی سوال و جواب کے — قاصد کے مونہہ مین ہای ہماری زبان نہین

الحد رے تند خو تری نازک مزاجیان — دشمن کی شوخیان مرے دل پر گران نہین

وادیِ وفا مین غیر نے رکھے نہین قدم — کوچے مین اوسکے ایک بنی بت نشان نہین

مجھکو بھی ہو تو غیر سے ہین بدگمانیان — یہ کیا ہوا کہ تجھکو سر امتحان نہین

طعنون مین وصل غیر کے اب کچھ مزہ نہین — بے سود سب گلے ہین کہ تو سرگران نہین

افسوس دل ہی نے نہ دیا وقت بد مین ساتھ — قاصد کے ساتھ کیون مرے نالے روان نہین

ہو دشمنی تو کچھ گلہ دوستی کرون — مین دیکھتا ہون غیر بھی کچھ شادمان نہین

آزاد ہو کے دام سے جائین کہان اسیر — اتنے رہے ہین دور کہ یاد آشیان نہین

بیمہریِ فلک سے ہراسان ہی کیون ظہیر — کیا اتکا نے فضل خدای جہان نہین

حال آنکہ حال غیر کسی پر نہان نہین — اسکا علاج کیا ہے کہ تم بدگمان نہین

تم شوخیون سے وان ہو جہان کا گمان نہین — مین بدگمانیون سے جہان ہون وہان نہین

باور نہین کہ حال عدو کچھ نہان نہین — آخر تو راز دان بھی کوئی غیب دان نہین

ہوتی ہے قدر نعمت راحت بقدر رنج — الفت مین لطف کیا ہے اگر امتحان نہین

مجھسے ہی کیون نہ پوچھیے میری برائیان — مجھسے سوا تو غیر مرا راز دان نہین

ہم بھی خلاف وضع گوارا کرین اگر — کچھ ہم مین اور غیر مین تشخیص وان نہین

پیش رقیب حال ہمارا نہ پوچھنا — دیکھو ہمارے بس مین ہماری زبان نہین

ہم کیون کہین کہ بزم مین شامل ہین کیون رقیب — جب ہم نہین ہماری طرف سے جہان نہین

کچھ ناگوار خاطر دشمن نہین ہے اب — ہم کیا سبک ہوے کہ سخن تک گران نہین

سنتے اوسی کو چپٹے گے کچھ بڑا بھلا — کمبخت زود رنج بھی تو راز دان نہین

اونکے گلے فلک کی شکایت عدو کی رشک — ایک ہم نہین تو کچھ بھی نزاع جہان نہین

اندازہ غرور و ستم ہے بقدر شوق — یان وا ہوے نہین ہین تو وان شوخیان نہین

ہین شک آفرین ترے قصے کہانیان
پنہان ہے تو مگر تیری شوخی نہان نہین

اک حرف سخت تک کا تحمل محال ہے
اتنی بھی ابتو ضعف سے تاب و توان نہین

خالی نہین صلاح سے بے التفاتیان
اغماض کہہ رہا ہے کہ نامہربان نہین

وصل دوام پر بھی رہا غیر شکوہ سنج
حسب مراد کوئی مگر کامران نہین

سو بار سن چکا ہون فسکایت مین گر حور
پھر تم کہو گے مجھ سے کہ مین بدگمان نہین

عاشق نہ کر شکیب نہ غماز راز دان
جب تم ہی پردہ در ہو تو پھر کچھ نہان نہین

کیا کچھ نہین ہے اس لب جاں بخش مین ولے
اک وعدۂ وصال یہ مونہہ مین زبان نہین

ناکامیِ فراق نے ایسے مزے دیے
اب مژدۂ وصال سے دل شادمان نہین

جاتے ہو بزم غیر مین کتنے سبک خرام
رستے مین دیکھنے کو قدم کا نشان نہین

دیتا ہے کیسے شک کے الزام بند گو
کمبخت جانتا ہے کہ یہ بدگمان نہین

اوس بدگمان سے چشم وفا ہے ظہیر کو
جس کو یقین وفا کا پس امتحان نہین

فتنہ گر لطف کے پردے مین جفا کرتے ہین
کہ تغافل نہین کرتے ہین حیا کرتے ہین

لوگ کیون درد محبت کی دوا کرتے ہین
مرنیوالے بھی کہین مر کے جیا کرتے ہین

شکوہ بیجا سے کچھ شرمسوا کرتے ہین
وہ جفاؤن کی تلافی بھی جفا کرتے ہین

مجھ سے بیمہری دشمن کے گلے ہین اونکو
واہ کس لطف کے پردے مین جفا کرتے ہین

مین وہ بیدادی خوش ہون کہ عنایت سے رقیب
وہ جفا سے یہ پشیمان کہ وفا کرتے ہین

ہے تری بزم سے کتنا مجھے اوٹھنا دشوار
کہ اوٹھانے کو مری حشر اوٹھا کرتے ہین

حال اس حال کو پہونچا ہے کہ اب خوش ہوکر
مدعی بھی مرے جینے کی دعا کرتے ہین

تازنین ہو تہین کب کشتن عاشق کا دماغ
جو ستم تجھسے ہو نازوادا کرتے ہین

صبر بنکر کہین بیٹھے کہین ارمان بنکر
کب ترے ناوک دلدوز خطا کرتے ہین

وہ تصور مین بھی آتے ہین عدو کی ہمراہ
بدگمانی کیطرح دل مین پھرا کرتے ہین

پھرتے رہتے مین جو دلمین تری قدر کہ فتنے
اپنی تعظیم کو ہم آپ اوٹھا کرتے ہین

لوگ کہتے ہین کہ ہے شیوا بیان کوئی خوب
ہمنے دیکھا تو نہین نام سُنا کرتے ہین

رنگ رُخ داغ جگر ہے کہ دکھا بھی نہ سکون
مجھہ سے چھپتے ہین وہ اتنا کہ چھپا بھی نہ سکون

دل کو آزار لگا وہ کہ چھپا بھی نہ سکون
پردہ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون

مدعا سامنے اونکے نہین آتا لب تک
بات بھی کیا غم دل ہے کہ سنا بھی نہ سکون

زخم کیا تیغ زبان کے ہی ہین تلوار کے گھاؤ
دل پہ وہ زخم لگاتے ہو کہ کھا بھی نہ سکون

بے جگہہ آنکھہ لڑی دیکھیے کیا ہوتا ہے
آپ جا بھی نہ سکون اون کو بلا بھی نہ سکون

پیشتر زخم سے ہو کاوش ناخن کا علاج
چارہ گر ہاتھہ اوڑا دے کہ لگا بھی نہ سکون

غیر بھی ساتھہ تمہارے ہین نظر مین پھرتے
رشک ہے یاد تمہاری کہ بھلا بھی نہ سکون

دل پہ کچھہ ایسی بنی ہے نہین بنتی کچھہ بھی
سر پہ وہ آن پڑی ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون

وہ دم نزع مرے بہر عیادت آئے
حال کب پوچھتے ہین جبکہ سُنا بھی نہ سکون

نشتر غم تو نہین دل مین عدو کے طعنے
یاد ہین یاد تمہاری کہ بھلا بھی نہ سکون

کاش آجایے مجھے موت کہ جھگڑا ہی مٹے
تم بُلا بھی نہ سکو اور مین آ بھی نہ سکون

ناصحو فرض کیا واں ہے رسائی دشوار
کیا مرے ہاتھہ مین دل بھی کہ لگا بھی نہ سکون

کچھہ مزہ تھا غم پنہان مین سو وہ بھی ہا
زہر ہے زہر غم رشک کہ کھا بھی نہ سکون

دو قدم کے لیے ای ضعف ذرا تو نہ توڑ
سر نہین ہے سر زانو کہ اوٹھا بھی نہ سکون

یاس مطلب کی زبان تک نہین آنے دیتی
درد کیا شکوہ ہے اور لگا کہ سنا بھی نہ سکون

زندگی بھی شب ہجران ہے کہ کٹتی ہی نہین
موت ہے کیا ترا آنا کہ بُلا بھی نہ سکون

آپ کیا چشم عدو ہین کہ نہ دیکھین مجھہ کو
مین مگر اپنی تمنا ہون کہ آ بھی نہ سکون

دم ہے آنکھون مین اسے خلق کی مین لاؤن کیونکر — کب وہ آئے کہ نہین، تہ لگا بھی نسکون
مجھ کو خالم تری بے حوصلگی نے مارا — زخم کچھ در نہین ہے کہ دکھا بھی نسکون

شرم عصیان نے جھکایا مری گردن کو ظہیر — بوجھ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹھا بھی نسکون

دل ہی کہین لگائی کیون دم پہ بنی بنائی کیون — تاب ستم گر نہو شکوہ زبان پہ لائی کیون
لب پہ شکایت آئی کیون جان کسی پہ جائی کیون — اپنی یہ اپنا بس نہین اور کے سر لگائے کیون
دشمن جان اداسہی نازنین جفا سہی — ہم ہی نہون جو باوفا کوئی نہین ستائی کیون
حسن نہین بلا تو ہے عشق نہین قضا تو ہے — جان پہ جب آبنی سر پہ ستم اوٹھائی کیون
پردہ سہی خود نمائیان خلق سے لن ترانیان — سامنے آنہ جایئے کیون شوق کوئی بڑہائی کیون
مجھ کو گمان بد سہی ہان وہ خرام ناز ہے — گھر سے قدم بڑہائیے کیون حشر کوئی اوٹھائی کیون
پھر تو کہو یہ کیا کہا سچ ہے کہ مین ہون بیوفا — شرم ہو گر نگاہ مین شرم سے مونہہ چھپائی کیون
حسن و ادای آدمی حور نہین پری نہین — تم ہی کہو کہ پھر کہین دل ہی تو ہی نہ آئی کیون
لطف وصال اور ہم خواب ہی یا خیال ہے — اپنے پہ آپ وسوسہ شک مجھی نہ آئی کیون
راز کہلا حجاب سے پردہ اوٹھا نقاب سے — جسکو خدا نہ شرم دے شرم سی مونہہ چھپائی کیون

تم سے ستم کا کیا گلہ اور نہین ہین پر جفا — چین ہو گر نصیب مین کوئی ہمین بنائی کیون
کاوش زخم دلکشا تلخی مرگ جانفزا — درد مین گر نہو مزہ زخم پہ زخم کہائے کیون
یہ تو شب وصال ہے ہائے کہ خیال ہے — مین ہی کوئی رقیب ہون آپکو شرم آئی کیون
طرز سخن مین ہے سخن تیغ نہین سنان نہین — تاب جواب گر نہو کوئی ہمین سنائے کیون
ای وہ بیان حال غیر وصف نہین گلہ سہی — ہم مین کہان کے رازدان کوئی ہمین بنائی کیون
سمجھے ہوی ہین آپ کو ہم ہی کچھ اپنے غم مین — اوسکو کہان کی دوستی او ہمین بلائے کیون
ضد مین ملے جو غیر سے اوسکو وفا سے بحث کیا — ہو جو مجھی سے دشمنی غیر کو آزمائے کیون

مجھ کو سرِ گلہ نہ تھا ذکر گذشتہ کیون کیا | پاسِ زبان جسے نہو بات زبان پہ لائے کیون

واہ یہ کسرِ عزو شان اور ظہیر باصفات | جسکو ہو پاسِ آبرو بزم مین اوسکی جائے کیون

زاہد نہین ہون رند قدح خوار بھی نہین | مل جایے صفت کی تو مجھ انکار بھی نہین

تقوےٰ اگر نہین ہے تو اظہار بھی نہین | زاہد تری طرح سے ریاکار بھی نہین

سو بات کا جواب ہے واں ایک خامشی | انکار گر نہین ہے تو اقرار بھی نہین

کیا کیا ہین خار و خشت تہیہ کیے ہوے | دستِ جنون سے جسم پہ یاں تار بھی نہین

واعظ عبا مری جو مئے آلودہ ہے تو ہو | آخر کسیکا جبہ و دستار بھی نہین

ہے بیخودی مری مرے ایمان کی رہبر | کافر ہون وہ کہ دوش پہ زنار بھی نہین

آتا ہے گر تو شوق سے آجاؤ بی حجاب | آخر تو دل ہے کوچہ و بازار بھی نہین

ناصح کو اپنی فکر گریبان ضرور ہے | یاں جیب و آستین مین رہا تار بھی نہین

اللہ رے بیکسی مرے بالین کے تصل | وہ کیا نہین کہ سایۂ دیوار بھی نہین

یاں دشمنی مین بحث ہے دلجوئی ایک سو | یعنی مرے وہ درپے آزار بھی نہین

چاکِ دلِ حزین کو سیئے خاکہ چارہ گر | تن پر مرے کفن کے لیے تار بھی نہین

ضد ہے اگر وفا سے تو اچھا جفا سہی | دلدار کیا کہ تم تو دلآزار بھی نہین

ابتک بھی آنکھون مین وہی بدگمانیان | یاں شکوہ کیا کہ طاقتِ گفتار بھی نہین

اچھی کہی کہ طور کہان اور ہم کہان | موسیٰ نہین کہ جلوۂ دیدار بھی نہین

نالون سے اوعای جگر دار ہے رقیب | ایسے تو آپ کے در و دیوار بھی نہین

کیا کیا سبک کیا دلِ بیتاب نے مجھے | اتنا تو بارِ خاطرِ اغیار بھی نہین

ہرچند تمسے قطع تعلق بعید ہے | کیا سر کے واسطے مری تلوار بھی نہین

مین مشربِ ریا سے بہت دور ہون ظہیر | تسبیح گر نہین ہے تو زنار بھی نہین

تہی تاب ستم کی جو مری جان مین نہین | غیر کا ہاتھ تمہارے تو گریبان مین نہین

لذتِ جوشِ جنوں کچھ تن عریاں میں نہیں
خار دامان میں نہیں جاکِ گریباں میں نہیں

ہمسے ناکام تمنا نہیں دوراں میں نہیں
گل تو گل خار بھی اوسکے مژگاں میں نہیں

چین جو اجمیر میں ہے پہلوِ جاناں میں نہیں
کہ نہیں صبح کا دھڑکا شبِ ہجراں میں نہیں

بل ہیں وہ بل ترے دلمیں کہ عیاذاً باللہ
خمِ ابرو میں نہیں کاکلِ پیچاں میں نہیں

یا خدا اور بھی عمرِ شبِ ہجراں ہو دراز
بیم اندوہِ سحر کچھ دلِ نالاں میں نہیں

اشک بن بن کے دلِ خون شدہ نکلا شاید
اسکے پہلو میں نہیں آپ کے پیکاں میں نہیں

اوس جفاجو کے لیے صلح کہاں سے لاؤں
دل پر کیں میں نہیں نرگسِ فتاں میں نہیں

مدعا یہہ ہے کہ اسکو بھی سنایے جائیں
چیز کچھ اسکے سوا کاوشِ پنہاں میں نہیں

چشمِ دربان کے لیے خواب کہاں سے لاؤں
نیند کا ذکر ہی اپنی شبِ ہجراں میں نہیں

دل نے چھوڑی نہیں دشمن کیلیے کوئی خلش
نوکِ مژگاں میں نہیں آپ کے پیکاں میں نہیں

جو نہ دیکھا ہو وہ آئینہ دل میں دیکھو
کون سی شے ہے جو اس منزلِ ویراں میں نہیں

رخنہ گر ہیں مرے سینہ میں عدد کی چھیڑیں
دل میں وہ تیر لگے جو تری مژگاں میں نہیں

چشمِ بیدار جو دونوں کو ملی تھی تو کیوں
بختِ خوابیدہ مرا قسمتِ دربان میں نہیں

جنس وہ ہوں کہ جو آنکھوں سے گرا ہوں سستے
قطرۂ اشک ہوں اور دامنِ مژگاں میں نہیں

دل کے ٹکڑے چلے آتے ہیں کہنچو تیر کے ساتھ
پھر کہو گے کہ کشش ناوکِ مژگاں میں نہیں

نہ نبھیگی نہ نبھیگی کہ کہیں رنگ وفا
غیر کے دل میں نہیں آپکے پیماں میں نہیں

منظر نوات بھی اصنام کو سمجھے ہو مظہر
اور کہتے ہو خلل پھر مرے ایماں میں نہیں

حال دل میں نہیں اور دل تن بیجان میں نہیں
تم نہیں پاس تو کچھ بھی شبِ ہجراں میں نہیں

جو تماشا مری دل میں ہے گلستاں میں نہیں
پھول جو اپنی نظر میں ہے وہ داماں میں نہیں

کوئی ایسی ہی خلش ہے جو رگِ جاں میں نہیں
ایک کانٹا بھی کھٹکنے کو بیاباں میں نہیں

گریہ کسطرح سے کہ دون مری تقصیر نہیں
خاک تک ڈالنے کو چشمِ نگہباں میں نہیں

دل و جاں کچھ بھی نہیں تم جو دل و جاں میں نہیں
پھول گلدان میں نہیں شمع شبستاں میں نہیں

لطف ہے لطف کہ یکجا ہین پریشان کتنے
کون سا عیش ہے جو خانۂ زندان مین نہین

جو کرشمے کہ تری نرگس فتان دکھائے
ایسے چلتے ہوے فتنے نہین دورانمین نہین

نہ ملا کچھہ ملا لطف جگر کاوی کا
ایک بھی ریزۂ الماس نمکدان مین نہین

ہے وہ عاشق کے لب زخم جگر مین موجود
جو تبسم کہ تمہارے لب خندان مین نہین

ہین تو کیا خاک مین ہم ہیچ ہی سب بود و نمود
آپ پہلو مین نہین جان تن بیجان مین نہین

ہے مرا فکر اسیری اوسے ہون جسکا اسیر
مجکو زندان مین ہے جو چمن گلستان مین نہین

جانتا ہون کہ ہنسی ہے تری بخش آمیز
نیش نشتر ہے تبسم لب خندان مین نہین

آئین اب شوق سے ناصح کہ نہین کچھہ بھی گلا
دیکھہ لین تار کفن کو بھی گریبان مین نہین

اک نہین ہے تو تسلی دل عاشق کے لیے
یون تو کیا کچھہ ترے لعل لب خندان مین نہین

ملتے جلتے ہین ترے گیسو برہم مجھہ سے
فرق اتنا ہے تو مرے حال پریشان مین نہین

بس یہی ہے کہ پشیمان ہو پشیمان مجھہ سا
اور کچھہ غیر کو حاصل مری نقصان مین نہین

وای تقدیر ترے بند قبا مین پڑ جائے
وہ گرہ جو کہ ترے کاکل پیچان مین نہین

ہٹ گئی غیر کی جانب نگہ رخنہ گذار
ورنہ کیون لذت کاوش تری پیکان مین نہین

بیوفائی تری خو مین ہے زبان مین لغزش
بے ثباتی تری پیمان مین تری ہان مین نہین

زندگی اور ترے ہجر کے اندوہ و ملال
ہون مین اسطرح کہ ہو نامرا امکان مین نہین

آج کل ہند مین ہے بلبل شیراز ظہیر
دہوم کیا اوسکی فصیحان صفاہان مین نہین

یہ اک دل ہے ہماری پاس کیا کیا اسکو کہتے ہین
برہمن بتکدہ راہب کلیسا اسکو کہتے ہین

بنے ہمرنگ دنیا اہل دنیا اسکو کہتے ہین
رہے دنیا مین نادان بنکو دانا اسکو کہتے ہین

عدو کی حسرتین بنکر ترے کوچے سے ہم نکلے — مرادین دلکی برآئین تمنا اسکو کہتے ہین
کہے جاؤن سنے جاؤ حیا تمکو نہ کچھہ مجھکو — تجاہل اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین
گلے مل مل کے عاشق سے جلادو حسرتِ دو — زبانِ خلق سے نکلے مسیحا اسکو کہتے ہین
بھلی لگتی ہے کچھہ جبکو تمہاری کج ادائی بھی — بُرے ہوکر بھی تم اچھے ہو ہوا اسکو کہتے ہین
بشر کی مرگ و پیدایش کے بھی دن ہین معین ہین — مگر اہلِ فنا امروز و فردا اسکو کہتے ہین
وہ آئینہ کو تکتے ہین وہ نہین تصویر آئینہ — تحیر اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین
پڑے ہین حسن کے پرتو جو کچھہ سینے مین عاشق کے — تجلی اسکو اور برق تجلی اسکو کہتے ہین

ظہیر او ٹھو ذرا ہشیار ہو کس نیند سوتے ہو
نہین یہ جاے خوابیدن کہ دنیا اسکو کہتے ہین

وفا شیوہ جانسپاری نہین — ہمین زندگی اپنی بھاری نہین
ستم پیشگی ہرزہ کاری نہین — نہ کہنا کہ اُلفت تمہاری نہین
چمن کیا فلک تک اڑا دی ہمین — دمِ سرد باد بہاری نہین
وہان یاس و حرمان سے کام آپڑا — پذیرائی آہ و زاری نہین
مجھے بس ہے اے شیخ تردامنی — نہین لاف پرہیزگاری نہین
رہے غیر بھی اونسے ناکام وصل — بس اب لطف امیدواری نہین
ہمین اپنے گریہ سے نادم ہوے — تمہین غیر سے شرمساری نہین
خلش گر رہے دل مین خارِ الم — ہمین ذوق امیدواری نہین
لگا ہون نی کیا دلمین گھر کرلیا — کہ پہلی سی اب بیقراری نہین
بھلا تم تو اپنی ہنسی روک لو — مرے بس مین تو اشکباری نہین

گرانجانیون کے ہین دن کاٹنے
یہ کچھہ نزع کی دم شماری نہین

گلی سے تمہاری اوٹھا لیجیے
مری نعش غیرون پہ بھاری نہین

مرا جذبِ دل ہے تغافل اثر
نگہہ کا کوئی زخم کاری نہین

تمہین اس کدورت پہ اتنا غرور
مجھے نازشِ خاکساری نہین

گلے لب پہ آتے ہین بیساختہ
یہ باتین مری اختیاری نہین

جہیا نے لگا مونہہ وہ پردہ نشین
بس اب کچھہ ہمین پردہ داری نہین

دلِ مضطرب نذرِ کاہش ہوا
وہ اگلی سی اب بیقراری نہین

نگاہین محبت کی خونریز ہین
تری دوستی دوستداری نہین

ستم ہو کہ شوخی ہو یا ناز ہو
تری کون سی بات پیاری نہین

ظہیر ایک کافر پہ مائل ہوے
بس اب طاقتِ دینداری نہین

داغ ہون وہ دہون حسرت ہون تمنا ہونمین
ہون مین جس رنگ مین اوس رنگ مین ہونمین

کب کسی اور کی آنکھونمین سماتا ہون مین
اپنے دلمین بہی ہون تو داغ تمنا ہونمین

سر پہ آتی ہے شبِ ہجر قیامت کرتی
اے اجل تو ہی چلی آ کہ اکیلا ہون مین

وہ نہ آئین تو نہ آئین یہ نہ ہوگا مجھہ سے
ایک شب کے لیے ممنونِ قضا کا ہونمین

کچھہ شبِ قبر سے بدتر ہے عذابِ ہجراں
زندہ در گور رہون مرتا ہون جیتا ہونمین

سو بھلائی کی بھلائی ہے برائی سے برائی
لاکھہ اچھون کا ہون اچھا کہ تمہارا ہونمین

کل تو آیے تھے ظہیر آپ خدا کے گھر مین
آج کہتے ہو کہ پھر دیر کو جاتا ہون مین

تعلق سے وارستہ انسان نہین
گلوگیر کسکا گریبان نہین

کسے دل لگانے کا ارمان نہین
مگر عاشقی کار طفلان نہین

بہت دور پہنچا ہے دست جنون
گریبان ہے دامان جو دامان نہین

جدا ہے زمانے سے اقلیم عشق
جہان پرستش کفر و ایمان نہین

ترا گرم ہے جب سے بازار حسن
کہین شہرہ ماہ کنعان نہین

فلک کو پسند آئے یہہ تفرقے
ملے کوئی انسان سے انسان نہین

تہین تم ہو دل مین تمہارے سوا
کوئی میزبان کوئی مہمان نہین

خدا کی خدائی مین سب چیز ہے
مگر داد خون شہیدان نہین

نہین کون سا درد درمان پذیر
مزار و محتاج درمان نہین

کرو چاک سینہ ٹٹولو جگر
بجز حسرت و یاس و حرمان نہین

ہزار آفرین تیری جرأت کو دل
پریشان ہے جتنا پشیمان نہین

کروں سر فدا ہی رہ دوستان
مگر لذت سنگ طفلان نہین

مری تیرہ بختی نے مارا مجھے
خطا وار وہ زلف پیچان نہین

کہان ہم ظہیر اور مشق غزل
جز یہ ہی داغ سخندان نہین

نہان جب دل مین حسن و عشق کی آشنا ہوتی ہین
نگہہ سے پردہ پردہ جلوہ دیدار ہوتی ہین

کسی کی خاطر نازک پہ کیا کچھہ بار ہوتی ہین
ہمارے مدعا سہل ہی دشوار ہوتے ہین

یہ شوخی ہے کہ ہر ہر بات پر انکار ہوتی ہین
مگر انکار کے پردے مین کچھہ اقرار ہوتی ہین

یہ عذر بیدادی کیون دم گفتار ہوتی ہین
کہ پیدا مطلب عاشق کی اب اقرار ہوتی ہین

تبسم ریز کچھہ کچھہ لعل گوہر بار ہوتے ہین
کرشمے کیا نگہ سے جانب اغیار ہوتی ہین

وفاے عہد پر کس مونہہ سے اب انکار ہوتی ہین
لب راحت فزا اب کیون جراحت بار ہوتی ہین

غضب کچھہ انقلاب کافر و دیندار ہوتی ہین
یہ کیسے شعبدے اے نرگس میخوار ہوتے ہین

تلون کا تلون ہے شرارت کی شرارت ہے
ابھی انکار ہوتے ہین ابھی اقرار ہوتی ہین

بنے ہین مدعاے دل خدنگ دلنشین اوسکے
کہ دل ہی دل مین کچھہ گویا لب سوفار ہوتی ہین

کوئی انداز پر مرتا کوئی ٹھوکر سے جیتا ہے
یہ کیسی ہر قدم ہنگامۂ رفتار ہوتے ہین

ستم ہوتی ہین کیا کیا لطف کی بیدادبین دشمن پر
نگہہ کے تیر چلتے ہین ادا کے وار ہوتی ہین

وصال اوسنے اگر ہوتا تو در دہجر کیون ہوتا
برا انجام ہو جسکا برے آثار ہوتے ہین

ترے رنجور الفت ہون نہی درد و ندامت
مسیحا پر بھی ناز صاحب آزار ہوتے ہین

دم رفتار تم چلتے ہو خود تلوار بن بنکر
ادھر مجروح ہوتے ہین ادھر افگار ہوتی ہین

نگہہ سے تا نگہہ حائل حیا کا لاکھہ پردے ہین
وہ پیش چشم ہی آکر پس دیوار ہوتے ہین

جفا کو ناز سمجھے ہو کہ اتنا مونہہ چھپاتی ہو
ستم بھی کیا تمھاری جلوہ دیدار ہوتی ہین

نگہہ سے بر نگہہ انداز مین دلکش نکلتی ہے
ستم پر کیا ستم ای نرگس میخوار ہوتی ہین

ترا تمکین سے کہنچنا وقت کشتن ذبح کرتا ہے
ترے انداز بھی کافر مگر تلوار ہوتے ہین

کسی کی جلوہ فرمائی سے کیا کیا رشک آتا ہے
رقیب چشم عاشق روزن دیوار ہوتی ہین

ستمگار و نکی دلجوئی سبھی عیار و نکی گھاتین ہین
یہ کسکے دوست بنتی ہین یہ کسکے یار ہوتی ہین

نقاب اوٹھی تو کیا دیکھین نہ اوٹھی تو نہان کیا ہے
حجاب چشم انوار رخ دلدار ہوتے ہین

اگر ہے دشمنی کچھہ حلقۂ آغوش سے ان کو
یہ کافر کیون ہم آغوش خم زنار ہوتے ہین

وہ آخر ٹوٹ جاتی ہین تمھارے عہد بن بنکر
مرے جیب و گریبان مین جو باقی تار ہوتی ہین

قیامت مین بھی کیا بجلی گریگی بے نصیبون پر
یہان ایک ایک سے جو وعدہ دیدار ہوتے ہین

عجب کیا ہی اگر مرقد مین تیرا ور نہین مرتے
کہ اکثر کارہای سہل بھی دشوار ہوتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا چلکر کرامات مغان دیکھو
کہ رندان قدح کش محرم اسرار ہوتے ہین

خاک مین وہ مری ہستی کو ملا دیتے ہین
جیتے جی دل کی کدورت مین بڑا دیتے ہین

اونکے آنی کی جو احباب سنا دیتے ہین
ہم تری جان کو اسی چرخ دعا دیتے ہین

تلخ شکوہی لب شیرین سے مزہ دیتے ہین
گھولکر شہد مین وہ زہر پلا دیتے ہین

مژدۂ وصل کے بدلے مجھی ہر شب احباب
شام سے سورۂ یسین سنا دیتے ہین

یون تو ہوتے ہین محبت مین جنون کے آثار
اور کچھہ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہین

اوس پریوش سے ملا دو مجھی اے حضرت شیخ
آپ تو حور کو انسان سے ملا دیتے ہین

قہر و بیداد پہ ہین شکر و دعا کے خواہان
داد فریاد کی کیا اہل جفا دیتے ہین

عرض مطلب نہ سہی وجہ خموشی ہی سہی
کچھہ نہ کچھہ وہ مجھے الزام لگا دیتے ہین

کیا غضب ہے گلہ غیر کرون یا نکرون
وہ تو پہلے ہی ادہر کان لگا دیتے ہین

اونکو ہوتا ہے جو محفل سے اوٹھانا منظور
مدعی کو مرے پہلو مین بٹہا دیتے ہین

کیا ہی خوش ہون کہ عدو پر ہی دل آیا اونکا
جسپہ مٹتے ہین وہ دنیا سے مٹا دیتے ہین

اپنے انداز کی پڑہ دونہ غزل کوئی ظہیر
سب کو اس رنگ کے اشعار مزا دیتے ہین

بیمزہ ہوکے کچھہ ایسی وہ سنا دیتے ہین
کہتے کہتے مجھے مطلب کی بھلا دیتے ہین

اشک آنکھون سے بہا کر وہ دکہا دیتے ہین
اس طرح غیر کو نظرون سے گرا دیتے ہین

دل کسی کو جو کہین اہل وفا دیتے ہین
مجھپہ تہمت مرے ہمراز لگا دیتے ہین

پہ تو مانا کہ وہ بدخو ہے دل آزار بہی ہے
اور کچہہ حضرت ناصح بہی بنا دیتے ہین

شادمان ہون کہ وفا غیر کی قسمت نہین
حوصلے وہ تو ستم کرکے بڑہا دیتے ہین

نامہ بر ہے نہ پیامی نہ کبوتر نہ صبا
اوسکے پیکان مجھے پیغام قضا دیتے ہین

غیر اور گریہ سے ناخوش ہون مقدر اپنا
ہم تو وہ شخص ہین روتون کو ہنسا دیتے ہین

غم دیا درد دیا نالہ جانکاہ دیا
اور کیا اسکے سوا شوخ ادا دیتے ہین

کچہہ وہی عاشق مضطر پہ ستم کرتے ہین
سب حسینون کو جو انداز وادا دیتے ہین

بخت خفتہ کبہی نہ جاگے تو نہ جاگے اپنا
وہ تو سوتے ہوئے فتنون کو جگا دیتے ہین

چشم حق بین سے حسینون کو نظر کر زاہد
یہ وہ بندے ہین خدا سے جو ملا دیتے ہین

شعلہ رویون کی محبت سے بچائے اللہ
یہ وہ کافر ہین کہ جنتون کو جلا دیتے ہین

نالہاے دل اغیار کے صدقے جاؤن
تمسے بیرحم کو سینے سے لگا دیتے ہین

اے ظہیر اونسے کہون حال تو کیا خاک کہون
وہ مری بات کو باتون مین اوڑا دیتے ہین

وہ تشفی سے سوا آگ لگا دیتے ہین
آتش شوق کو کچہہ اور بڑہا دیتے ہین

کوستے وہ ہمین ہم اونکو دعا دیتے ہین
ہم تو کیا دیتے ہین اور وہ ہمین کیا دیتے ہین

وہ جو گہبرا کے کبہی پردہ اوٹہا دیتے ہین
مجھکو جلوون کیطرح در پہ گرا دیتے ہین

وای قسمت وہ شب وعدہ اگر ہون بیدار
یا ہی قاصد کو مرے بخت سلا دیتے ہین

نامہ کیسا کہ وہ پیغام زبانی سنکر
ٹکڑے ٹکڑے مرے قاصد کو اڑا دیتے ہین

تم تو سہواً بہی مجھے یاد نہین کرتے ہو
غیر کہہ کہکے برا یاد دلا دیتے ہین

پردہ اوسٹھے کہ نہ اوسٹھے مگر اے پردہ نشین
آج ہم رستہ تکلف کو اوٹھا دیتے ہین

آدمی ہو کوئی تم راز محبت تو نہین
کہ تمہین محرم اسرار چھپا دیتے ہین

بات تک مونہہ سے نکلتی نہین اوس گشتی کی
سرمہ گین چشم سے وہ جسکو لٹا دیتے ہین

یاد ہین جور قیامت کے پرنیا دون کو
دل کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑون کو ملا دیتے ہین

آتے جاتے نہین کیجئے پیامی اون تک
جھوٹے سچے یونہین پیغام سنا دیتے ہین

اوای تقدیر کہ وہ خط مجھے لکھہ لکھہ کر ظہیر
میری تقدیر کے لکھے کو مٹا دیتے ہین

ہے زندگی یہی ہجر کہ آتی قضا نہین
یا وعدۂ وصال کہ ہوتا وفا نہین

گو اوسنے خدا سے وعدۂ دشمن وفا کیا
بدخو سہی وہ شوخ مگر بیوفا نہین

آتے نہ دو پند گو کو یہی مشغلہ سہی
مدت سے ذکر دوست بھی ہمنے سنا نہین

اک چپٹہ وصل مین ہی تانیکے واسطے
عذر جفا سے ترک جفا مدعا نہین

آخر ظہیر کیسے جیے ہجر یار مین
کہتے تھے تم تو زیست کا دم بھر نہین

وہ مہمان ہین آج دشمن کے گھر مین
قیامت کی سامان ہین اپنی نظر مین

نہ تھہتا ہو جو شوخیون سے نظر مین
ستم ہے رہے جا کے دشمن کے گھر مین

مرے قتل پر آپ کیا باندھتے ہین
گمان کے سوا کیا دھرا ہی کمر مین

تمہین دو قدم چل کے جھگڑا مٹا دو
بہت منکر حشر ہین رہگزر مین

سکتہ ہون خط کے لفافے کا قصد
مجھی کو لیے چل نہ رکھہ کر کمر مین

لپٹ کر گلے سے یہ جھگڑے مٹا دو
عبث گفتگو ہے دہان و کمر مین

تمہین مہربان ہو کے مل لو تو مل لو
یہان کیا دھرا ہے دعا کے اثر مین

تمہاری محبت نے ہمکو دکھایے
تماشے نہ دیکھے تھے جو عمر بھر مین

ظہیر اپنی منزل بہت پاس نکلی
بہت پھیر کہایے یہ راہبر مین

یگانہ دشمن و بیگانہ آشنا ہون مین
کہ زندگی سے کسی کے لیے خفا ہو نہین

نہ آرزو ہون نہ شکوہ نہ مدعا ہو نہین
غبار خاطر اغیار کیون بنا ہون مین

دل شکستہ ہون یا جنس نارواہو نہین
کہ مشتری کی نظر سے گرا ہوا ہو نہین

فغان درد ہون یا نالۂ رسا ہو نہین
شکست شیشۂ دل کی غرض صدا ہو نہین

یہ کس رمیدہ طبیعت سے آشنا ہو نہین
کہ اپنے سایہ سے خود دور بھاگتا ہو نہین

حنای پا ہون تمہارا کہ نقش پا ہو نہین
غرض کہ کچھ ہو قدم سے لگا ہوا ہو نہین

خوشی ہی سبکو مری بزم سے نکلنے کی
کسی کے دل کی تمنا نہ مدعا ہو نہین

تمام سوز ہون اور سوز بے اثر اپنا
تمام آہ ہون اور آہ نارسا ہو نہین

تری نگہ سے گرا ہون اوٹھایا کون مجھے
بندھے ہے کسیکے نہ باندھی سو وہ ہوا ہو نہین

شب وصال کی دلگرمیونکی تاب کہان
کہ سوز ہجر سے پہلے ہی جل بھا ہو نہین

تمہاری بزم مین گو کچھ نہین ہون لیکن پھر
نگاہ غیر مین لطف ستم نما ہو نہین

الٰہی اس دل شکن آفرین کو کیا کہون
رقیب آینہ ہون دشمن صبا ہو نہین مین

نہ آسمان پہ رسائی نہ وان پذیرائی
دعای وصل ہون یا آہ نارسا ہو نہین

اگر وہ رند نہین ہے تو پارسا بھی نہین
غرض ظہیر کو اتنا تو جانتا ہون مین

انداز محبت کے جو کچھہ پا گئین آنکھین
بیباک کے بیصرفہ سے شرما گئین آنکھین

کیا نیم کرشمے مین غضب ڈھا گئین آنکھین
کافر تری آنکھونکی قسم کھا گئین آنکھین

غمزون نے دکھا دی تری رفتار کی شوخی
چلتے ہوے دنکو مرے ٹھکرا گئین آنکھین

نابود کیا نیست کیا مجھکو جہان سے
مین ہی غم دل تھا کہ مجھے کھا گئین آنکھین

ای دست ہوس تو نے بڑھے کفر کو توڑا
وہ وصل کے اقرار پہ شرما گئین آنکھین

یون جھین لیا دل کہ کہتے مین پڑا تھا
کچھہ کہو کے نہ آئین نہین کہ وہ پا گئین آنکھین

تم پہلو دشمن مین رہے اور نہ شرمائے
انکھونکی خطا کیا ہے کہ شرما گئین آنکھین

تم کیا نہین ملتے ہو کہ یہ بھی نہین ملتین
دل جھین کے مجھہ سے مرا اڑا گئین آنکھین

پھرتی ہین نگاہین تری رفتار سے پہلے
دیکھا جو مجھے دور سے کترا گئین آنکھین

کرتے ہین اشارون مین وہ سو رمز کی باتین
مین کیا کہون جو کچھہ مجھے فرما گئین آنکھین

کچھہ حال ظہیر جگر افگار نہ پوچھو
کمبخت کیا کچھہ نہ ستم ڈھا گئین آنکھین

جو چاہین کہہ لین بات بن آئی عتاب مین
وہ جانتے ہین کچھہ نہ کہیگا جواب مین

دزدانہ ہے التفات نگاہ عتاب مین
کیا بے حجابیان ہین سوال و جواب مین

فقرہ نیا ہے قطع محبت کے باب مین
بھیجا ہے چاک کرکے لفافہ جواب مین

مطلب کی ایک بھی نہ لکھی اضطراب مین
حیران ہے نامہ بر مرے خط کے جواب مین

کچھہ بدگمانیان ہین جو توبہ کے باب مین
ساقی مجھے ڈبو دے سراپا شراب مین

تردامنی سے نامۂ اعمال پاک ہے
ڈوبا ہوا ہون سر سے قدم تک شراب مین

ایسی گرہ نہین جسے چپکے سے کھولدون
عقدے ہزار ہا ہین کشاد و نقاب مین

شرم گاہ سے اور بھی کچھ منہ چھپا لیا
الوا اور حجتین نکل آئین حجاب مین

ٹھہری ہے جبکہ رحمت حق پاک شوی جرم
کوئی مجھی کو کیون نہ ڈبو دے شراب مین

قاصد کی لدہی نے قلق کچھ بڑہا دیا
تسکین دل سے جان پڑی اضطراب مین

کیا قاصد قریب نے چپکے سے کہہ دیا
اوٹھا اوٹھ کے بیٹھ بیٹھ کے میٹھ گیے اضطراب مین

شبہای غم سے وصل بتان کی امید ہے
ہوتی ہے حشر کے لیے نعمت عذاب مین

پہرا رہے سپہر بدلتی رہے نگاہ
ہوتا ہے کچھ نہ کچھ تو کبھی انقلاب مین

روز جزا کسے ہے گلون کا تری دماغ
گذرینگے حشر کیسے کئی دن حساب مین

شکوے کیے گلے کیے کیا کچھ نہین کہا
مطلب کی ایک بھی نہ کہی اضطراب مین

کیا جذب شوق نے اونہین مجرم سمجھ لیا
اونکی بلا رہے دل حسرت مآب مین

ملتا ہے واسطے سے خدا بھی خدا گواہ
قرب خدا ہے بندگی بوتراب مین

یہہ حضرت ظہیر کہان کے ہین پارسا
کیا کچھ نہین کیا ہے زمان شباب مین

وہ اپنی برش تیغ نظر کو دیکھتے ہین
کہ دمبدم مرے خم جگر کو دیکھتے ہین

بشر شناس کمال بشر کو دیکھتے ہین
کہ دیکھتے ہین تو آب گہر کو دیکھتے ہین

غرض نہ لطف سے ہمکو نہ قہر سے مطلب
ادا شناس ہین اونکی نظر کو دیکھتے ہین

خدا کی شان ہے وہ جائین گہر مین دشمن کے
ہم اپنی آہ کی اوٹے اثر کو دیکھتے ہین

شب فراق کے صدمون سے اور ہونی ہے
ہم اپنی شکل جو واہ تہکر سحر کو دیکھتے ہین

وہ بیوفا ہے تو ہو بیگو تجھے کیا کام
ہنر شناس سراپا ہنر کو دیکھتے ہین

ظہیر کام نکلتا ہے کوئی باتون سے
بتان سیم بدن زور و زر کو دیکھتے ہین

بھری ہین ہمنے وہ اشک ندامت و حسرت مین — نہ ایسے پھول ہیولون مین نہ گوہر گنج ہین
اگر ہوتی نہ وسعت رحمت کو محشر مین — چھپاتے کس طرح یہ روسیاہی امت مین
دعاے النجا سے منت وزاری ہی محشر مین — تمہین ہم لیکے مانینگے اگر یہ گا مقدر مین
نگاہ ناوک افگن سے بچے کیا خاک دل برمین — نظر تو وہ بری شے ہے اتر جاتی ہے پیکر مین
اونہین دشوار وہ بچوئی مجھے مشکل وصال اوسکا — نہ یہ ہونگی طبیعت مین نہ وہ میرے مقدر مین
نہ پوچھو کچھہ کہ میری بدگمانی کیا جتاتی ہے — نظر آتا ہے کیا کچھہ اس رخ خجلت مضمون مین
کیے ہین وعدے کے وعدہ قسم کھا کھا کے دشمن کی — ملادی چاشنی زہر ہی تو مکر مین
اونہین ہم دیکھہ سکتے ہین نہ وہ ہم سے نہ کہا جائے — لگی رہتی ہین کس کس کی نگاہین ہر زبان درمین
اوٹھا زحمت بیداد کو شیر کیون کھینچو — اوسے عمر بھر کا فیصلہ ہوا ہے دو بدو ہر مین
دم کشتن برآیے گی امید قتل کس کس کی — ہزارون دل ہین یہان ہر ایک ہزارون دم ہین خنجر مین
مجھے ہمراہ لے کر مری تقدیر پھرتی ہے — مری ملدون کی گردش ہے مرا ہر مقدر مین
تڑپ کر لوٹ کر کاٹی شب فرقت تو کیا کاٹی — نہ پیراہن سلامت ہی نہ باقی ہے بستر مین
یہان تو حضرت زاہد بہت ہیچ کی جلتے ہین — مزا ہو بادۂ انگور ہو کر حوض کوثر مین
یہ جنگ زرگری جتنی ہی سب شوخی تمہاری ہے — تمہین نے آگ فتنے کی لگا رکھی ہے گھر گھر مین

مری تیغ زبان مین ہین ظہیر اوس تیغ کے جوہر
پر روح الامین کاڑی ہین جسنے جنگ خیبر مین

یہ ممکن ہے کہ زاہد ہم نہ پوچھے جائین محشر مین — ہمارا نام بھی ہوگا خطاوارون کے دفتر مین
یہان تک ناتوان ہون مل گیا ہون تا بستر مین — قضا بھی ڈھونڈھتی پھرتی ہے ہم سا زار گھر گھر مین
ہوس باقی نہ رہ جاے ہواے کوی دلبر مین — اوڑا لون خاک جتنی خاک اڑانی ہے مقدر مین

دمِ بسمل تڑپنے کا بھلا مجھ میں کہاں دم تھا
تمہاری شوخیاں کچھ رہ گئی ہیں جانِ مضطر میں

تمہارا پاسِ الفت ہی نہیں کیا کچھ نہ ہو جاتا
یہ نالے تو وہ نالے ہیں اثر جاتی ہیں پتھر میں

مکدر کیوں نہوں آخر نہیں ہی شک دشمن ہے
یہاں جو بدگمانی ہے وہی ہے داہی دُر میں

جسے دل ڈھونڈھتا ہے وہ خلش تو اور ہی شے ہے
تمہاری کاوشیں لاؤں کہاں سے نوکِ نشتر میں

موذن وصل کی شب خونِ حسرت تیری گردن پر
ستمگر ذبح کس کس کو کیا اللہ اکبر میں

یہیں تم کیوں نہ سن لو درد دل گر تم کو سننا ہے
یہیں ہم کیوں نہ کہہ دیں جو ہمیں کہنا ہے محشر میں

بتا مت بجھے اشاروں سے کہاں اس طرح مرتی ہیں
دکھا دے مجھے نگاہوں سے کہ یوں جیتی ہیں ٹھوکر میں

یہ شوخی ہے تلوں میں کہ شوخی میں تلوں ہے
ابھی کیا تھے گھڑی بھر میں ابھی کیا ہو گھڑی بھر میں

یہ کس حسرت زدہ کے قتل پر خنجر سنبھلتا ہے
کہ آنسو ڈبڈباتے ہیں ابھی دو چشم جوہر میں

دلِ پژمردہ غم کا ہمیں کچھ تو مزہ آتا
یہ غنچہ بھی اگر کھلتا ترے پہلو نکے زیور میں

کہیں وہ ہمیروات بھی طرفدار و نہیں ہو سکتے ہے
مری نکیاں جو چمکی جاتی ہیں کیوں دشمن سی محشر میں

یہاں شیوق مردن ہے کہ زندہ ہو کی مر جائیں
وہاں یہ بدگمانی ہے کہ جی اٹھے نہ ٹھوکر میں

ظہیر اپنا نشان پوچھو تو محشر میں تو جا ڈھونڈھو
سیہ کاروں کے حلقے میں خطاواروں کے دفتر میں

کہاں ہے تاب غمخواری مری غم کھانے والے میں
کہ شربت خون دل ہی زہر غم ہے ہر نوالے میں

حلاوت جام جم کی ہے فقیروں کی پیالے میں
کہ نوش و نیش زہر و انگبیں ہے ہر نوالے میں

پھپولے پھوٹ رہا ہوں دلکی اس حیلے حوالے میں
نکلجاتی ہیں اکثر ولولے اشکوں کے نالے میں

ملی دلبستگی غنچہ کو داغ دل ہے لالے میں
مذاق تلخکامی بھر دیا میرے پیالے میں

ابھی تو محتسب سجدے سے خالی ہاتھ آیا ہوں
اولٹ کر دیکھ لے ظالم نہیں ہے کچھ پیالے میں

جلاتے ہین مجھے اوڑھا وہ کہنہ سکر قیچون سے
غضب کا درد ہے کیخت کی دلنوازے مین

الٰہی اوٹھ گئی کیون حلاوت رنج وشادی کی
نہ وہ نغمہ ہی نغمہ مین نہ وہ نالہ ہی نالے مین

یہ مانا دان اثر اہی نامرادی کیچہہ نہین ہوتا
بلا سے دل کے ارمان تو نکلتے آہین کے دم مین

خدایا کیا بلا ہے یہ جو رہ رہ کر کسکتا ہے
کوئی خار تمنا رہ گیا ہے دل کہ چھالے مین

تجھے کچھہ خیر ہے اے چارہ گر چل بار سینے سے
کہین ایسے مریض غم سنبھلتے ہین سنبھالے مین

تمہارے تن بدن سے آج بوی شک آتی ہے
صداقت کے لیے کافی ہین یاسی پھول مالی مین

جفاؤن پر بھی نا خوش ہے مصیبت ہے مصیبت ہے
خدا ڈالے نہ بندہ کو کسی بندہ کے پالے مین

پریرو جتنے گرد و پیش ہین سب گرد دامن ہین
نہ شمع انجمن محفل مین ہے یا ماہ ہالے مین

الٰہی خیر ہو اغیار گرد اوس بت کے رہتے ہین
بہت غوغا نیان ہونگی کہ ہے غوغا رشیدا مین

تمہارے گھر سے یہ کافر نہین ٹلتا نہین ٹلتا
مگر نام عدو بھی وجہ ہے شاید قبالے مین

مجھے حال دل رنجور پر افسوس آتا ہے
کہان اسے درد و غم آئے مرے نازونکو پالے مین

تمہارے وعدہ پیاسے نہ یہ ملتا نہ وہ ملتا
مہ کامل مین دھبا ہے اگر ہے داغ ہالے مین

سوال وصل پر وہ مسکرا کر مجھہ سے کہتے ہین
ذرا آئینہ لیکر مونہہ تو دیکھو تم اوجالے مین

ظہیر خستہ و آفت زدہ بھی بس غنیمت ہے
کہ خو بو ملکی جلتی ہے تمہاری مرنیوالے مین

بے سبب پرسش حال دل بیمار نہین
جانتے ہین کہ اسے طاقت اظہار نہین

دلولے دل مین ہین کیا کیا لب اظہار نہین
مجھہ پہ دشوار ہے وہ جو دشوار نہین

مشکل اتنی ہے کہ مرتے نہین بنتی مجھکو
ورنہ جینے سے تو مرنا مجھے دشوار نہین

نہ سہی حاصل مطلب مگر اک شغل تو ہے
نالہ و آہ شب ہجر مین بیکار نہین

چھیڑتے ہین کہ کہین اور لگا لو دل کو
جانتے ہین کہ کوئی جگہ سا طرحدار نہین
دھوپ بن بن کے سرکتی ہے پر شام وصال
آج سایہ نظر آتا ترے دیوار نہین

واہ یہ عربدۂ افعال ظہیر بدمست
بے حیا بچہ سا زلفے ہین سیہ کار نہین

ہو چکین بس ملال کی باتین
کیجیے کچھ وصال کی باتین
وضع کو خاک مین ملاتی ہین
اس دل پایمال کی باتین
ہم کہان اور شب وصال کہان
ہین یہ خواب و خیال کی باتین
نامہ بر وصف دوست سے کیا کام
کر جواب و سوال کی باتین

ای جناب ظہیر بس دیکھین
کیجیے سن و سال کی باتین

ذرہ مین وہی وہی ستم مین
ہے فرق مگر نظر نظر مین
کعبہ بھی گیے صنمکدہ بھی
سودای جنون وہی ہے سر مین
پہلو مین تپین پہٹا کے چھوٹین
ہے جذب جو نالۂ سحر مین
الفت نے کیا خفیف اتنا
ہرگز نہ سمایے ہم نظر مین
غش کھا کے گرے کلیم جس سے
ہے جلوہ وہی شجر شجر مین
دل اور بتون کی جلوہ گاہی
بتخانہ بنی خدا کے گھر مین
وہ اور پیام صلح آمیز
ہے فرق بیان نامہ بر مین
اللہ رے ذوق خود نمائی
اپنے کو دکھا دیا بشر مین
نامہ کی عوض انہین کو لایا
افسون ہے بیان نامہ بر مین

یہ جلوہ نمائیاں ہین کس کی — چمکے ہین جو کسوتِ بشر مین
آنکھون مین عدد سمارہے ہین — فتنے ہین نگاہ فتنہ گر مین

منزل پہ کبھی پہونچ رہین گے
بیٹھے ہین ظہیر رہ گذر مین

شعلے مین تپش نہ تڑپ ہے شرار مین — ملتی ہے خوئے یار دلِ بیقرار مین
قابو نہ موت پر نہ وفا خوئے یار مین — کبتک کرے نباہ کوئی انتظار مین
کیا کہ ہین غیر خاک اوڑانیکے واسطے — آسودگی محال ہے مجھ کو مزار مین
کیا کیا اُٹھائے حشر تمہارے حجاب نے — کیا کچھ ہین شوخیان نگہِ شرمسار مین
ای برق وش بتا مجھے کیونکر قرار آئے — جب تو سمارہا ہو دلِ بیقرار مین
وہ شوق عرضِ حال وہ شکوے کے ولولے — کیفیتین وصال کی ہین انتظار مین
کیا کیا وہ کینہ جو مری ایذا سے شاد ہے — چھوڑی نہ ایک طرز جفا روزگار مین
ہمسے سیاہ کار بھی امیدوار ہین — وسعت بہت ہی رحمتِ پروردگار مین

آؤ ظہیر بیٹھ کے یادِ خدا کرین
تھوڑے پہرے صنمکدۂ روزگار مین

نظر آئین نہ سوا دوست کے اغیار کہین — اوٹھہ چلے چشم سے یہ پردۂ پندار کہین
خواہشِ جلوہ نہو طالبِ اظہار کہین — فاش ہوجائین محبت کی نہ اسرار کہین
مدعی سنسے مری طالبِ آزار رہوے — ہاتھہ کھینچے نہ ستم سے وہ جفاکار کہین
حسرتین دل کو نہ جائین ستم کی ای کاش — ہوچکین غیر بھی مجھہ سے بھی وفادار کہین
ہم تو سہہ سہہ کے جفاؤن کو وفادار رہے — تم نہ مشہور جفا سے ہو ستمگار کہین

مونہہ سے کچھہ کہہ نہین سکتا ہون مرے بس شعر
یارب آجایے نہ وہ شوخ دل آزار کہین

وہ بھی پر تو ہے تمہارا ہی جسے دیکھتے ہین
نظر آتی ہی نہین صورت اغیار کہین

حصر منزل حرم و دیر پہ ہی عجز تلاش
جستجو سے نہ رہے پای طلب گار کہین

جادہ جادہ ہی جدا منزل مقصود ہی ایک
رشتہ سبحہ کہین رشتہ زنار کہین

مونہہ چھپایے ہو تو پھر شوق بڑھاتی کیون ہو
لن ترانی ہے کہین وعدہ دیدار کہین

ای ظہیر اپنے لیے دامن رحمت ہے وسیع
جا پڑینگے کبھی گوشہ مین گنہگار کہین

مجھے صبر تمکو مروت نہین
کسی سے کسی کو شکایت نہین

تری وعدہ سے چشم ویت نہین
قیامت کے پہلے قیامت نہین

تہ مین آینہ ہون نہ تصویر غیر
کوئی مونہہ دکہانیکی صورت نہین

یہ برحق ہے تو وہ بھی آیی ضرور
قیامت کے آنیمین حجت نہین

وہ کہتی ہین سن سن کے اپنی لگے
کہ دشمن سے جای شکایت نہین

قیامت کو وعدہ پہ کیا صبر آیے
وہ کافر کوئی حور جنت نہین

اوڑا لیگئی کیا شب وصل غیر
تنگا ہون مین ننگ خجالت نہین

سنو تو ذرا بیمزہ کیون ہوے
مرا درد دل ہے شکایت نہین

تری بزم مین شکل بیمار ہون
مجھے لب ہلانیکی طاقت نہین

جنین کیا کہ اندوہ جینے ہی دے
مرین کیا کہ مرنیکی فرصت نہین

عوض آینہ کی مجھے دیکھیے
وہ مجھہ سے سوا محو حیرت نہین

تم اسدرجہ مجھسے گریزان ہو کیون
مجھے کچھہ جنون تمکو وحشت نہین

نہ آیے وہ لب تک تو یہ کیون نہ آیے
دمِ واپسین دل کی حسرت نہین

مرا دل ہے تمسا ہی نامنفعل
کہ اپنے کیے پر ندامت نہین

اسے سنگِ در سے مٹاتی ہو کیون
مرا نقشِ سجدہ کدورت نہین

تمہین دل مین کچھہ منفعل ہو تو ہو
ہمین شکوہ سنجی کی عادت نہین

شبِ غم کو آنے دو خنجر تو ہے
گلا کاٹنا کچھہ مصیبت نہین

یہ خط تو ہے قاصد کسی اور کا
وہ شوخی نہین وہ عبارت نہین

بہر و سا ہے لا تقنطو ا پر ظہیر
ہمین بیمِ روزِ قیامت نہین

مل گیے ہم خاک کوہی یار مین
سرمہ سان ہین دیدۂ اغیار مین

جان دین کیون چارۂ آزار مین
درد ہے فکرِ دلِ بیمار مین

ہو تسلی خاک لطفِ عام سے
غیر بھی شامل رہے اقرار مین

روز مرنے کے لیے جیتا ہون مین
اور کیا ہے وصل کے اقرار مین

تیغ و خنجر کی روانی دیکھہ لی
تیز تر ہو سب سے تم رفتار مین

ناز بیجا بھی سہے جبتک سہے
اب نہین طاقت دلِ بیمار مین

رائگان ہے سب مرا سوز و گداز
ہون چراغِ صبحِ بزمِ یار مین

جلوہ سو سو رنگ سے ہے پردہ در
گہر مین کیا ہو تم کہ ہو بازار مین

ہو لیا صرف دلِ حسرت مآب
درد و غم کا قحط ہے بازار مین

ہم دمِ بسمل تڑپتے رہ گیے
دم رہا قاتل تری تلوار مین

مول لون دو چار کہونگے لیے
دل اگر بکتے ملین بازار مین

جانکنی کے لطف کیا جانے رقیب
زندگی ہے مردنِ دشوار مین

ہم پہ کیون گرتا نہین کیا آسمان
مل گیا ہے سایۂ دیوار مین

غیر سے برتاؤ یہہ کیا خیر ہو
فرد ہو دس بیس مین دو چار مین

جو تماشے ڈھونڈتے ہو تم ظہیر
آؤ دیکھو خانۂ خمار مین

کام آئین تو محبت مین وفا ئین آئین
شکوے جب آئے زبان پر تو دعا ئین آئین

ابرِ رحمت کی عوض مجھ پہ بلا ئین آئین
جھوم کر کیا شبِ ہجران مین گھٹا ئین آئین

آرزو مین مری بن بن کے دعا ئین نکلین
اور دعا ئین مری لیلے کے بلا ئین آئین

بخت بد نے نہ کہا ئی کبھی تاثیر قبول
قہر بن بن کے مری سر پہ دعا ئین آئین

موت آئی نہ کوئی بہر عیادت آیا
کام آئین تو شبِ غم مین بلا ئین آئین

دعوی کشتنِ خلق اور نہو قتل قبیح
ناز آئے ہے تجھے کافر نہ ادا ئین آئین

بیمرہ رکھنے کو مرے دونہین ہنگامِ وصال
یاد آئین ہی تو کمبخت جفا ئین آئین

کوئی یا مال ستم ہو تو بلا سے ہو جائے
تم یہ جانو کہ ہمین یونہین ادا ئین آئین

زیرِ تربت بھی شہیدونکے کفن چاک ہوے
جب تری جنبشِ دامان کی ہوا ئین آئین

دم لگے آنے تھی اودھر نازو ادا بھی آئے
درد کے ساتھ ہی دنیا مین دوا ئین آئین

ہمنے رکھا جو کبھی وادیِ مجنون مین قدم
خیر مقدم کی بیابان سے صدا ئین آئین

حشر کے روز دیا ساتھ کسی نے نہ ظہیر
بخشوانے مری تقصیر خطا ئین آئین

خیالِ چشمِ دلبین اور دلِ اندوگار پہلو مین
خداوندا نہو بیمار کے بیمار پہلو مین



طعنے سنون شکوے کروں وہ یہ کہے مین یون کہون
کیونکر نہو رنجش فزون وہ یہ کہے مین یون کہون
کب تک جواب شکوہ دون وہ یہ کہے مین یون کہون
دل ہوگیا ہے ٹکڑون مین خون وہ یہ کہے مین یون کہون
مجھ کو ملے وہ یا نہ ملے اور مین کروں شکر جفا
شکوے گلے سب طے کروں وہ یہ کہے مین یون کہون
یہ شوق یہ سب سے کہون اور وہ کہے سو نہون
کس سے کہون حال زبون وہ یہ کہے مین یون کہون
جب لطف سے نامہ بر مونہہ پر کہے وہ فتنہ گر
جیسی سنون ویسی کہون وہ یہ کہے مین یون کہون
وہ سطوت و تمکین رہا اور مین جفا پر دون دعا
کیا ہمزبان دشمن سے ہون وہ یہ کہے مین یون کہون
اے خشمگین ہو سو ہو آیے تو اب کی بہ ر گو
وہ اک کہے مین سو کہون وہ یہ کہے مین یون کہون
کہتا ہے وہ تو شب کی یاں حشر ہے اک اک گھڑی
کیا تاب ہو صبر و سکون وہ یہ کہے مین یون کہون
دشمن کہے اعجاز ہے اور مین کہون انداز ہے
وہ کہلاوے اعجاز و فسون وہ یہ کہے مین یون کہون
واعظ کہے کعبہ کو جا مین جا بن سوی تبکدہ

اللہ کس وقت مین ہون وہ یہ کہے مین یون کہون
کہہ دے ظہیر خوش بیان ہو جسکو دعوی بیان
اعجاز یہہ ہے وہ فسون وہ یہ کہے مین یون کہون

شکست توبہ نے پھر آج پرہیزی لگائی ہین
گھٹائین جھوم کے آتی ہین بادل کالی کالی ہین

کبھی آنکھون مین آنسو ہین کبھی ہونٹون پہ ہائی ہین
فلک شاباش ہی کیا کیا مری ارمان نکالی ہین

اسیر عشق مطلب کی کہین جانے نہین دیتے
چمن مین ہین تو نغمے ہین قفس مین ہین تو نالے ہین

تری گیسو کی الفت مین ستمگر یہ سمجھے تھے
کہ ہمنے آپ اپنی آستین مین سانپ پالے ہین

حریف جانستان دو نہین گیسو کیا نگاہین کیا
تفاوت ہی تو اتنا ہی یہ فعلی ہین وہ کالی ہین

تری نقش کف پا کی نگارین کیا قیامت ہین
یہ فتنے ہین مگر کس قہر کی سانچے مین ڈھالی ہین

مری قسمت کی گردش ایک جا تکنے نہین دیتی
مجھے سر پر لیے پھرتی مری تلوونکے چھالی ہین

تفاوت روز و شب کا ہی مزاج حسن و الفت مین
کہین ناز تغافل ہی کہین جینے کی لالی ہین

وصال غیر و ابر تار و جوش برق و باران ہے
شب ہجران نے کیا دلکی بخار اپنے نکالی ہین

عیادت سے مریض غم کی کیون ظالم پشیمان ہے
کہ یہ بیمار مرتے وقت تک لیتے سنبھالے ہین

ظہیر اپنے فسانے کا رنامی ہین محبت کے
فسانون کے فسانی ہین سالونکے سالے ہین

شرمگین چشم مین بیداد سوا کچھہ بھی نہین
شوخیان شرم مین شوخی مین حیا کچھہ بھی نہین

کیا کہین کس سے کہین جرم و فا کچھہ بھی نہین
ہی تو کیا کچھہ ہے نہین ہے تو خطا کچھہ بھی نہین

کیا کہا ابتو کہو دل مین دغا کچھہ بھی نہین
کچھہ نہین ہے تو لگاوٹ مین مزہ کچھہ بھی نہین

تم نہ برہم ہو تو شکوون مین مزہ کچھہ بھی نہین
ہمنے کچھہ بھی نہ کہا تمنے سنا کچھہ بھی نہین

آدمی کے لیے زندانِ الم ہے دنیا
حاصلِ عمر یہاں رنج سوا کچھ بھی نہیں

جانتا ہی نہیں محبت کیا ہے
پندِ بے سود میں ناصح کے مزا کچھ بھی نہیں

جانتا ہون کہ تمہیں مجھ سے نہیں کچھ بھی لگاؤ
اور کچھ ہے بھی تو رنجش کی سوا کچھ بھی نہیں

آپ کو دشمنِ ارباب وفا کہتے ہین
یہ اگر سچ ہے تو دشمن کی خطا کچھ بھی نہیں

ہم بھلے ہوکے زمانے سے بُرے ٹھہرے ہین
تم بُری ہو کہ وہ کچھ ہو کہ بُرا کچھ بھی نہیں

ساقیِ دہر سے کیا شکوہ کج دار و مریز
مرضیِ دوست بجز صبر و رضا کچھ بھی نہیں

شعر اور شعر سے اب مجھکو سروکار نہیں
خاطرِ حضرتِ راقم کے سوا کچھ بھی نہیں

ہجر مین جز آہ و زاری کیا کرین
کیا کرین ای بیقراری کیا کرین

رات دن رہتی ہی جن آنکھون مین نم
ہای اون سے اشکباری کیا کرین

وہ نہ آوے تو نہ آوے موت بھی
تو ہی کہہ دے بیقراری کیا کرین

اشک کچھ شکوے نہین جو روک لین
ضبطِ جوشِ اشکباری کیا کرین

خود نکل آوے خودی سی مثلِ اشک
رازدان اب رازداری کیا کرین

ہمدمون کو اپنی اپنی پڑ گئی
وہ ہماری غمگساری کیا کرین

دوست ہین آخر تو وہ دشمن نہین
آکے وقتِ دم شماری کیا کرین

طعنۂ دشمن پہ وہ خاموش ہین
چارۂ بے اختیاری کیا کرین

تم عدو حاسد فلک قسمت خلاف
کیا کرین اب بختیاری کیا کرین

ہم اسیرِ الفت صیاد ہین
آرزوئے رستگاری کیا کرین

کچھ ہمین سے غیر بھی ناکام ہین
اب کہین اُمیدواری کیا کرین

لڑ چکی ہین وہ نگاہین غمزے
آرزوئے زخم کاری کیا کرین

برق و صرصر سے نہین اب چھیڑ چلی
حسرتِ فصلِ بہاری کیا کرین

جو تسلی بخش دل ہے جانِ زار
ہے سراپا بیقراری کیا کرین

ای ظہیر اس زندگانی سے حصول
ہجر کی امیدواری کیا کرین

ہوئی ہے جبسے بتون کی الفت عجیب حال خراب مین ہون

بنی ہوئی ہے وہ جان و دل پر کہ جان و دل سے عذاب مین ہون

مرا ہے وہ مرشدِ طریقت کہ می پرستی ہے جسکی بیعت
نہین ہے واعظ یہ وقتِ حجت کہ مست کیف شراب مین ہون

جو یہ مسلمان تو وہ برہمن یہ اوسکا دشمن وہ اوسکا رہزن
کشاکشون سے بہمدگر کی عجب عذاب و تواب مین ہون

دماغ کسکو کسے یہ طاقت سنے جو واعظ تری حکایت
نہ ہوش اتنا نہ اتنی فرصت کہ محو شرب شراب مین ہون

کہا نکی زاہد یہ دلگی ہے ابھی سے توبہ کی کیا خوشی ہے
شراب ساقی سے قرض لی ہے ہنوز فکرِ کباب مین ہون

نکیر کیا پوچھتا ہے مجھسے ذرا تو دم لے خدا کے بندے
جواب دونگا تجھے ٹھہر کے ابھی تو مین اضطراب مین ہون

یہ محوِ حسنِ خودی ہون خبر نہین یہ کہ ہون تو کیا ہون
خودی سے کوسون اوڑا ہوا ہون ہوش مین ہون نہ خواب مین ہون

زبان کو رو کا قلم کو توڑا اوٹھائی رسمِ خط و کتابت
لکھا ہے کافر نے کچھ تو ایسا کہ بند خط کے جواب مین ہون

پکارتا ہے یہ اوسکا جلوہ کہ دیکھو دیکھو اوٹھا وہ پردہ
کیا نہ ہشیار پھر نہ کہنا ابھی حجابِ نقاب مین ہون

اگرچہ وافر ہے اوسکی رحمت مگر گناہونکی ہے یہ کثرت
کہ شرمِ عصیان سے سرنوا ابھی سے فکرِ حساب مین ہون

نہین نگاہون کو تاب جلوہ نہ چشم کو طاقتِ نظارہ
اوٹھا دیا ہے جو اوسنے پردہ تو کیسے کیسے حجاب مین ہون

حجابِ رخ سے جو اوٹھہ گیا ہے عجب تماشا سا ہو رہا ہے
کہ دو جہان خاموش ہین حیا سے دہر مین چپ چپ حجاب مین ہون

یہ روسیاہی یہ زندگانی یہ ہون ندامت سے پانی پانی
کہ غرقِ تر دامنی سے تا سر حباب آسا مین آب مین ہون

جو پار سا ہے شفیق اپنا تو رند بھی ہے رفیق اپنا
کہ صلح کل ہے طریق اپنا نفاق سے اجتناب مین ہون

اوٹھا دیا جب دوئی کا پردہ رقیب ہی کون شک کیسا
بسان موج و حباب دریا ہے آب مجمہ مین مین آب مین ہون

شریک گو بزم یار مین ہون مین ایسے ہونے سے عار مین ہون
اگر نہون تو کس شمار مین ہون نہین تو پھر کس حساب مین ہون

یہ سب ہے اغب کا پاس خاطر ظہیر ہمہ کو غزل سے مطلب

سفر عدم کا ہے آج کل مین مین آج کل پا تراب مین ہون

نہین معلوم وہ مہمان کہان جاتے ہین
او نسے پہلے مری اوسان کہان جاتے ہین

اب نکل کر ترے پیکان کہان جاتی ہین
دل سی میرے مری ارمان کہان جاتی ہین

آج وہ ایسے پریشان کہان جاتے ہین
پوچہنا دوڑ کے دربان کہان جاتی ہین

یان بن بن کے مری جان کہان جاتی ہین
یہ مرے قتل کے سامان کہان جاتی ہین

خیر ہے جانکی ابتک مجہے غش آیا ہے
آپ گہبرا کے مری جان کہان جاتی ہین

کون لاتا ہے یہ چپ چپ کے پیام اور سلام
آپ اوٹہہ اوٹہہ کے یہ ہر آن کہان جاتی ہین

مین فدائی ہون مجہے شوق سی صدقے کیجے
مدعی آپ پہ قربان کہان جاتے ہین

سر اگر جایے تو جایے مگر ای خنجر یار
سر سے اپنے ترا احسان کہان جاتی ہین

کیا بتاؤن تجہے ناصح یہین ہنسی دی کسے
ٹکڑی اوڑا اوڑ کے گریبان کہان جاتی ہین

آن بیٹہے ترے در پہ ترا کلمہ پڑہکر
یان سے تازہ مسلمان کہان جاتی ہین

بعد مرنے کے بہی مٹی مری برباد رہی
میری تقدیر کے نقصان کہان جاتی ہین

حال کہلتا نہین ان خویش فراموشون کا
روز کے روز یہ مہمان کہان جاتی ہین

کسکی آشفتہ مزاجی کا خیال آیا ہے
آپ حیران پریشان کہان جاتے ہین

آج کس موجہ سے مری دل شکنی ہوتی ہے
آج وہ آپ کے پیمان کہان جاتے ہین

اب وہ الطاف کہان وہ دم رخصت کہنا
روک لیجو انہین دربان کہان جاتے ہین

در پہ جاتا ہون تو کہتا ہے یہ دربان اوکا
آپ سے جان نہ پہچان کہان جاتی ہین

جیتے جی آپ نے کیا مجہہ کو زمین کو سونپا
کہکے اسد نگہبان کہان جاتے ہین

ای ظہیر اب یہ کہلا حال بڑی دور ہین آپ
آپ جاتی ہین جہان وہیان کہان جاتی ہین

یہ دلداری مین عیاری کہین یارونکی باتین ہین
دل آزارونکی باتین ہین یا کارونکی باتین ہین

مصیبت مول لینی کیا ہو کارونکی باتین ہین
یہ دل والونکی دل ہین غیر یارونکی باتین ہین

دل آزاری کہین اے شیخ دینداروں کی باتین ہین
تری باتین ہین جتنی یار مکارونکی باتین ہین

عجب کیا اوسکی رحمت ہی اگر وہ بخش دے اہل
کہ آمرزش کو قابل ہم گنہگارونکی باتین ہین

حسینان پری پیکر ہین سب جلتی ہوی پر بُرقے
یہ جتنی سادگی ہی سب ستمگارونکی باتین ہین

خدا کی گہر مین تو زاہد جو یون ہیچ مچ جاتا ہے
یہ بیشبارونکی باتین ہین کہ میخوارونکی باتین ہین

یہ آنکھین ہی دو چار آپس مین ہو کر قہر ڈھاتی ہین
یہ جتنی شر کی باتین ہین انہین چاروں کی باتین ہین

اونہین الفت جتا کر کیون عدو بدنام کرتا ہے
یہ بازارونکی باتین ہین کہ سہ کارونکی باتین ہین

مری شیون کو بھولی ہین خوشی ہی اونکے آنے کی
زمانے سے نرالی کچھ غمخوارونکی باتین ہین

مری احباب بھی ہی خدا لگتی نہین کہتے
یہ باتین سر بسر اونکی طرفدارونکی باتین ہین

رقیبون کی یہ قدر ہی ہین وفا کیسی محبت کیا
نہ آجانا کہین چالونہین یہ یارونکی باتین ہین

خطا پر لطف کی امید کیا سادی ہین دیکھو تو
خدا کو بھی پسند اپنے گنہگارونکی باتین ہین

ظہیر اوس دشمن ایمان کو کیا الفت جتاتی تھی
یہ نادانون کی باتین ہین کہ ہشیارونکی باتین ہین

اونکے وعدے پہ تسلی شب غم دیتے ہین
ہم بھی کیا کیا دل بیتاب کو دم دیتے ہین

جان دیتے ہین تمہین دل سہی رقم دیتے ہین
کون دیتا ہے محبت مین جو ہم دیتے ہین

مثل آئینہ سیہ قلب ہین آئینہ عذار
یہ دغاباز کہین اپنا بھرم دیتے ہین

آج کاشانۂ دشمن مین جو مہمان ہو جائے
جان شیرین تجھے ہم اسی شب غم دیتے ہین

بزم دشمن مین بلاتے ہین غضب تو دیکھو
اوسپر اپنے سر نازک کی قسم دیتے ہین

وہ دمِ قتل بھی احسان جتاتے ہین مجھے
کہ دیت مین تجھی ہم ملکِ عدم دیتے ہین

جگ ہنسائی کے سوا گریہ سے حاصل کیا ہے
خاک بہتر ہمین یہ دیدۂ نم دیتے ہین

پانو کٹوا کے بناتے ہین وہ منزل شوق
ہاتھہ کرتے ہین قلم لوح و قلم دیتے ہین

نہوے خوش وہ متاعِ دل و جان بھی لیکر
اوسپہ یہ ناز کہ پھر بھی ہمین کم دیتے ہین

جن پہ کرتے رہے ہم جان گرانمایہ نثار
وہ تلافی مین ہمین داغ درم دیتے ہین

دل کہین نذر کیا جان کہین دی آپنے
دیکھہ اس طرح سے ارباب کرم دیتے ہین

کچھہ عجب داد و ستد کوی بتان مین ہے نظیر
دل و دین لیتے ہین تصویر صنم دیتے ہین

کیا کہین کس رنگ مین ہم خانمان برباد ہین
خوب ہین اہلِ جہان مین خوش شاد ہین آباد ہین

فکرِ آزادی سے یا بندِ وفا آزاد ہین
ہم رہا ہو کر اسیرِ الفتِ صیاد ہین

ہم وہ نخلِ نامرادِ گلشنِ ایجاد ہین
داغ بر دل گل بلب لبہا صفت ناشاد ہین

تلخکامی سے ہماری غیر کیا کیا شاد ہین
ہم رقیبون کے لیے وقفِ مبارکباد ہین

دیکھہ لیجے گر نہین احوال پرسی کا دماغ
ہم سراپا درد و غم سے صورتِ فریاد ہین

ہین تو کیا ہین ہم فضاے گلشنِ آفاق مین
مشت خس ہین ہر طرف مثلِ صبا برباد ہین

دل ہی دلمین ہای ہم گھٹ گھٹکے ہوتی ہین تمام
آپ اپنی آرزوی خاطرِ ناشاد ہین

مژدۂ گلشن ہمارا ہے نویدِ وصلِ غیر
ہم سراپا وقفِ گلبانگِ مبارکباد ہین

صوتِ بانگِ جرس یا ن چہچہِ ذہی کی ہے صدا
ٹھیس لگتی ہے سراسر نالہ و فریاد مین

دعویِ الفت ہو سکا رد نکے ہین یون بے ثبات
عہد و پیمان آپکے جسطرح بے بنیاد ہین

سر پٹکتے رہ گئے بیرونِ در ہم ہای ہای
نارسائی مین ہم اپنی نالہ و فریاد مین

بیستون سے کچھ ہماری سخت جانی کم نہین
روز و شب ہم جانکنی مین صورتِ فرہاد ہین

مٹ مٹا کر بھی سبنے آخر تو خاکِ رہگذر
کس ہوا مین یہ تمہارے خانماں برباد ہین

دام سے چھوٹے تو جا لو قید ہستی سے چھٹے
ہم اسیرانِ قفس خود قید کی میعاد ہین

ہم پڑے رہتے ہین دائم زیرِ دیوارِ مغان
خشتِ خمخانہ ہین یا خمخانہ کی بنیاد ہین

بیٹھے بیٹھے دل سی گھڑ لیتے ہین سامانِ جنون
آپ ہم اپنی اسیری کیلیے صیاد ہین

ظلم سہ سہ کر پریرویون کو لاتے ہین مین
صید ہو کر ہم حسینون کے لیے صیاد ہین

ہین یہ وہ میٹھی چھری جسکی نہین ہر گز نباہ
سادہ وہ جتنے ہین کافر خنجر فولاد ہین

ای ظہیر اپنے سخن مین کیون نہو لطفِ زبان
ہم نمک پروردۂ شاہِ جہان آباد ہین

غبار بن کے ترے لین آئے بیٹھے ہین
بھٹک بھٹک کے ٹھکانے کی جای بیٹھے ہین

مٹے ہوے تری سب کچھ مٹا ئے بیٹھی ہین
کہ دو جہان سے تعلق اوٹھا ئے بیٹھی ہین

یہ ہم جو دل کو بغل مین دبا ئے بیٹھے ہین
بہت دنون سی تمہین آزما ئے بیٹھی ہین

رقیب کیا کہین آئے لگا ئے بیٹھی ہین
یہ انجمن مین تمہارے بٹھا ئے بیٹھے ہین

فنا سے پہلے جو ہستی مٹا ئے بیٹھے ہین
وہ آج کل ترے کوچہ مین آئے بیٹھے ہین

دماغ شرح کہان قصہ مختصر یہ ہے
ستمزدہ ہین تمہارے ستا ئے بیٹھے ہین

وہ بھول کر بھی ہمین یاد اب نہین کرتی
ہم اونکی یاد مین خود کو بھلا ئے بیٹھے ہین

مجال ہے کہ غم دو جہان پھٹک جائے
خیال بنکے وہ دل مین سما ئے بیٹھی ہین

نظر گذر کی ذرا میکشو چھڑک دینا
کہ تاک حضرتِ واعظ لگا ئے بیٹھے ہین

مجال ہے کہ نکل جائے اونکی مٹھی سے
وہ نازنین ہین مگر دل دبا ئے بیٹھے ہین

گلہ کرے کوئی کیا خاک ایسے نازک سے
کہ بار شکوہ سے گردن جھکائے بیٹھے ہین

ستم کشون سے یہ بیزاریان معاذ اللہ
کہ جس طرح کوئی آیے لگائے بیٹھے ہین

ظہیر آنکھہ سے دیکھین مگے جو دکھائے خدا
جلے بھنے ہوے ہارے ستائے بیٹھے ہین

چراغ طور ہون پروانہ ہون یا شمع محفل ہون
بھڑکنے کے لیے شعلہ ہون جنکی ایک دل ہون

جدا ہون اور ہر رنگ مین مین بسمل شامل ہون
اگر ہو گرمی ہنگامہ تم جلنے کو مین دل ہون

غرض کیا کیون کہون تیغ ادا سے دلکی بسمل ہون
مرا دل ہی مرا قاتل مین اس دشمن کا قاتل ہون

چلی تیغ ادا اور دون پہ مجھپر رشک کے خنجر
تری کشتہ کا کشتہ ہون تری بسمل کا بسمل ہون

گذر ہو کیا کسی دل مین سماؤن کیا لگا ہون مین
مین اپنے دل مین ہون یا بفرض تو بھی عم حامل ہون

نہ خود شایان کشتن ہون نہ رشک غیر کا یارا
نہ اس مرنیکو لائق ہون نہ اس جینے کی قابل ہون

نہ طعنے زخم ریزا پنے نہ شکوہ لطف خیزا نکے
جو خنجر ہون تو بیدم ہون جو پہلو ہون تو بیدل ہون

جو تم شوخی سی پہلو مین مری برق جہندہ ہو
تو مین دل کی تپش سی اضطراب نبض بسمل ہون

تمنا ہی ستایش کی شکایت ہی نہ غیبت کی
جو ناقص ہون تو ناقص ہون جو کامل ہون تو کامل ہون

مری بی جوہری پر اہل جوہر رشک کرتے ہین
وہ ناقص ہون کہ مین اوس نقص مین بھی فرد کامل ہون

کوئی دم کا مسافر ہون کوئی ساعت کا ہون مہمان
نگاہ ناز قاتل ہون ادای قصد بسمل ہون

نہین ہے مجھ مین اوسمین کچھ دوی ورنہ تو اتنی ہے
مین اپنا پردہ ورہی ہون اپنا آپ حائل ہون

وہ جتنا دور کہنچتا ہی تعلق اور بڑہتا ہے
مجھے ہی بعد جتنا دوست سی اتنا ہی اوصل ہون

نہ دیکھو آینہ مین مجھ مین دیکھو اپنے جلوے تم
صفا مین اوس سی ہمدم ہون تحیر مین مقابل ہون

وہ کہکر آینہ کو سامنے لو خود ہی کہتی ہین
ادا سی ناز سے غمزہ سی کس کس سی مقابل ہون

مری دیوانگی فرزانگی پر فوق رکھتی ہے
وہ دیوانہ ہون مطلب کا کہ تم جیسے یہ پائل ہون

نہ چھوٹی بیخودی میں بھی خودی وخویشتن داری
یہ ہشیاری سی کیا کم ہے کہ خود اپنی سی غافل ہون

مگر نیکا مری قاتل نے اچھا ڈھنگ سیکھا ہے
کہ اک اک کو سناتا ہے مین اس کشتہ کا قاتل ہون

وہ ناکام تمنا ہون ظہیر اس بحر ہستی مین
کہ غرق آب ہون اور خشک لب بالای ساحل ہون

زہر اب تلخ کامی حرمان چشیدہ ہون
محو مکیدن لب دندان گزیدہ ہون

ابنای روزگار سے صحبت سیدہ ہون
یاران ہمطریق سے عزلت گزیدہ ہون

ہستی کی کشمکش سی تعلق بریدہ ہون
عزلت سی آرمیدہ دوی سی رمیدہ ہون

نخل خزان رسیدہ نہال خمیدہ ہون
بیگانہ سبزہ وار چمن مین دمیدہ ہون

اس خاکدان مین کچھ نہین جز گرد نیستی
مین پای برہنہ تاز بدامن کشیدہ ہون

مجروح تشنہ کام ہون بالای چشمہ سار
صحن چمن مین بلبل بازو بریدہ ہون

ہے دور کھینچتی مجھے میری فرد تنی
مین اس خمیدگی مین بھی تیغ کشیدہ ہون

روتا ہون پھوٹ پھوٹ کی کسکے فراق مین
فوارہ وار مین ہمہ تن آبدیدہ ہون

کمبخت دل ندی مجھے ترغیب انبساط
اندوہ و رنج کے لیے مین آفریدہ ہون

کیون جاؤن بزم غیر مین کچھ شمع وگل نہین
مین سر بریدہ ہون نہ گریبان دریدہ ہون

آنے سے اونکے آتی ہے چہرہ پہ آب و تاب
مین اپنی رخ کا آپ ہی رنگ پریدہ ہون

پیری نے سب سکھا دیے آداب انکسار
اب سلام کے لیے آپہی خمیدہ ہون

سن لیجیے خلاصہ مری سرگذشت کا
ناشاد و نامراد ہون آفت رسیدہ ہون

آنکھون سے گر گیا ہون اور تھا نامحال ہے
اے بیوفا مین صورت اشک چکیدہ ہون

پوچھینگے حشر مین تو یہ کہدونگا ای ظہیر
آفت رسیدہ غمزدہ و رنج دیدہ ہون

راستی پر کبھی مزاج نہین
بدگمانی کا کچھہ علاج نہین

کل جو تھی بات اپنی آج نہین
اب تو کوسون بھی وہ مزاج نہین

تنکوا اپنے کیے کی لاج نہین
درد دل کا مری علاج نہین

دل پر داغ کو وہ کہتے ہین
جنس کاسد کمایان رواج نہین

ہین فرشتے بھی جان کی خواہان
کون ہے جسکو احتیاج نہین

کس دناکس سے دل ملے کیونکر
وہ طبیعت نہین مزاج نہین

دست قاتل مین رک گیا خنجر
نبض بسمل مین اختلاج نہین

اک خدائی ہے کلمہ گو انکی
کون سی جا بتون کا راج نہین

نبض پر ہاتھہ رکھہ دیا کسنے
اب وہ اگلا سا اختلاج نہین

جو نہ آئی نہین طبیعت وہ
جو سنبھل جایے وہ مزاج نہین

ایک بوسے پہ اسقدر حجت
کوئی حاصل نہین خراج نہین

نام تیرا نہین ہے جس دل مین
ایسے سکہ کا یان رواج نہین

دل ملے خاک اونکے دلسے ظہیر
کہ مزاجون مین امتزاج نہین

دل کو دارالسرور کہتے ہین
جلوہ گاہ حضور کہتے ہین

وہ خود اپنے کو حور کہتے ہین
پر مجھے ناصبور کہتے ہین

نہ کہین باوفا مجھے مونہہ سے
ہان وہ دل مین ضرور کہتے ہین

ہم جب اونکی بلائین لیتے ہین — ہٹ پرے دور دور کہتے ہین
کون جھکتا ہے کون کہتا ہے — سب یہ کسکا قصور کہتے ہین
وہ مجھے اور کچھہ کہین نہ کہین — شیفتہ تو ضرور کہتے ہین
وہ ہمارا ہی روز فرقت ہے — جسکو یوم النشور کہتے ہین
وہ حسینون کی بے نیازی ہے — لوگ جسکو غرور کہتے ہین
اک خدائی کہا کرے تہا — ہم تو اوسکو غفور کہتے ہین
دل کی تعظیم تمکو واجب ہے — عرش رب غفور کہتے ہین
یہ کوئی بات ہے بگڑنے کی — کہ مجھے رشک حور کہتے ہن
پیکے دیکھی بہی حضرت واعظ — آپ جسکو طہور کہتے ہین
ہم خدا سے تمہین کو مانگین گے — لوگ تمکو بہی حور کہتے ہین

مل کے دیکھا تو سادہ دل ہے ظہیر
لوگ تو اوسکو دور کہتے ہین

خاک راہ در جانانہ بنے بیٹھے ہین — بینوا صاحب کاشانہ بنے بیٹھے ہین
دل مین وہ زینت کاشانہ بنی بیٹھی ہین — اور اس بط پہ بیگانہ بنی بیٹھے ہین
پند گو خیر سے دیوانہ بناتے ہین مجھے — یہ بڑی عاقل و فرزانہ بنے بیٹھی ہین
ہمسے حال دل ویران شدہ کیا پوچہتے ہو — ہم تو خود صورت ویرانہ بنے بیٹھے ہین
کسطرح حسرت و ارمان کو نکالون دلسے — یہ تو خود مالک کاشانہ بنی بیٹھی ہین
کوئی پوچہے تو سہی ہمسے ہماری روداد — ہم تو خود شوق مین افسانہ بنے بیٹھے ہین

شکوہ سوز غم رشک پہ کہتے ہین ظہیر — آپ کیون بزم مین پروانہ بنی بیٹھی ہین

ہمنشین اونکے طرفدار بنے بیٹھے ہین
میرے غمخوار دل آزار بنے بیٹھے ہین

وہ جو یون دل کی خریدار بنے بیٹھے ہین
اپنے مطلب کے لیے یار بنے بیٹھے ہین

بات کیا اون سے کرون اونکو وہ ٹھہرا دون کیونکر
مدعی بیچ مین دیوار بنے بیٹھے ہین

گر یہی صلح یہی جنگ کی عادت ہے تو خیر
ہم بھی غیرون کے طرفدار بنے بیٹھے ہین

ناتوانی نے اوہر پاؤن پکڑ رکھے ہین
وہ نزاکت سے گرانبار بنے بیٹھے ہین

تیغ کیا ہاتھ مین لین کشتن عاشق کیلیے
خود ہی کھینچ کھینچ کے وہ تلوار بنے بیٹھے ہین

کیا برسی شے ہے محبت بھی الٰہی توبہ
جرم نا کردہ خطاوار بنے بیٹھے ہین

کوئی خنجر تو سنبھالے کوئی قاتل تو بنے
ہم بھی مجرم سر بازار بنے بیٹھے ہین

شکل تصویر ہین وہ شرم و حیا سے عاشق
ہم اوہر نقش بدیوار بنے بیٹھے ہین

جنبش لعل روان بخش پہ کیون آنہ رہے دل
اچھے اچھے بھی تو بیمار بنے بیٹھے ہین

جا لگاتے ہین اونہین میری طرف دیدہ و چشم
میرے ہمدرد بھی دو چار بنے بیٹھے ہین

بیوفائی کے گلے جنکے ہوی تھی کل تک
آج دنیا کے وفادار بنے بیٹھے ہین

کاٹ دیتے ہین مری بات اثر سے پہلے
مدعی بیچ مین تلوار بنے بیٹھے ہین

وہ ہین اور غیر ہین اور عیش کے سامان خطیر
ہم اکیلے سب سے گنہگار بنے بیٹھے ہین

۸۱

گنہگار محبت ہون تو مین ہون
سزاوار ملامت ہون تو مین ہون

یہ مطلب آشنا ہین چار دن کے
شریک رنج و راحت ہون تو مین ہون

مرے ہوتے ستم کیون اور پر ہون
کہ شایان عداوت ہون تو مین ہون

سر قاصد کی جا کاٹو مرے ہاتھہ
کہ لکھتا گر شکایت ہون تو مین ہون

پہلے ہو تو مجھی کو دل مین کہہ لو — کہ منیاد کدورت ہون تو مین ہون
وہ کہتے ہین عدو کا کیون گلہ ہے — نمک پاش جراحت ہون تو مین ہون
تہین تو ہو زمانے مین وفادار — بجا ہے بیمروت ہون تو مین ہون
مجھے ہوتی ہے خفت تم نہ شرماؤ — کہ تصویر خجالت ہون تو مین ہون
زمانے سے وفا کرتے ہو تم تو — جہان مین بیمروت ہون تو مین ہون
مجھے تم دیکھ لو اور کچھہ نہ پوچھو — سراپا درد فرقت ہون تو مین ہون
مرے جگر کڑون سے ناصح تجکو کیا ضد — کہ سہتا رنج و راحت ہون تو مین ہون

سمائی ہے ظہیر یہ اونکو نخوت
جہان مین خوبصورت ہون تو مین ہون

گھر سے جاتے ہی نہین آنکھہ ملاتے ہی نہین — صاف کہتے ہی نہین بات چھپاتے ہی نہین
مدعی ہمکو بلاتے ہین تو آتے ہی نہین — ایرے غیرون کے تو احسان اوٹھاتے ہی نہین
ربط ہے غیر سے اور اوسکو چھپاتے ہی نہین — بات بگڑی ہے تو بگڑی ہی کو بناتے ہی نہین
تم ملاتے ہو ہمین بزم عدو مین کیا خوب — ہین یہی ناز تو ہم ناز اوٹھاتے ہی نہین
بزم خلوت مین بہلا غیر کو لانا کیسا — تم نہ آؤ تو ہم ایسے کو بلاتے ہی نہین
یہ تو کمبخت محبت پہ پڑے ہین پتھر — ہمکو گر غیر سمجھتے تو ستاتے ہی نہین
وعدہ کیا تمنے کیا روز کا ملنا ہی گیا — شرم یہ خوب ہوئی سامنے آتے ہی نہین
جاؤ بس دیکھہ لیا تمکو یہی تہا اخلاص — اب عنایت کی عوض ہمکو ستاتے ہی نہین
کیا تماشا ہے کہ اب غیر جو راتی ہین نگاہ — ایسے ریجھے کہ تم آنکھون مین سماتے ہی نہین
ایسے مغرور سے کیا خاک نباہے کوئی — بات سنتے ہی نہین اپنی سناتے ہی نہین

گھر کے مختار بنے بیٹھے ہین ارمان دلمین
دل سے جاتی ہی نہین دل مین سماتی ہی نہین

جانتے ہم کہ بدل جاؤگے ایسی آنکھین
چاہ کرتے ہی نہین چاہ جتاتی ہی نہین

چھیڑ غیرون سے پس پردہ رہا کرتی ہے
پردہ رکھتے ہی نہین پردہ اوٹھاتی ہی نہین

دور بیٹھے ہوے اغماض جتاتی ہین مجھے
پاس آتی ہی نہین پاس سی جاتی ہی نہین

شکے مطلب کی وہ کہتی ہین ذرا ہوش مین آؤ
چونچلے ایسے کسی کے مجھے بھاتی ہی نہین

مرنیوالے ہی تو کچھ دیکھہ کے مرتی ہین ظہیر
ایسے ویسے پہ تو ہم جان سی جاتی ہی نہین

دینے کو ایک جان ہی کسی دون کسی نہ دون
اور طالب اک جہان ہی کسیکو دون کسیکو دون

ہر ناز دلستان ہی کسی دون کسی نہ دون
دل جنس ارمغان ہی کسی دون کسی نہ دون

خواہان دل ہین دوست بھی دشمن بھی گہی
کن آفتون مین جان ہی کسی دون کسی نہ دون

بازاریان جنس الم ہین گران فروش
ارزان متاع جان ہی کسیکو دون کسیکو دون

کہتے ہین وہ بتا یہ کس کس سے عہد کو
یان سونہہ مین اک جان ہی کسی دون کسیکو دون

اک دل ہی اور دل کی طلب مین ہی نگہ نگہ
اس کشمکش مین جان ہی کسیکو دون کسیکو دون

لکھا مرے لفافہ خط پر ہی نام غیر
حیران خط رسان ہی کسی دون کسیکو دون

آتے ہین جان لینے کو اب وہ بھی گہی گہی
یہ وقت امتحان ہی کسیکو دون کسی نہ دون

یہ پوچھتا ہون دل کی طلب پر نہین سہی مین
یہ دل ہی اور یہ جان ہی کسیکو دون کسیکو دون

سر پر اجل کھڑی ہی دم جانہی ظہیر
خواہان دلستان ہی کسی دون کسی نہ دون

دور بین ہی نگہ شوق تو کچھہ دور نہین
دیر و کعبہ مین نہین کیا کہ سر طور نہین

گون شوریدہ سر اس دشت مین منظور نہین — ہان مگر والب اظہار ہو مقدور نہین
دل و جان پیشکش ناز کیا چاہتے ہین — وای برحال کہ کہ دین ہین منظور نہین
وہ تو جلوے ہی جدا ہین جنہین ہم ڈھونڈتے ہین — مشعل دیر نہین روشنی طور نہین
محرم راز نہین گوش حقیقت بردار — ورنہ ہر بانگ کم از نغمۂ منصور نہین
یہ جو اک آگ سی سینہ مین لگی رہتی ہے — جانتا ہون کہ تمہین ہو دل محرور نہین
ایک تم پر نہین قابو کہ اجل پر اپنا — وای برحال کہ مختار ہون مجبور نہین
بے زری سے مرے جوہر کو نہ پہچانا کہا — جسقدر خلق مین گمنام ہون مشہور نہین

آسمان مدعی صاحب جوہر ہے ظہیر
شکر صد شکر کہ مستور ہون مشہور نہین

دیکھ لو اسکے مرے گھر مین کہین نور نہین — تیرہ روزی کے مقابل شب دیجور نہین
وعدۂ حشر کو کہتے ہین کہ کچھ دور نہین — کیا قیامت ہے کہ یہی دن ہین منظور نہین
اوسکے وعدے پہ تو جمتا دل مجبور نہین — بات ہے بات سمجھ جاہی تو کچھ دور نہین
مدعای دل حسرت زدہ مستور نہین — وہ تمنا ہے مری جو دن منظور نہین
کیا کہین حسن و محبت کا یہ دستور نہین — تم تغافل سے تو ہم شکوہ سے معذور نہین
وعدۂ حشر و ملاقی جدائی معلوم — مین فرشتہ نہین انسان ہون تم حور نہین
وان نیایش کا گذر ہے نہ ستایش مقبول — وہ ستمگار کسی رنگ مین معذور نہین
قول کا دست حنائی کے بھروسا کیا ہے — ہاتھ مین رنگ حنا ہے دل رنجور نہین
جانتا ہون کہ شکستون کے لیے ہین پیمان — کیا کرون دل شکنی ہی تری منظور نہین
رشک پر رشک ہے اوروں کو نہوگا کبتک — شاد مان ہون کہ دل غیر بھی مسرور نہین

قتل کے لطف تڑپنے کے مزے کچھ اوٹھے
حیف اس گون بھی ہمارا تنِ رنجور نہین

شکوۂ جور پہ کہتا ہے کہ قسمت تیری
ہای وہ عربدہ جویون بھی تو معذور نہین

یاد ہے یاد ظہیر آہ دمِ عرضِ وصال
اولکا کہنا وہ لگاوٹ سے کہ چل دور نہین

امید سود تھی کچھ کچھ زیان مین
وہ گردش بھی نہین اب آسمان مین

تہین پہر نا پڑیگا امتحان مین
زبان اک اور بھی رکھہ لو زبان مین

بنائے گھر دلِ نامہربان مین
وہ طاقت بھی نہین اتو فغان مین

لکھے تھے جو نصیب دشمنان مین
وہ ارمان ہین دلِ ناشادمان مین

وہ کچھ کچھ بیٹھہ کر سننے لگے ہین
مزہ آنے لگا ہے اب فغان مین

توقع پر ستم سہتے ہین کچھ دن
وگرنہ کیا دھرا ہے امتحان مین

چلین آہستہ آہستہ سبکتاز
بہت سے خستہ پاہین کارواں مین

مرا حال اور پھر میری زبانی
غضب رنگینیان ہین داستان مین

ستم ہے وہ زبان مجھہ سی بد لجائے
رہے اک عمر جو میرے دہان مین

انا الحق کہہ اوٹھا آخر کو منصور
نہین ہوتی سمائی رازدان مین

ہم ایسے حال دل کہنی سی باز آئے
عدو بھی ہمزبان ہو جس بیان مین

جفای نارواہی مین تو سہہ لون
کسی کا گھر بھلا ہو اس زبان مین

خدا ہی ہو کہ ہون اقرار پورے
کہ لکنت ہی ابھی سی کچھہ زبان مین

تری نہر نگیون سی ہین امیدین
کہ کچھہ کچھہ ہونیوالا ہے جہان مین

وہ اوٹھے پھر گئے یان آتی آتے
ابھی دقفہ ہے مرگ ناگہان مین

رہے دشمن نوا سنجی کہ چرچے	قفس مین ہم رہے یا آشیانمین

ظہیر اور داغ اور حالی ہین اب تو
کبھی تھے مومن و غالب جہانمین

ردیف واو

نہین کیا یہ بھی قدرت انقلاب چشم فتان کو	کہ صبح وصل سے بدلے ہماری شام ہجران کو
غضب کے تور جو ڑ آتے ہین اوسکی چشم فتانکو	کسی کا دل کہین توڑا کہین باندھا ہی پیمان کو
مرے دل سے مٹا دو نا محو حشت کے سامانکو	کہ دامان خیال یار سی سی دو گریبان کو
یہ طاقت ہے اسیران بلا کی شور و افغان کو	کہ اتنی ناتوانی پر اوٹھالین سر پہ ندان کو
فروغستان بتاؤ ساز عشرت سے شبستان کو	مرے بدلے نکالو گھر سے اپنے سیر ارمان کو
سر عاجز نوازی ہی تو شان سرفرازی ہے	گھٹا دو بے نیازی کو بڑھا دو دو ورا مان کو
جہان کی تیرہ روزی نے مرا گھر تاک رکھا ہے	یہین ہر پہر کے ملتا ہی ٹھکانا شام ہجران کو
زبان کہلوا کے پیش غیر کیون سوای عالم ہو	مری دل ہی من سہنے دو مری چاک گریبان کو
کہلینگے گل تو آگے آگے اب تو زیب دامن ہین	خدا رکھے سلامت دیدہ خونبار افشان کو
ہماری بد نصیبی پر ہی حسرت ناز کرتی ہے	نہ ہمسے ساز قسمت کو نہ سر سے ربط سامانکو
محبت کے کرشمے کچھ نہ مانے سنے رائے ہین	گریبان لینگے مین سیا یوسف کی دامان کو
مرے زخم جگر کا چارہ گر بہتر تو شکل ہے	مگر ہان زخم کے روزن مین گر رہنے دو پیکان کو
کشاکش سی کشاکش ہے ہم حسن و محبت مین	ترے دامن کو وہ کھینچے تو یہ میرے گریبان کو
لگاؤ سینہ بسمل پہ ناوک بر سر ناوک	تم اپنے تیر کے بدلے نکالو دل سے ارمان کو
نہ لوٹے برق خرمن سوز اگر دکان رخت ہستی کی	نہ پھونکا آتش غم نے بھی اس دیرینہ سامان کو

حسابِ دوستانِ دل سمجھ لیجے تو بہتر ہے
کہ ہمنے دل کے بدلے مین لگا رکھا ہی پیکانکو

دیے ہین وصل کی شب دلکو کیا کیا پیچ و تاب اسنے
کبھی گیسو کو سلجھایا کبھی زلفِ پریشان کو

گلہ کسکا کرین دونو کو نقشِ آب کہتے ہین
ہم اپنی زندگانی کو تمہارے عہد و پیمان کو

جوابِ نامۂ دلدار قاصد مختصر یہ ہے
کہ اب مجھسے چھپاتے ہین مری حال پریشانکو

جسے دل توڑنا اک کھیل ہو گبر و مسلمان کا
وہ کافر خاک سمجھیگا شکستِ عہد و پیمان کو

کہین ٹوٹے ہو چکے جھگڑا رفو گر پارہ دوزی کا
رگِ جان سے مری سی دی مری چاکِ گریبانکو

سخن کیا چیز ہے جسکی بدولت یاد کرتے ہین
ظہیرِ مومنِ دلآزردہ و ذوقِ سخندان کو

وہ کسی سے تمکو جو ربط تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ کسی پہ تھا کوئی مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

تمہی ہم مین تم مین ہی پیار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم سے تم سے بھی تھی ایک بات تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نگاہِ ناز کہ شرمہ سا وہ ادائے لطف ستم نما
وہ حجاب نرگسِ سرمہ سا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بنانا چہرہ عتاب کا وہ نہ دینا منہ سے جواب کا
وہ کسی کی منت و التجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

تمہین جسکی چاہ پہ ناز تھا جو تمہارا محرمِ راز تھا
مین وہی ہون عاشقِ باوفا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ جبکہ نکل گیا تو عبث ہی تم سے مجھے گلہ
کرون شکوہ کون سی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی سازشی کبھی ہم بھی وقفِ نیاز تھے
ہمین یاد ہو تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو دل سے دلکو لگاؤ تھی تو بگاڑ مین بھی بناؤ تھے
وہ تمہارا ناز سے روٹھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی بولنا وہ خفا خفا کبھی بیٹھنا وہ جدا جدا
وہ زمانہ ناز و نیاز کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو مری تھی شرم و حجاب مین تو ہزار لطف عتاب مین
وہ حجاب قہرِ شباب کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

شبِ وصل مین جو ہوی بہم تو یہ چھیڑ چھاڑ ہی دمبدم
جو قرار تھا کسی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ابھی تھوڑے دن کا ہے تذکرہ کہ رقیب کہتے تھے برملا
میرے آگے تمکو برا بھلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو ہنسی ہنسی مین ہوے خفا تو لپٹ کے سینے سے دی دعا
یہ توکل شب کا ہے ماجرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہنسکے مونہہ کو چھپا لیا کبھی مسکرا کر دکھا دیا
کبھی شوخیان تمہین کبھی حیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی شکر لطف وصال ہے کبھی شکوہ رنج ملال کے
کبھی طیش طعنہ اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو بنا ہو عارف باخدا یہ وہی ظہیر ہے بیحیا
وہ جو رند خانہ بدوش تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

پھر جایے جو تمسے دل دشمن تو مزا ہو
ہم تم کو دکھا دین ابھی کیا تمسے ابھی کیا ہو

ملنا ہے تو مل جاؤ خفا ہو تو خفا ہو
ہم کوئی گنہگار ہین تم کوئی خدا ہو

اچھا ہے اگر لطف کے پردے مین جفا ہو
شوخی ہو طبیعت مین نگاہون مین حیا ہو

کیا فرض ہے عاشق پہ ستم ہو کہ جفا ہو
بیداد سے کیا کم ہے اگر حسن ادا ہو

دشمن کی کدورت نہ مٹاؤ مرے دلسے
اس مین نہ تمہارا کوئی نقش کف پا ہو

ہمسایہ تو کیسا کبھی در تک نہین آتے
کیا تم بھی شکست دل محزون کی صدا ہو

کیا بات ہے پیمان شکستہ کی درستی
مین وقت گذشتہ ہون کہ تم عہد وفا ہو

تم اور تمہین صاعقہ و برق سے نسبت
ہان آپہی اپنی کوئی شوخی کی ادا ہو

تم کو تو ول آزاری عاشق سے غرض ہے
وہ جور ہی کیون کبھی جس مین کہ مزا ہو

آتے ہین مزے وصل کے بیتابی لبین
اغلب ہے کہ یہ بھی اوسی کافر کی ادا ہو

تم کیون رہو تمکو دل اغیار سے مطلب
حسرت نہ تمنا نہ کدورت نہ دعا ہو

کچھ ناز مین رنجش ہو تو رنجش مین لگاوٹ
کچھ شرم مین شوخی ہو تو شوخی مین حیا ہو

تم جان سہی جان سے امید وفا کیا
گر دل ہو تو بیزار ہو گر دم ہو خفا ہو

بدنامیِ عشاق ہے معجوب سے کمتر
تم مجھ سے سوا خلق مین انگشت نما ہو

کچھ سنج لو کچھ دیکھ لو اس عشق کی انجام
ہم یہ نہین کہتے ہین کہ دشمن کو نہ چاہو

تعذیر کے لائق ہے اگر جرم محبت
عالم کے گناہون کی مرے لکو سزا ہو

جنت مین ظہیر صبح آشام اگر جاے
ناکردہ گناہون کو تاسف تو بڑا ہو

لو ہم بھی یہ کہتے ہین کہ تم غیر کو چاہو
معشوق تو یہ کچھ ہو جو عاشق ہو تو کیا ہو

تم دیر مین چلکر تو ذرا جلوہ فگن ہو
پھر ہم بھی تو دیکھین کہ کدھر قبلہ نما ہو

جب لطف ستم ہے جو ستم ہو وہ نیا ہو
پنہان نگہ لطف مین کاوش کی ادا ہو

مین اپنی وفاؤن سے سزاوار جفا ہون
تم اپنی جفاؤن سے گرفتار وفا ہو

مین اوس ستم ایجاد سے بڑھکر ہون جفا جو
وان جور و ستم کم ہو تو یان شوق سوا ہو

تم غیر سے پھرتے نہین اور تم سے دل اپنا
کیا تم بھی ہماری دل محزون کی وفا ہو

کچھ دور نہین حشر مین دشمن کی بن آئے
تم جسکی طرف ہو اوسی جانب کو خدا ہو

آئینہ نہ دیکھو کہین مجھ سے ہی نہ جاؤ
پہلی ہی تم اپنی نگہہ ہوش ربا ہو

قاصد کی کف پا سے ملون خط جبین کو
کافر کی نہ مٹی مین مقدر کا لکھا ہو

تم کیا ہو کہ دل ہو جو ہر اک سے غضب آیا
اک قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو

اچھا نہین اتنا بھی لگاؤ ہون کا جتانا
ایسا نہو تم خلق مین انگشت نما ہو

دل کھول کے جب وصل کے ارمان نکالون
گر جان لون تو غیر کے دل مین نہ رہا ہو

جسنے ترے بیداد مین دی لطف کی داد
راضی ہین جو ناکردہ گناہون کی سزا ہو

پہلے جو ظہیر اپنی سیہ روزیِ اعمال
تاریک شب غم سے سوا روز جزا ہو

وصل کا احتمال ہے مجھ کو — ہے اور اچھا خیال ہے مجھ کو
ہر دم اونکا خیال ہے مجھ کو — ہجر مین بھی وصال ہے مجھ کو
وہ اور اون سے وصال ہے مجھکو — خواب ہے یا خیال ہے مجھ کو
خوش ہون کیا کیا مری شب ہجران — دولت بیزوال ہے مجھکو
کیون نہ کہتے فلک کی آنکھون مین — کاہشون مین کمال ہے مجھکو
خواب مین بھی ہون وصل سے محروم — جانتا ہون خیال ہے مجھ کو
بیخودی شوق ہون نہین معلوم — ہجر ہے یا وصال ہے مجھ کو
آنکھ لڑتی رہی حسینون سے — شوق جنگ و جدال ہے مجھکو
اپنے جامہ سے دور ہون جتنا — دوست سے اتصال ہے مجھ کو
سوچتا ہون وصال کی تدبیر — خوب فکر مآل ہے مجھکو
سونپتا ہون رقیب کو انصاف — خواہش انفصال ہے مجھکو
فیصلہ ہے نگہ ملانے مین — سہل تم کو محال ہے مجھ کو
طبع وقت پسند رکھتا ہون — آرزوے محال ہے مجھکو
اپنے اللہ کا مقلد ہون — عشق حسن و جمال ہے مجھکو

آسمان دشمن ہنر ہے ظہیر
نقص میرا کمال ہے مجھکو

آشوب روزگار سے خالی جہان نہو — سر بر مرے زمین ہو اگر آسمان نہو
مین جانتا ہون جو مری خط کا جواب ہے — یارب وہ نامہ بر کی زبان سے بیان نہو
سب آفتین جہان کی مری دم کے ساتھ ہین — بجلی ہی کیون گری جو مرا آشیان نہو

رہ جائین دل کی دلمین مری بدگمانیان
یارب وہ شوخیون سے جہان ہی جوان نہو

اک التفات عام نے سب کچھ بھلا دیا
ایسے سے کیا گلہ ہو جو نامہربان نہو

جینے کچھ خوشی ہے نہ مرنیکا رنج و غم
مرجائین لاکہ بار جو تو بدگمان نہو

اپنی تو زندگی ہے غم جاودان طہیر
جینا محال ہو جو فراق بتان نہو

کہدو یا جان سے دیدیکے دلاسے مجہکو
چارہ سازون نے دیا زہر دوا سے مجہکو

اوسکے کوچہ مین ٹپک آئین بلا سی مجہکو
دوست کیا جاکے ملائینگے خدا سے مجہکو

آج کیا کیا نہ شکایت ہے قضا سے مجہکو
موت آتی ہے تو دشمن کی دعا سے مجہکو

کیا نمک پاش جراحت ہی تسلی اونکی
مژدۂ وصل سے دیتے ہین دلاسے مجہکو

ہر گھڑی زندگی تازہ کہان سے لاؤن
ذبح کرتے ہین وہ ایک ایک ادا سے مجہکو

شرم وان مانع دیدار ہے یان عجلتِ مرگ
اونکو شکوی ہین حیا سی تو قضا سے مجہکو

ناک مین دم ہے تری باتہہ سے کیونکر طہیر
یار آجائے کہین موت بلا سے مجہکو

سوز دل سی کیا عجب ہے گر سمندر خشک ہو
ہم تو جب جانین ہمارا دیدۂ تر خشک ہو

گر لکہون نامہ مین اپنا حال بخت نارسا
نامہ بر کا بالو اور بال کبوتر خشک ہو

تشنۂ دیدار وہ ہون ذبح کیجے گر مجہے
حلق پر وقت روانی آب خنجر خشک ہو

ہے مری آنکہون سی جاری جاد آب روان
آستونکے پونچہنے سے کب سمندر خشک ہو

ہو سکے تو کچہہ علاج سوز دل کیجیے
اشک نالی سے فقط کیا دیدۂ تر خشک ہو

ہے مری تر دامنی سے آب رحمت آب آب
تر کرون گریہ سے گر دامان محشر خشک ہو

آب گریہ مین ہون نخل بے ثمر فوارہ وار
ہون وہ چوب خشک جو پانی کے اندر خشک ہو

اشک نالی سے کسیکی جوش طوفان تھم گیا
اونکا دامن تر نہو تو دیدۂ تر خشک ہو

پی گیے ہم بزم مین آنسو تمہاری خوف سے
ورنہ اپنی چشم دریا بار کیونکر خشک ہو

باغ دنیا مین نہ راس آئی برومندی مجھے
وہ نہال خشک ہون جو بیول پیلکر خشک ہو

رنگ لائی ہے مری جوش بہار مین خزان
وہ گل پژمردہ ہون جو شاخ گل پر خشک ہو

تشنہ کامان ازل جائین اگر فردوس مین
بدنصیبی سے یقین ہے آب کوثر خشک ہو

ای ظہیر افسوس ہے کوثر ہے فردوس مین
اور زمین پر لالہ زار سیر کوثر خشک ہو

ہر سبکسارانہ پہونچے منزل تسلیم کو
دوش نسیان پر گہا بار امید و بیم کو

ای گل ای شاخ گل اوٹھی تری تعظیم کو
تو نہالان چمن پہچہ پہچہ گیے تسلیم کو

خوب نالا حضرت واعظ نے ہمکو خلد پر
بندگی ہے خلد کو تسلیم ہے تسنیم کو

ضعف سے کروٹ بدل سکتا نہین مین ناتوان
اضطراب دل اوٹھاتا ہے تری تعظیم کو

صحبت خاصان حق ہی حفظ حق ہی کم نہین
نار سے دہشت نہین دامان ابراہیم کو

اندنون کچھ گردش چشم فسون گر اور ہے
ای منجم دیکھ تو اس سال کی تقویم کو

خاک مین مل مل کے ڈھونڈھی ہمنے راہ کوی دوست
ٹھوکرین کہا کہا کہ پہونچے منزل تسلیم کو

خار خار دشت پر ہے تار تار پیرہن
ہمنے ای دست جنون ناتری تقسیم کو

الہ الہ ای ظہیر خستہ جان تیری نصیب
تو جھکے تسلیم کو اور وہ اوٹھین تعظیم کو

کیا ہوا ای جذبۂ الفت تری تاثیر کو
سمت دشمن وہ چلے ہین کھینچکر شمشیر کو

دیکھنا صورت گر دنکی شوخیِ تحریر کو
زردیِ رخ سے مری کھینچا مری تصویر کو

آفرین صد آفرین جذبِ دلِ نخچیر کو
شست تیرِ اندازِ مین پر لگ گئی ہین تیر کو

کچھہ تو ایسا لکھہ دیا اوس شوخ پر تزویر کو
مدعی آنکھون سے ملتے ہین مری تحریر کو

رہروانِ منزلِ تسلیم ہین عاجز نواز
کیون نہ آنکھون مین جگہہ دون خاکِ رہگیر کو

ہے اگر فکرِ رفو پیراہنِ صد چاک کی
قطع کر ناصح مری دستِ گریبان گیر کو

گفتگو مطلب مین ہے اور حرف مطلق موت ہے
دیکھنا اوس حیلہ جو کی شوخیِ تقریر کو

عاجزونکی دستگیری سے جہانکو ننگ ہے
سب جھٹک دیتے ہین میری خاک دامنگیر کو

دیکھہ لو مجھہ کو نگاہِ لطف سے مرجاؤنگا
کب عتاب و قہر ہے شایان مری تعذیر کو

حسرتین بڑہتی ہین اوتنی جسقدر پڑتی ہین تیر
اک جہانِ دل ہے شایانِ سینۂ نخچیر کو

وصل اوسکو ہجر مجھہ کو واہ قسّامِ ازل
سر نوشت غیر سے بدلا مری تقدیر کو

ہین مری حیرانیان میرے لیے سو کوبناؤ
لے اوڑا ہے رنگِ رخ سیلِ مری تصویر کو

مجھہ سے ناصح لذتِ زخمِ ملامت کہنہ پوچھہ
حوصلہ تعذیر سے دونا ہوا تقصیر کو

ہون وہ ناکامِ ازل اک خلق ہی جس سے نفور
ننگ ہے دامن سے میرے خارِ دامنگیر کو

غیر کیا سمجھے محبت کو کہ آخر غیر ہے
پوچھنا تھا مجھہ سے میرے جرم کی تعذیر کو

رنجشِ بیجا بھی ہوجاتی ہے تدبیرِ وصال
خود چلے آتے ہین وہ کھینچے ہوئے شمشیر کو

دیکھنا نشو و نمایِ شوقِ قتلِ کشتنی
دمبدم بالیدگی ہے سبزۂ شمشیر کو

اک صنمنے کے در پر سر کو ٹکراتے ہوئے
ہمنے دیکھا تھا ظہیر مضطر و دلگیر کو

پڑا ہے دل کہین بیٹھے کہین ہو
مرے پہلو مین ہو اور پر نہین ہو

عدو مجھ سا نہ کیون اندوھگین ہو
کہ تم شوخی سے اپنی ہر کہین ہو

نگہ کیا تم تو خود دل مین مکین ہو
سراپا بزگس سحر آفرین ہو

اشارے کر رہی ہے چشم فتان
کہ جو ہونا ہے محشر مین نہین ہو

تمہاری بے نیازی کے تصدق
عدو کا در رہو اور میری جبین ہو

مرا حال اوس خدا مارے سے پوچھو
کہ مجھ سا مورد بیداد و کین ہو

جہان بیٹھے اوٹھے محشر اوٹھا کے
قیامت ہے قیامت آفرین ہو

بلا ہے وہ نگاہ صلح دشمن
کہ جتنی شرمگین ہو خشمگین ہو

ہوے ہو مبتلا کیا پھر کسی پر
ظہیر زار کیون زار و حزین ہو

ہماری ضد سے پابند وفا ہو
وفا دشمن ہو دشمن آشنا ہو

تمہین کیا جانتا ہو کوئی کیا ہو
قیامت ہو قیامت سی سوا ہو

تمہین کہدو تمہارا حال کیا ہو
اگر ایسا کوئی مجھ پر فدا ہو

سراپا حشر ہو قہر خدا ہو
مگر با این ہمہ پھر خوشنما ہو

پڑی پر تو اتنے خوشنما ہو
پہلے ہو گر کسی سی تم تو کیا ہو

اگر ہو جان عاشق بیوفا ہو
اگر دل ہو دل بیدعا ہو

یہ سب کچھ ہو مگر اک چیز ہو تم
عدو ہو تند خو ہو بے وفا ہو

وہان مد نظر ہے خون کسی کا
عجب کیا وہ ہمارا مدعا ہو

وہ آ سکتے نہین بیرون در تک
برا ہو اس نزاکت کا برا ہو

ستم کو جو سمجھتا ہو عنایت
شکایت ہو تو پھر ایسے سے کیا ہو

میری گھر شوق سے آجاؤ ناصح
یہ سمجھوں گا کہ تم ہی اک بلا ہو

رہے ناکام دشمن بھی ہمیں سے
پہر آخر بے وفا ہو بیوفا ہو

شب غم کاش شادی مرگ ہوجاوے
نہیں آجاؤ گر میری قضا ہو

کوئی سر پھوڑتا تھا اونکے در پہ
مگر وہ ہو نہو میری ہی عا ہو

نہیں زیبا نہیں یہ رک رک کے ملنا
مرا دم ہو کے تم مجھسے خفا ہو

عدو پر ہے عنایت سب سے افزوں
ستم بھی ہو تو کیہ سب سے سوا ہو

قیامت ہے کہ صرف کشتن غیر
ہمارے ذبح کرنیکی ادا ہو

پسے جاتے ہو کیوں دشمن پہ اتنا
کسی کا دل ہو یا رنگ حنا ہو

ابھی کس سے لگا ہیں لڑ رہی تھیں
بجا ہے جسقدر مجھسے حیا ہو

وہ کوئی جانفزا ہے خواب آور
عجب کیا پا ہی قاصد سو گیا ہو

ظہیر آؤ چلو بھی میکدے کو
میاں ایسے کہاں کے پارسا ہو

شکوۂ شکست یو رنجش بیجا دیکھو
اور برہم ہیں وہ اوسطے یہ تماشا دیکھو

ہم تو ہرگز نہ کہینگے نہ ملو دشمن سے
دیکھو دیکھو کوئی دن اور تماشا دیکھو

عذر ایسا ہے نہ آنیکا نہیں جسکا جواب
سچ تو ہے تم مجھے کس طرح تڑپتا دیکھو

یہ تماشا کبھی تمنے بھی نہ دیکھا ہوگا
آؤ اور آکے ہماری شب بیدار دیکھو

بزم دشمن میں بلاتے ہیں بھی خیر سے وہ
لطف میں رنگ ستم ہی یہ تماشا دیکھو

نامۂ غیر کو آنکھوں سے لگاتے کیا ہو
دیکھو قسمت کا نوشتہ نہیں مٹتا دیکھو

روز ہوتے ہیں رقیبوں کے گلے مجھسے ظہیر
دوست بن بن کے ستمگر کا ستانا دیکھو

دیکھہ لو کوچۂ اغیار مین گر تم مجھکو
اوس گھڑی کے لیے لہدکر ی گم مجھکو

طعنے دیتے ہین پس مرگ بھی ہم مجھکو
تم مسیحا ہو تو لو آ کہو قسم مجھکو

سہو مین سہو ہوا ذوق تبسم مجھکو
یاد مین یاد رہے بھول کر بھی تم مجھکو

بیخود شوق ہون آتا ہے تو ہم مجھکو
کہ مرا جوش محبت نہ کرے گم مجھکو

اپنی ہمت کو مرے نظر کو دیکھہ دیتا
جام کیا چیز ہے دو چار تو دی خم مجھکو

تو نہ پائیگی مجھے اور وہ پا جائینگے
دیکھہ اے بیخودی شوق نہ کر گم مجھکو

آگیا دم تن بیجان مین دوبارہ ساقی
قلقل شیشہ ہوی زمزمۂ قم مجھکو

کاش ہو بنت عنب مین دل عاشق کی کشید
کہنے اہد ہی کہ لیجل طرف خم مجھکو

لب تک آئی نہ دیا حرف تمنا ئی صاف
کس فسونگر نے رکھا محو تکلم مجھکو

اونسے کہنے ہی بنا یا تھا غم ہجر تمام
بیکسی بول اوٹھی بھول گیے تم مجھکو

میکدے کی کہین اہد مری مٹی تو نہین
کھینچتی ہے کشش شوق سبو خم مجھکو

دہو دیا اشک ندامت نے مرا دامن تر
کیا ڈبوئیگا بس اب جرم کا قلزم مجھکو

یہ کسی اور کو دو آب بقا کے چھینٹے
بس ہے اے خضر مری خاک تیمم مجھکو

بحر پندار سے افسوس ابھر نے نہ دیا
دل کی موجون نے کہا غرق تلاطم مجھکو

چشم تر مین جو پھر ہنسی مین ہی ہنسی مین باتین
اس عنایات پہ کیا کیا ہے توہم مجھکو

گدگدا کر مجھے رلوا کے ہنساتی کیا ہو
نہین بہاتا ہے شکر رنگ تبسم مجھکو

وہ مرے پاس رہے اور نہین پایا ظہیر
عمر بھر میری خودی نے ہی رکھا گم مجھکو

زمانہ نے کچھہ کہو کے پایا ہے مجھکو
سمجھہ کر یگانہ بنایا ہے مجھکو

فلک نے جو دم بھر ہنسایا ہی مجھکو
تو برسون مہینون رولایا ہے مجھکو

مجھے ہاتھہ سے کھوکے روئیگی دنیا
فلک نے بہت پھر کے پایا ہے مجھکو

مری آب و گل مین ہے مضمر خرابی
مٹانے کو میرے بنایا ہے مجھکو

اوٹھادی جنون نے قیود دنداہب
بڑی کشمکش سے چھڑایا ہے مجھکو

سوا ہنسنے رونیکے اور کچھہ نہ جانا
یہی کام دنیا مین آیا ہے مجھہ کو

ہوی قدر کچھہ عالم بیہوشیکی
زمانے کا جب ہوش آیا ہی مجھکو

ہوی جب لگاؤن سے بیگانہ خوئی
تو اپنے نے اپنا نہ پایا ہے مجھکو

کہان آنکھہ جب دیدۂ حق نگر نے
نہ دیکھا تہا جو کچھہ دکھایا ہے مجھکو

مرا اور غم کا اسی پر ہے توشہ
اسی مین نے اور اونسے کھایا ہی مجھکو

بہت رنگ دنیا مین بدلی ہین تمنے
بہت تمنے مارا جلایا ہے مجھکو

خطا کچھہ مری کوئی تقصیر میری
وہی ہون مین جیسا بنایا ہے مجھکو

مین اس زود رنجی کے قربان جاؤن
کہ روٹھے ہین خود اور منایا ہی مجھکو

خدا کے لیے یہ تو کہدے پیامی
وہ آتے ہین یا دان بلایا ہے مجھکو

پلا کر مے تلخ روز نخستین
مزا زہر غم کا چکہایا ہی مجھکو

اوٹھانے مجھے کون ہی کسکی طاقت
نگاہون سے کسنے گرایا ہے مجھکو

مرا نامہ بر بہی بڑا دور رس ہے
مقدر کا لکہا دکہایا ہے مجھہ کو

بنے ہو رقیبون کے خود شمع محفل
جلانے کو تمنے بلایا ہے مجھہ کو

زمین ہو فلک ہو عدو ہو کہ تم ہو
کسی نے تو آخر ستایا ہے مجھکو

کبہی مسکرائے کبہی مونہہ بنایا
نہین تمنے مارا جلایا ہے مجھکو

ظہیر این و آن سے نہین مجھکو شکوہ
مرے بخت بد نے ستایا ہے مجھکو

ردیف ہای ہوز

بیمار چارہ گر کو کرے تو دکھا کی ہا تہہ
چلتے ہوے مسیح بہی تجہہ سے ملا کی ہا تہہ

ہے ہے ترا وہ یاس سے کہنا ہٹا کی ہا تہہ
کمبخت ٹوٹتے تبہی نہین ہچیا کے ہا تہہ

ممکن نہین ہے قطع تعلق وصال پر
تم فیصلہ ہی کیون نہ کرو اک لگا کی ہا تہہ

قربان ناز پیہم دی گردن پاک نہی
اوٹہکر گلے مین ڈال دیے مسکرا کی ہا تہہ

کہتے ہین مجہہ سے کلفت ہجران سہی ہے
اترا گیے ہین آپ قدم کو لگا کے ہا تہہ

گہبرا کے اختلاط مین کہتے ہین ناز سے
کمبخت نامراد کے ہین کس بلا کے ہا تہہ

بے پردہ لطف صحبت باہم بلا ہوا
شرما کے اوسنے رکہہ لیے مونہہ پر اوٹہا کی ہا تہہ

دیتے ہین زہر گول کر وہ ساغر شراب
مونہہ پیر کر حیا سے ادا سے بڑہا کی ہا تہہ

ابتک دراز دستی حرمان گئی نہین
چلتے رہے وصال مین تیغ ادا کی ہا تہہ

کہولے عدو نے دست حنا بستہ آپکے
بیٹہے تہے قتل پر ہی مری کیا بندہا کی ہا تہہ

میرا جواب خط نہین خون عدو نہین
دکہلائیے مجہے نہ حنا مین رچا کے ہا تہہ

خط پرزے پرزے کر کے ہوا پر اوڑا دیا
بہیجا جواب نامہ ہمارا صبا کے ہا تہہ

باز آؤ تم جفا سے نہ ہرگز وفا سے ہم
انصاف ای بتو ہے ہمارا خدا کے ہا تہہ

سو بار ڈہونڈہتی ہوی آئی چلی گئی
ہم نا توانیون سے نہ آئے قضا کے ہا تہہ

مضمون اضطراب اوڑا لیگئے اوسے
قاصد کے گرد تک بہی نہ آئی صبا کے ہا تہہ

دستِ عطای شاہ ہے طبع ۔ واں ہر سری
رُکتے نہیں ظہیر سخی سے سخا کے ہاتھ

تہی زندگی مین فکرِ کفن سے ہین کے ساتھ
آہ قطع آرزو بھی ہماری کفن کے ساتھ

شکرِ خدای یار ہے اجزای تن کے ساتھ
کھلتے دہان زخم ہین اپنے دہن کے ساتھ

کھنچتا ہے بات بات پہ خنجر نیام سے
چلتی ہے اونکی تیغ ہماری دہن کے ساتھ

وابستہ اسنے دم سے ہین دنیا کے رنج و غم
سب قافلہ ہے ایک غریب الوطن کے ساتھ

سر پھوڑتے ہین آپ کی دیوار دیکھکر
ہشیاریون سے کام ہین دیوانہ پن کے ساتھ

وہ گردشِ نگاہ ہے آشوبِ روزگار
پھرتا ہے آسمان نگہِ سحر فن کے ساتھ

غربت مین یاد عیش وطن خیر ہے ظہیر
حضرت وطن کی بات گئی سب وطن کے ساتھ

ملتی ہے کعبہ اذان سے آہنگ تبکدہ
کعبہ کی ہے بنا مین مگر سنگ تبکدہ

حسنِ بتان سے قدرتِ حق آشکارا ہے
ہر سنگ مین ہے جلوہ نیہ نگ تبکدہ

اگاہ ہو جو اصل بت و بت تراش سے
تو سجدہ گاہ شیخ بنے سنگ تبکدہ

منزل کدہ ہے عزم کدہ ہر دل دگرگہی
کعبے چلے ہین کرکے ہم آہنگ تبکدہ

دل بت پرستیون سے بنا ہی خدا پرست
پایا نہ رنگ کعبہ کو بے رنگ تبکدہ

محرومِ جلوہ دونون ہین اس جلوہ گاہ مین
زاہد ہے ننگ کعبہ تو مین ننگ تبکدہ

سچ ہے کہ جوشِ شک مین کچھ سوجھتا نہین
ویرانیون مین کرتے ہین ہم جنگ تبکدہ

کیا کیا نہ سدِ راہ ہوئین ناتوانیان
ہر ہر قدم ہے ضعف سی فرسنگ تبکدہ

زاہد خشک مغز بھی آجائین وجد مین
سُن پائین گر صدای دف و چنگ تبکدہ

ای حضرتِ ظہیر کہیں آپ ہی نمون
تھا جبہہ سائی کعبہ جو اک ننگ بتکدہ

دیکھہ پائے گر تری تصویر پشتِ آئینہ
لوٹ جائے صورتِ تحریر پشتِ آئینہ

کانشکے وہ دیکھتے آئینہ میری ہاتھ سے
اور دکھلاتے مجھے تقدیر پشتِ آئینہ

کیون دکھایا آئینہ اوسکو کہ پیش از مرگ
ہے مری تقدیر کی تحریر پشتِ آئینہ

اُف رے گرمیِ گفتگو کی اوڑ گیا سیماب تک
دیکھہ تو اسنے دمِ تقریر پشتِ آئینہ

ذبح کر ڈالا مجھے ہو کر حجابِ روئے یار
بن گئی آبِ دمِ شمشیر پشتِ آئینہ

پھوٹ نکلا ہے تن آئینہ سی جلوہ تیرا
بن گئی ہے پیکرِ تصویر پشتِ آئینہ

ہے ترے عکسِ رخ و زانو سی کیسان پر دریہ
آئینہ بے مثل اور تصویر پشتِ آئینہ

ای ظہیر اب با اضافت چاہئیے لکھنی غزل
بے اضافت کر چکے تحریر پشتِ آئینہ

زانوِ دلبر پہ ہے تصویر پشتِ آئینہ
اوج پر ہے اندلون تقدیر پشتِ آئینہ

عکسِ رخ سے گر ترے آئینہ ہر گاہ مناب
صاعقہ بجائیگی تنویر پشتِ آئینہ

جسم تیرا ای پری رو غیرتِ آئینہ ہے
اور زلفِ خم بخم زنجیر پشتِ آئینہ

پارۂ آہن کجا اور زانوِ نازک کجا
آئینے سے بڑھ گئی تقدیر پشتِ آئینہ

ترے جلوہ نے بنایا آئینہ کو آفتاب
اور ماہِ چاردہ تصویر پشتِ آئینہ

وہ جو رخ سے بہرہ ور تو یہ مری زانو کے لے
بن گئی تقدیر سے تدبیر پشتِ آئینہ

آئینہ ہی کیا تری جلوی سی ہی حیرت زدہ
بلکہ ہے آئینہ گر تصویر پشتِ آئینہ

ہین تو مین دشمن بھی گر سن لے تو اپنا سر دھنے
داستانِ زانو کی اور تقریر پشتِ آئینہ

سنگ در پر سر مرا اور وہ سر انور ترے
میری قسمت دیکھہ اور تقدیر پشت آینہ

کیون نہین وہ دیکھتے آینہ میری ہاتھہ سے
مدعای غیر ہے تحریر پشت آینہ

تو نہین لیکن نکل آئی ہے تیری شوخین
پردہ آئینہ سے تصویر پشت آینہ

آینہ داری نے تیری کر دیا بسمل مجھے
نقش آئینہ ہے شمشیر پشت آینہ

واجب التعذیر دونون ہین کیا خود بین اوسے
جرم آئینہ ہو یا تقصیر پشت آینہ

مجھکو دھوکا عکس کا ہی وقت آرایش مرے
ہے جو گلگون پیرہن تصویر پشت آینہ

کھینچ لے اوسی طرف کو سطر خامہ وار
جذب دل مین کاش ہوتا نیر پشت آینہ

ای ظہیر اس رنگ مین مطلق نہین لطف بیان
خوش بیان کرتے نہین تقریر پشت آینہ

ردیف یای

غزل در نعت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا کام کیا حسن ملیح عربی نے
لوٹا ہے دو عالم کو اسی دل طلبی نے

بندے ہین طلبگار تو اللہ خریدار
کیا شوق بڑہایا ترے شاہ لقبی نے

آدم سے تو پیچھے ہی گرا فلک سبز پہلے
ڈالا مجھے حیرت مین تری بو العجبی نے

لولاک لما کم نہین اے زینت افلاک
کیا شور مچایا ترے شہرت طلبی نے

یوسف سے ہا عشق مجازی کو ترے کار
لوٹا ہے حقیقی کو تری دل طلبی نے

تو پاس ہمارے ہے تو نزدیک خدا کون
نیرنگ دکھایا ہین تری بو العجبی نے

ہر چند کہ مسجود ملائک ہوے آدم
تجھہ سا تو نہ پایا تری عالی نسبی نے

طالب ہون تری وصل سے مین وصل خدا کا
مارا مجھے اس آرزوِ بے ادبی نے

دیتا کوئی عاشق بھی ہی معشوق کو ایسے
مانگا تجھے خالق سے مری بے ادبی نے

ہے قند مکرر سے سوا اسمِ محمد
لوٹا مجھے اس مزمزۂ زیر لبی نے

ہے آرزوِ شربتِ دیدارِ محمد
کوثر سے بچایا ہے مری تشنہ لبی نے

شاہا مجھے روضہ پہ بلا لیجے خدارا
ڈالا ہے غضب مین مری دنیا طلبی نے

جی جاؤن ظہیر اب بھی جو سن لون کہ کیا یاد
شاہنشہ مکی مدنی اکعربی نے

غزل منقبت

بتاؤن کہ کیا عرشِ شانِ علیؑ ہے
نہم آسمان آستانِ علیؑ ہے

فلک پر فلک نردبانِ علیؑ ہے
مکان سے گذر کر مکانِ علیؑ ہے

کلام سلونی بیانِ علیؑ ہے
جہان کچھ نہین وہ جہانِ علیؑ ہے

ازل سے ابد تک جہانکی زمانش
غبارِ پے کاروانِ علیؑ ہے

علیؑ ہی علیؑ ہے مین ہی فلک تک
کہان سے کہان اوجِ شانِ علیؑ ہے

دوئی ہے بس اتنی کہ ذات ابی
نبی واسطہ درمیانِ علیؑ ہے

علیؑ ہے ولی اسکے محمدؐ
محمدؐ پہ قربان جانِ علیؑ ہے

درود مبارک ہے گھر مین خدا کے
رسولِ امین میزبانِ علیؑ ہے

جہانمین جہان تک ہی جنس طریقت
رواجِ متاعِ دکانِ علیؑ ہے

خدا تک رسائی بہت سہل نکلی
کہ درویشِ نبی نردبانِ علیؑ ہے

بشر کون اور کیا بشر کی ستایش
کہ خیر البشر مدح خوانِ علیؑ ہے

رسائی نے پائی جہانتک رسائی — بہت دور اوس سے مکان علیؑ ہے
نہین ہے نہین ہے کوئی اوجاروہ — رہ قرب حق آستان علیؑ ہے
طریقت کی راہین الگ ہی الگ ہین — جداہی جدا کچھہ جہان علیؑ ہے
نبیؐ و علیؑ مین نہین کچھہ جدائی — کہ یکساں سبھی بشان علیؑ ہے
علیؑ ناطق نطق خیر الوریٰ ہے — لسان پیمبر لسان علیؑ ہے
علیؑ ہے در شہر علم لدنی — کلام خدا بر زبان علیؑ ہے
قصور بہشت و گلستان رضوان — سراغ پے پیروان علیؑ ہے

ظہیر ثنا سنج فخر دو عالم
جبین سایے آستان علیؑ ہے

مزہ جب ہے جفاؤن کا کہ ارمان وفا نکلے — تمہارے تیر جیسی سے مری دل ہی دعا نکلے
تمہاری بزم سے ہم مضطر و ناشاد کیا نکلے — کسی کے مدعی نکلے کسی کا مدعا نکلے
کسی کی آرزو نکلے کسیکا مدعا نکلے — خدنگ اونکی نگاہون کے جب کچھہ دلکشا نکلے
نکلنے کو ترے کوچے سے ہم تو بارہا نکلے — تمنا بنکے آئے ہین برنگ مدعا نکلے
نہین ہم اپنے دل مین ہاے کیا سمجھے تو کیا نکلے — بہت کچھہ بیوفا نکلے بہت نا آشنا نکلے
قیامت پر نہ رکھو فیصلہ دلکا خدا جانے — تمہارے مونہہ سے کیا نکلے ہمارے مونہہ سے کیا نکلے
گمان ہونا رکا جس پر ستم اوتنا ہی زیبا ہے — تغافل اوسقدر کیجے کہ انداز حیا نکلے
ستم ہے جب ستم انداز مین انداز پیدا ہو — ادا جب خوشنما ہے کج ادائی مین ادا نکلے
عدو پہر غیر ہین غیرون سے ملنا چاہیے کیجے — ادای سادگی مین بانکپن کی بھی ادا نکلے
نہ دل مین ایک دم ٹھہری نہ پہلو مین ذرا بیٹھے — تمہارے تیر جیسے بھی سوا کچھہ بے وفا نکلے

دعا تھی مرگ دشمن کی مگر یہ کب تمنا تھی
کہ تو بزم عزا سے چشم گریاں یونہی تا نکلے

ملے ہیں خاک میں کیا کچھ اڑ کر خاک ہستی کی
تمہارے مرثیوں لے مرگ سے پہلے فنا نکلے

ستم پر دم فنا ہے دشمنی پر جان جاتی ہے
بری ہو کر بھی تم تو اک جہان بد خو شنا نکلے

ہزاروں بیوفا دیکھے ہزاروں پر جفا دیکھے
مگر تم تو دل آزاری میں اک قہر خدا نکلے

نیا اک حشر اودھیگا تمہارے داد خواہوں کا
تمہارے ظلم کا دفتر اگر روز جزا نکلے

وفا سے ہم نہ باز آئے جفا سے تم نہ موہ پھیرا
ہمیں پر بار فا نکلے تمہیں پر بیوفا نکلے

ستم کیجے تو اس ڈھب سے جفا کیجے تو یوں کیجے
کہ دل سے دوست دشمن کے صدائے مرحبا نکلے

زبان خاص اردو ہی معنی اسکو کہتے ہیں
غضب جادو بیان تم تو ظہیر خوش نوا نکلے

سب سے بیغم رہے جو شاد تری غم میں رہے
اور ہی رنگ میں کچھ اور ہی عالم میں رہے

رشک دشمن ہے ہمیں حجر کی ماتم میں ہے
غیر ہم ہم اسی آفت میں اسی غم میں رہے

اسکا رونا ہے کہ وہ بھی الم و غم میں رہے
دل پر غم میں رہے دیدہ پر نم میں رہے

تم تو ہو پردے کو اوٹ دو یہ ہما را ذمہ
تاب نظارۂ دیدار اگر ہم میں رہے

تم دکھا دو نہ ذرا موج تبسم اپنی
گفتگو پھر نہ دم عیسی مریم میں رہے

تجھ کو ای زندگی ہجر کہاں سے لاؤں
ہاے یوں سوگ نشین دہر ہی تم میں رہے

ہمسے رندان خرابات کہاں ہوتے ہیں
خم کو سجدہ کریں زاہد بھی اگر خم میں رہے

نزع ہے یا ترا وعدہ ہی اجل ہے کہ وصال
دم نکلتا رہا اور پھر بھی اسی دم میں رہے

کچھ لگاوٹ کے اشارے ہوں دم قہر عتاب
کچھ تبسم کی ادا ابرو پر خم میں رہے

اشکباری سے کبھی عقدۂ دل وا نہوا
یہ وہ غنچہ ہے کہ پژمردہ جو شبنم میں رہے

جان کے ساتھ رہے الفت جانان دلمین
اور دل کشمکش نالۂ پیہم مین رہے

دو گھڑی بھی جو ترے تفتہ بگر جا بیٹھین
ابر مین نم نہ رہے قطرہ نہ شبنم مین رہے

بزم شیون ہو کہ ہو خندۂ بزم اغیار
کچھ نہ کچھ شور تو برپا مری ماتم مین رہے

مرحلے عشق کے طے کر کے عدم تک پہونچے
تذکرے اپنی محبت کے دو عالم مین رہے

دل گیا ہاتھ سے اور دل سے امیدین نہ گئین
یہ کھٹکتے ہوے نشتر دل پر غم مین رہے

وہ بھی ہونگے کہ برائی ہوں امیدین جنکی
ہم تو دل دیکے خطیر آفت پیہم مین رہے

وہ خاک پا فروغ جبین نیاز ہے
جھکتا ہے سر کے بل وہی جو سرفراز ہے

انگنین مین فرش راہ اگر دل مین ساز ہے
آجاؤ شوق سے کہ در صلح باز ہے

کیا کیا دراز می شب غم جان نواز ہے
عاشق کی عمر خضر سے بھی کچھ دراز ہے

نادم جفا سے وہ نہ پشیمان وفا سے ہم
واں امتحان ناز ہے اور یان نیاز ہے

ڈالا ہے مجھ کو وہم مین کیا کیا حجاب نے
اس مو نہ چھپانے مین کوئی پوشیدہ راز ہے

تم دشمنی مین گرم ہو عدو سے بڑھی ہوے
اپنے بھی دل مین نالۂ دشمن گداز ہے

آنکھون مین نیند نیند مین شوخی بھری ہوی
وہ چشم خواب ناز مین بھی نیمباز ہے

ڈرتا ہون ادنکو رحم نہ آجاے وقت ذبح
حال زبون مرا دل دشمن گداز ہے

ہم دیکھتے ہین جنکو وہ جلوی ہی اور ہین
عشق مجاز مین بھی نظر پاکباز ہے

آسان نہین وصال تو دشوار بھی نہین
ناساز ہے فلک تو خدا کارساز ہے

پیچین شوخیون سے وہ ہم اضطراب سے
کیا خوب حسن و عشق مین راز و نیاز ہے

دن عمر کے خطیر شب تار ہو لیے
اب کیا خیال طاعت و زہد و نماز ہے

تم نہ پہلو مین نہ خنجر ہے مری جان کوئی
ہائی کس طرح سے کاٹی شب ہجران کوئی

ہر لب زخم ہے گویا نہین پرسان کوئی
کیا کہے کس سے کہی حسرت پنہان کوئی

پھر ملے یا نہ ملے ای شب ہجران کوئی
دیکھنا دل مین نہ باقی رہے ارمان کوئی

اہل محشر کی زبان پر ہے اوسی کا کلمہ
یان نہ کافر نظر آیا نہ مسلمان کوئی

اس خرابہ مین ہے کچھہ کچھہ تری کوچہ کی فضا
کہ نکلتا نہین دل سے مرے ارمان کوئی

ہم تو سمجھے تھے نظر آتے نہین تا شام وصال
اپنے وعدے سے نہ ٹل مین پشیمان کوئی

کاش تجھ سے بھی کسی دن تو کچھہ ایسی بنجاتی
کہ تری بات نہ پوچھے شب ہجران کوئی

تم جو آؤ تو ابھی دل سے نکالون سب کو
تجھ سے بڑھ کر تو نہین حسرت و ارمان کوئی

ہم تو اچھے ہوے جتنا کہ ہو احوال تباہ
کہ برے حال مین کرتا نہین درمان کوئی

ایسے دنیا مین وفادار کہان ملتے ہین
دم نکلتا ہے نکلتا نہین ارمان کوئی

واہ اس زہد پہ یہ الفت اصنام ظہیر
یار تجھہ سا تو نہین دشمن ایمان کوئی

دلبستگی ہے اور کشاد نقاب سے
شرماے وہ حجاب سے ہم اضطراب سے

ہے کشمکش مین جان عذاب و ثواب سے
لب تر ہین توبہ توبہ سے دامن سنر اب سے

اپنے تو دن پھرے نہ کبھی انقلاب سے
پہلے ہے کچھہ زمانہ پیری شباب سے

قہر و عتاب تو ہے عنایت نہو نہو
امید تو بندھی مجھے خط کے جواب سے

کیسے گشودہ کار کہ وابستہ ہین وہان
عقدے مرے نصیب کے بند نقاب سے

کس کس فریب سے شب وعدہ بسر ہوی
کیا کیا نہ حیل ہین ہم دل ناکامیاب سے

تیر ابرو ہو تو پھر کیا ای ہجوم شوق
گھبرا کے اوٹھہ گیے وہ مری اضطراب سے

بیتابیون کی شغل ہین کچھہ دل بہل گیا | تسکین دل ہوی تو ہوی اضطراب سے

گستاخیان معاف ہون اے حضرت ظہیر
شرب شراب و قبلہ و کعبہ جناب سے

بیٹھے ہین شرمناک کچھہ ایسے حجاب سے | گویا اوٹھے ہین غیر کی آغوش خواب سے
سر پھوڑے کون حضرت ناصح جناب سے | بہتر ہے خامشی سخن ناصواب سے
وہ کچھہ کہا کہ بس ہوی خود جواب سے | قاصد کے پانو توڑ دیے اضطراب سے
لڑتے ہین اور نگہ نہین لڑتی حجاب سے | اُلفت ٹپک رہی ہے سراسر عتاب سے
یہ بات پند گو کی مرے دل کو بھا گئی | کچھہ کم نہین ہے جادہ خدا کی کتاب سے
ضد ہی او نہین تو سعی و طلب سب ہین رائگان | وہ خود ہی آملین گے مرا اجتناب سے
اچھی کہی کہ بات بھی کھوئی رہی سہی | وہ خود ہی منفعل ہین کیا ہے جواب سے
مجھہ سا ہے دست شوق بھی وقت پسند ہے | اوجھا ہے کسکے عقدۂ بند نقاب سے
خط لیکے نامہ بر مجھے تکتا ہی رہ گیا | وہ مجھہ سے نا امید ہوا اور مین جواب سے
اک وعدۂ دروغ پہ کیا کیا ہین منفعل | وہ ہمسے اور ہم دل نا کامیاب سے

وہ روٹھنا تمہارا بھی یاد ہے ظہیر
اور منہ چھپا کے وہ ترا اوٹھنا عتاب سے

اپنے جلوی دل حیران مین فروزان کیجے | بحر موج کو قطرہ مین نمایان کیجے
چلیے اور چل کے وہین نالہ و افغان کیجے | دل برہم کی طرح بزم پریشان کیجے
آپ اور حضرت ناصح مری وحشت کی علاج | پہلے اپنا تو ذرا چارۂ دوران کیجے
کون کہتا ہے کہ جھوٹی ہین تمہارے اقرار | مدعی سے بھی یہی وعدہ و پیمان کیجے

دوست بن بن کے جفائیں تو سبھی کرتے ہیں — شکوہ کر کر کے رقیبوں کو پشیماں کیجے
مجھسے کچھ بڑھ کے یہ مجبور ہے مشتاق جمال — وصل کی شب کو مرے ساتھ ہی مہماں کیجے
سیکھیے آئینہ سے دوست فریبی کے طریق — محو ہو جایئے محو رخ حیران کیجے
آیئے اور آ کے چلے آپ عدو کی ہمراہ — مدعا یہ ہے کہ دشمن کو بھی مہماں کیجے

اشک غمازی کو بھیجے ہیں تو پہرا آج ظہیر
چشم کو گریہ دشمن گریہ کو طوفان کیجے

پہلے کچھ شغل صفای دل حیران کیجے — پھر جہان چاہیے نظارۂ جانان کیجے
صبر و طاقت ہو تو ند غم جانان کیجے — پاس کچھ بھی نہیں کیا دعوت مہمان کیجے
بس یہ کیا کم ہے کرم کیجیے احسان کیجے — رہنے کو مونہہ سے یہ کہون کیا مجھی مہمان کیجے
آج سب فیصلۂ رنجش پنہان کیجے — توڑیے کفر کو اوس بت کو مسلمان کیجے
پردہ وہ کیجیے مین آنکھ اوٹھا ہی نہ سکون — مجھ کو یہ لطف سے شرمندۂ احسان کیجے
گرہ زلف نہین عقدۂ تقدیر نہین — ناخن تیغ سے مشکل مری آسان کیجے
سچ تو یہ ہے کہ نئی بات مین ہے لطف نیا — عہد پھر توڑیے پھر وعدہ و پیمان کیجے
باتہ پھیرتے ہوی گردن پہ لگاتے چلیے — سر مرا کاٹ کے سر پر مری احسان کیجے
درد وہ درد نہین ہے کہ دوا ہو جسکی — راز وہ راز نہین ہے جسے پنہان کیجے
خون آنکھون مین نہین کیا کہ رگ و پے مین نہین — گل ہون گلشن مین تو آرایش دامان کیجے

شست و شوے حمت حق کی ہے تو کیا باک ظہیر
خوب آلودۂ می خرقۂ و دامان کیجے

ناصح تمہاری پند ہی کچھ کارگر ہوی — کم کم ملے تو چاہ او دہر بیشتر ہوی

کسکا گلہ کہان کی ستم کون داد خواہ
تم ہو گیے جدہر کو خدائی اودہر ہوی

بے التفاتیون سے کہان تاب التفات
دم ہی نکل گیا ہے ادہر جب نظر ہوی

کہتی ہے خود نگاہ کہ مدنظر ہے غیر
جو پردہ دار تہی وہی اب پردہ در ہوئی

جز مرگ دارو درمرض غم نہ تہی ظہیر
کیجہ یہ دوا ہی چارۂ درد جگر ہوی

مجہسے کہتے تو ہو شوریدہ سر ہے
تہین بہی اپنے عالم پر نظر ہے

مرا رنگ پریدہ نامہ بر ہے
مجہے اونکی اونہین میری خبر ہے

مری حیرت کے پرچے ہین جہانمین
خموشی ہی مری شورش اثر ہے

ستمگر کا جواب خط تو دیکہو
سر قاصد بجای نامہ بر ہے

شب غم آج جو ہونی ہو ہو جاے
ہوا ہے دم کسے کل کی خبر ہے

عنان کش ہے خیال بزم دشمن
وہ جاتے ہین کہان سنتہ کدہر ہے

ظہیر خستہ جان کی نغمہ سنجی
سراپا نالۂ سوز جگر ہے

ہم قید جنون سے اگر آزاد نہوتے
پابند غم ہستی برباد نہوتے

مشکل تہی دیت بخشش بروی ستم کی
گر جور سے خوش بانی بیداد نہوتے

جینے سے سوا کچہہ ہمین مرنیکی خوشی ہی
گر رنج و غم زحمت جلاد نہوتے

وہ سینہ دشمن پہ کبہی ہاتہہ نہ رکہتے
گر لب پہ مرے نالۂ فریاد نہوتے

اب قتل سے کیا باک ہمہ جی ہار چکے ہین
یہہ لطف تو جب تہا کہ عدو شاد نہوتے

دوزخ ہی بنائی تہی اگر تجہہ کو خدایا
دنیا مین جلانے کو پریزاد نہوتے

سُنتے تھے ترے نالی تو ظہیر جگر افگار
ہم پاس بھی آکر ترے آباد نہ ہوتے

غیر کے ساتھ عیادت کے بہانے آئے
لو مرے احمت جان بنکی ستانے آئے

تہی شب و عدہ عجب کشمکش یاس و اُمید
موت آئی ہے تو کمبخت ہوش ٹھکانے آئے

دم ہے یا حسرت دل ہی کہ نکلتا ہی نہین
مجھ کو سو بارہ یٰسین سنانے آئے

شکوہ سنجی سے نقط ذکر عدو تھا منظور
گر مجھ سے مری لکھو جلانے آئے

دشمنی غیر کو ہے مجھ سے پر اتنی تو نہین
دوست بنکر جو دل دوست دکھانے آئے

قہقہون ہی سے عیان موج تبسم لب پر
پھر نہ کہنا کہ مجھے لوگ ہنانے آئے

تونگ مین دھوم ہے کل سے کہ ظہیر خستہ
سرگذشت دل محزون ہین سنانے آئے

جب آپ اپنے راز کو افشا کرے کوئی
کیون دوسرے کو خلق مین رسوا کرے کوئی

ارمان بن کے جان حزین ہی نکل نہ جاے
کیون ایک عمر صرف تمنا کرے کوئی

بیجا ہین شکوہ ہاے بد آموزی رقیب
کیون التفات نرگس شہلا کرے کوئی

آسان نہین ہے شرح تعب سوز اشتیاق
پہلے زبان درد تو پیدا کرے کوئی

اپنا قصور ہو تو شکایت کسی سے کیا
آنکھین نہ ہون تو خاک تماشا کرے کوئی

موج صبا بہار چمن مین کہلاے گل
ممکن نہین کہ غنچہ دل وا کرے کوئی

منظور اس حجاب سے افشاے راز ہے
چپ چپ کے یون کسی کو نہ رسوا کرے کوئی

آخر ملے ہین ہاتھ کسی کام کے لیے
پھاڑے اگر نہ جیب تو پھر کیا کرے کوئی

واں ایک ہی جواب ہے لاکھون سوال کا
کس مونہ سے عرض حال تمنا کرے کوئی

ہم دل مین اک جہان تمنا بسائین گے | ہان انتظار نرگس شہلا کرے کوئی

انسان کو امتیاز نظر ہو اگر ظہیر
اپنے کو آپ ہی نہ تماشا کرے کوئی

رنگ دل کا جس مین ہو کاشانہ ایسا چاہیے | ٹوٹ کر کعبہ بنے بتخانہ ایسا چاہیے
مجھسے بڑھ کر ہون فدا اپنی ادا پر آپ وہ | چاہیے انداز معشوقانہ ایسا چاہیے
پوچھتے ہین آپ کیا ہمسے ہماری سرگذشت | مدعی مونہہ سے کہے افسانہ ایسا چاہیے
ہم نہ باز آئے وفا سے وہ جفا سے تھک گئی | آفرین اے ہمت مردانہ ایسا چاہیے
دیر تک سنتے رہے مجھسے مرا حال بولے | پھر کہا تو یہ کہا دیوانہ ایسا چاہیے
اسی جنون کو سی عدو کی خاک اوڑانی ہی مجھے | جی لگے اپنا جہان ویرانہ ایسا چاہیے
وہ سناؤن داستان جو حال غیر ہو | دل لگا کر تم سنو افسانہ ایسا چاہیے
لطف تو جب ہی کہ قاصد اونکو آتی ہی بنے | کچھ جبانا شوق بیباکانہ ایسا چاہیے
وسعتین دل کی سی ہر گز دشت و صحرا مین نہین | اپنی وحشت کے لیے ویرانہ ایسا چاہیے
محرم راز محبت غیر سے بڑھ کر نہین | آشنا سے بڑھ کے ہو بیگانہ ایسا چاہیے
جام کے بدلے دل دشمن کو کیجے پاش پاش | جو نہ ٹوٹے آپ سے پیمانہ ایسا چاہیے
آپ کے پیمان سے ملتی ہے ہماری سرگذشت | حشر تک پورا نہو افسانہ ایسا چاہیے
جان دینی جا بجا شرط وفاداری نہین | آگ مین اپنی چلے پروانہ ایسا چاہیے
آرہو دل مین مری یا غیر کا سا نہین | ایسے خود بین کے لیے کاشانہ ایسا چاہیے

ہے ترے گیسو سی کچھ آشفتہ تر حال ظہیر
اس اسیری کے لیے دیوانہ ایسا چاہیے

شمع سوزان رہے پروانہ غمناک رہے
بزم دنیا میں اگر یوں ہی رہے خاک رہے

پھونک دی خار ہوا و ہوس ای آتش شوق
آشیانہ کا نہ باقی خس و خاشاک رہے

سنگ برسے کبھی سر پر کبھی آتش برسی
ہم تو بے سایہ تہ سایۂ افلاک رہے

فائدہ کیا کف افسوس کے ملنے کے سوا
پاس جب مار گزیدہ کے نہ تریاک رہے

آ کے اس گلشن ہستی میں لیا ہی کیا خاک
آرزومندیِ ناب تہ تاک رہے

کیا کیا کچھ نہ کیا آپ ہی کیوں کیا دیکھا
مست بیدار رہے غافل و بیباک رہے

کچھ بچے سیل حوادث سے تو بجلی ٹوٹی
کیا رہے کچھ نہ رہے لاکھ کی گھر خاک رہے

دھو دیا اشک ندامت نے سیہ کاری کو
دامن آلودہ رہے صاف رہے پاک رہے

واں بھی کچھ بیم قیامت میں تڑپنے گذری
خاک ہو کر بھی نہ آسودہ تہ خاک رہے

خوف کیا گر مے خورشید قیامت ہے ظہیر
دل میں داغ غم آل شہ لولاک رہے

جلتے بھنتے رہے گریاں رہے دل چاک رہے
ہم رہے محفل دشمن میں تو کیا خاک رہے

پیچتاب دل عاشق کے اثر سے تم بھی
درہم و برہم و برخشم و غضبناک رہے

عیش جب تھا کہ عدو کو نہ میسر ہوتا
ہم تو کچھ وصل میں بھی رشک سے غمناک رہے

تم نے چھوڑا کوئی پہلو نہ شکایت کا کیے
بیمروت رہے ظالم رہے بیباک رہے

بے طلب ہو جو وصال اوسمیں فزا ہی کیا ہے
کچھ بگڑتے رہو کچھ غیر ہو سناک رہے

دلکو تھامے ہوئے وہ بھی تو بہرین ساعت مرے
گردش ایسی ہی تو ای گردش افلاک رہے

چین پاتی نہیں اوروں کے جلانے والے
تم بھی ہر دم صفت شعلۂ غضبناک رہے

کیا گرون تاج سلیمان کو مری سر پہ ظہیر
سایۂ دامن شاہنشہ لولاک رہے

تغافل سے بشارت ہی محبت آزمائی کی
نگہہ چھپتی نہین بیگانگی مین آشنائی کی

مقرر غیر نے تلوون سے اونکی جبہہ سائی کی
کہ رنگت پیکی پیکی ہے کف پای حنائی کی

بگڑتے کیا ہو مجھسے قہر کی چتون بھی دلکش ہے
ستم مین بھی تمہاری شوخیان ہین خوش ادائی کی

اگر منظور ہو تو لطف بھی قاتل ہی عاشق کا
ستم سے ہین کہین بڑھکر ادائین دلربائی کی

نئی طرز ستم ہے وصل مین ناشاد کہنے کو
شکایت مجھسے ہوتی ہے عدو کی بیوفائی کی

تلافی اب تو لطف وصل سے بھی ہو نہین سکتی
سہی ہے اسقدر زحمت غم درد جدائی کی

عدو سے اب ہو سکاری کی شیوے ہم بھی سیکھین گے
یہی مہر و وفا ہے گر تلافی بے وفائی کی

یہی تھا ذوق ناکامی تو اس سے غیر سے ملتے
کہ شہرت آپ سے بڑھ کر ہے اوسکی بیوفائی کی

برا ہو اس طبیعت کا کہ لطف وصل بھی کھویا
شکایت چھیڑ کر اون سے تمنای جدائی کی

سہلے کو محتسب بھی میکدے سے نا بدر نکلا
خدا نے شرم رکھہ لی آج اپنی پارسائی کی

ذرا آنکھین ملاؤ تو ظہیر بادہ کش ہم سے
بہت کچھہ دون کی لیتے تھے حضرت پارسائی کی

دیکھنے نکلا ہے کیا وہ مہر انور چاندنی
کچھہ سپیدی کی طرح پھرتی ہے گھر گھر چاندنی

سایہ گستر بام پر رہتی ہے شب بھر چاندنی
غیر پر شیدا ہی یا عاشق ہی تیر چاندنی

ہے شب وصل عدو جامہ سے باہر چاندنی
آج گھر گھر چاندنی ہے آج در در چاندنی

ہو شب یلدای غم مین کیا فروغ مہر و ماہ
ہے مری غمخانے مین ظلمت سی بدتر چاندنی

کچھہ تکلف سی تکلف ہین وصال غیر کے
خود بچھی جاتی ہے کچھہ بن بن کے بستر چاندنی

کیا کہون کس طرح کٹتی ہی شب مہتاب غیر
ذبح کرتی ہے مجھے بن بن کے خنجر چاندنی

کسقدر مانوس ہی تسے جدھر جاتی ہو تم
بھاگ جاتی ہی ادھر دامن چھپا کر چاندنی

سایۂ دیوار ہے یا گوشۂ دیوار یار
برق بنکر کیون نہین گرتی ہی مجھپر چاندنی

کیا شب ہجران مین خاک اوڑتی ہی دنیا پر
تیرہ روزی سی مری ہے تیرہ اختر چاندنی

ہان ظہیر اس بحر مین لکھو کوئی ایسی غزل
دیکھکر جسکو رہے حیران وششدر چاندنی

ہے نگاہ غیر سے مشتاق بڑہ کر چاندنی
تاکتی رہتی ہے شب بہر وزن کر چاندنی

سازگار وصل دشمن ہے مقرر چاندنی
کیا مری ضد سے نکلتی ہی چھٹک کر چاندنی

آج تو بیطرح نکلی ہے چمک کر چاندنی
ہے مگر پرتو ریای روی انور چاندنی

حسن تمکین کے لیے اُفتادگی ہی ضرور
آسمان پر چاند ہی اور ہے مین پر چاندنی

سب کو زینت تجھسے ہی اور تم نہین تو کچھ نہین
ہے مرے گھر مین تو ہے کیا خاک تہ پر چاندنی

وہ فروغ روی انور وہ بہار ماہتاب
کھل رہی ہے اور بہی اک چاندنی پر چاندنی

تم مرے پہلو مین ہو پہلو تجلی زار ہے
آگئی گھر مین مرے گویا سمٹکر چاندنی

چاندنی اور وصل دشمن ہو قیامت ہای ہای
کاش آجائی مرے دل مین سمٹ کر چاندنی

یہ جوانی کی اُمنگین اور یہ جوش شباب
دیکھیے کیا گھڑہائے یہ ستمگر چاندنی

گھر مین عاشق کے شب مہتاب مین اندہیرے
وہ مکدر ہین تو ہے کیا کچھہ مکدر چاندنی

ساتھہ ساتھہ اپنے لگالائی ہی کوی غیر تک
دیکھیے کیا گل کھلائے یہ فسونگر چاندنی

یہ زمین اور یہ چمکتے شعر اس مین اے ظہیر
کھل گئی بزم سخن مین اک سراسر چاندنی

دل سلگتا ہے تب غم سے جگر جلتا ہے
ہم کہڑے دیکھتے ہین سامنے گھر جلتا ہے

شمع جلتی ہے نہ پروانہ سحر جلتا ہے
جلنے والون کا چراغ آٹھہ پہر جلتا ہے

رشک آتا ہے وہ دل تفتہ ہمین کیون نہو ہے
کوئی پروانہ اگر پیش نظر جلتا ہے

تم تو جھنجھلا کے یہ کہتے ہو تجھی آگ لگے
مین یہ خوش ہون کہ دل غیر اودھر جلتا ہے

کچھہ تو ہے ناصح مشفق جو نہ ہین دلسوز
اور کی آگ مین کب کوئی بشر جلتا ہے

شمع محفل کو ذرا سامنے آنے دیجے
ہم دکھا دینگے کہ پروانہ کدھر جلتا ہے

شمع اوس انجمن ناز مین کیا پائے فروغ
کہ جہان عاشق تفسیدہ جگر جلتا ہے

بیمحل شعلہ ادائی دم رخصت کیا تھی
دل مرا یون بھی تو ہنگام سفر جلتا ہے

کوئی دلسوز نہین ہے شب ہجر انمین ظہیر
ہان مرے ساتھہ چراغ ایک مگر جلتا ہے

تسلی یاب سوزش ہی دل محرور رہوتا ہے
مگر حسن و محبت مین عجب دستور رہوتا ہے

تصور سے تمہارے رنگ کلفت دور رہوتا ہے
سویدای دل حیرت زدہ کافور رہوتا ہے

یہ جتنا پردۂ پندار دل سے دور رہوتا ہے
حجاب آنکھون سے اوٹھتی ہین نظر مین نور رہوتا ہے

سزای دار ملتی ہے غضب ہی کلمۂ حق پر
اور اوسپر اتفاق خاطر جمہور رہوتا ہے

جسے سب ہیچکار و بیخود و بیہوش گنتی ہین
وہی مقبول ہوتا ہے وہی منظور رہوتا ہے

مزے لیتی ہین کچھہ عاشق ہی آزار محبت کے
کہ جتنی رنج و غم سہتے ہین دل مسرور رہوتا ہے

وفور شوق ہوتا ہے وہ جتنی دور کھینچتی ہین
نگاہون کو نظر ہوتی ہے دلکو نور رہوتا ہے

کرشمے یہی نرالے ہین نگاہ مست ساقی کے
کہ جس سی لگگئین آنکھین وہی مسرور رہوتا ہے

وہی اک عکس طلعت ہے اسی بسطور سی دیکھو
جدا کب آئینہ مین ناظر و منظور رہوتا ہے

اگر نور صفا ہو تو یہی آئینۂ دل مین
تماشای جمال ناظر و منظور رہوتا ہے

دوئی کسکی خودی کیا ہے خیال ما و تو کسکا
دل عاشق فروغ نور سے معمور رہوتا ہے

کہین کچھہ بے نیازی ہے کہین مجبور مرضی ہے
کوئی مردود ہوتا ہے کوئی منظور ہوتا ہے

تمہاری یک نگاہ مہر کافی ہے جو تم چاہو
مرا ظلمتکدہ رشکِ فروغِ طور ہوتا ہے

وہ ہر نشو و نما مین رنگ و بو اپنا دکھاتے ہین
جمالِ شاہدِ معنی کہین مستور ہوتا ہے

کہین دھوکا ہے این کا کہین پردہ ہے چلمن کا
اگر یون آشکارا ہے تو یون مستور ہوتا ہے

ظہیر اس دوربین مین جلوۂ جانان نظر آئے
مگر زخمِ دلِ عاشق عجب ناسور ہوتا ہے

وہان نزدیکتر کتنا کوئی مجبور ہوتا ہے
خودی کافور ہوتی ہے دوئی سی دور ہوتا ہے

نہ ہر اہلِ ہوس ہمرتبۂ منصور ہوتا ہے
اوسی کو آزماتے ہین جسے منظور ہوتا ہے

ترا دیوانۂ بیخود بجا مغرور ہوتا ہے
اودہر سے پاس ہوتا ہے اِدہر سے دور ہوتا ہے

صلہ مین زہد کے خواہان وصلِ حور ہوتا ہے
یہ زاہد بھی مگر اک محنتی مزدور ہوتا ہے

دکھا دیجے کوئی پرتو جمالِ عالم آرا کا
بتا دیجے کہ دل یون نورسی معمور ہوتا ہے

شہیدِ راز ہوتی ہے دہن سے غنچہ کے کے
ہویدا ذرہ ذرہ سے فروغِ طور ہوتا ہے

مجھے مشکل نہین آسان جو تم چاہو تو کیا مشکل
سویدای شبِ ہجران ابھی کافور ہوتا ہے

مین اپنی وسیاہی سے خجل ہون اور کیا کہیے
وہ اپنی شانِ رحمت پر بجا مغرور ہوتا ہے

وہ بیجا بھی بجا ہوتا ہے جو منظور ہوا ونکو
وہ اچھا ہی لکھا جاتا ہے جو مستور ہوتا ہے

اونہین کیونکر نہو گا پاس جو مجبور ہوا ون کا
وہ کتنا پاس ہوتا ہے کہ اونسے دور ہوتا ہے

وہ کیا کچھہ آشکارا ہی نمایشہای نہان سے
اوران پیدائیون پر کس قدر مستور ہوتا ہے

وہ کتنا مہربان ہوتی ہین جسکو دردِ دیتے ہین
وہ کیسا شادمان ہوتا ہے جو رنجور ہوتا ہے

شہیدِ خنجرِ تسلیم کیون قربان نہو جائین
شہادت نامۂ عاشق ترا منشور ہوتا ہے

اسیرانِ فا مختار ہو کر ظلم سہتے ہین
کہین پابند تسلیم و رضا مجبور ہوتا ہے

تمہاری شوخیِ انداز پر کچھ شک گذرتا ہے
جہان کچھ کشتگان ناز کا ماتم ہوتا ہے

تماشے دیکھتے ہین ناظر و منظور بن بنکر
اگر جلوہ دکھانا دیکھنا منظور ہوتا ہے

مجازی سے اگر اوبھرا تو جا ڈوبا حقیقت مین
محبت کا دل عاشق مین اک ناسور ہوتا ہے

گذر نا وادیِ توحید سے کچھ سہل سمجھے ہو
ظہیر اس راہ مین جادہ دمِ ساطور ہوتا ہے

منتہایِ شوق ہمکان نشہ سے دور ہے
ہے نظر اپنی وہان جو دور ترسی دور ہے

بھول جانا عہد و پیماں کا تو چھہ مشکل نہین
ہان مگر ایفایِ عہد اوس بیخبر سے دور ہے

جی گیا وہ جان بلب جو جستجو مین مر گیا
مر مٹا وہ ناتوان جو اوسکے در سے دور ہے

اے عدو بیباک محو خانہ آرائی نہو
کیا بھڑک اوٹھنا مری دردِ جگر سے دور ہے

آتشِ ایمن نشیمن سی ہو گو کتنی قریب
دور ہے اب تک ہمارے بال و پر سے دور ہے

ہے مری گھر پر ابھی سے تیرگی چھائی ہوئی
گو ابھی شام شبِ ہجران سحر سے دور ہے

نامرادی ہاے بخت شوق دیکھا چاہیے
وان نظر پڑتی ہے جو حد نظر سے دور ہے

کچھہ خبر اوسکی نہ اسکو اور نہ کچھہ اسکی اوسے
دور ہے دلسی جگر اور دل جگر سی دور ہے

پارسائی اور ظہیر رند مشرب کیا کہا
خیر کی امید رکھنی اوس بشر سے دور ہے

خرامِ ناز سے کسکا گذر راہ مین ہے
کہ ایک فتنۂ محشر آشکار راہ مین ہے

وہ ضد سی جانین سکتے ہین کوئی نہین
بھلا ہوا کہ ہمارا فرار راہ مین ہے

ہمین بھی خاکمین ملنے کی حسرت آتی ہے
تمہاری رخ پہ جو پڑتا غبار راہ مین ہے

اثر پذیر ہوا جذب دل کہ قاصد ہی
وفور شوق سے کچھ بیقرار راہ مین ہے

وہ نامراد الٰہی کہین ظہیر نہ ہو
تڑپ رہا جو کوئی بیقرار راہ مین ہے

گردش مین روز حشر ہے تیری خرام سے
فتنون کو چین ہے نہ قیامت قیام سے

آتی ہی جان جسم مین مرنیکے نام سے
کیا کام یان مسیح علیہ السلام سے

کہنے لگا ہی تو بھی اوسی کی سی اے ندیم
آتی ہی بو ی خون مجھی تیری کلام سے

وعدی کی شب پوچھیے کچھ ضطراب دل
پہتا ہون دل کو تھامے ہوی گھر مین شام سے

پہر پھر گئی ہی شرم سے اولٹی نگاہ ناز
کھینچ کھینچ کے لگی ہی سر وہی نیام سے

ظالم ستم کے ساتھ تلافی بھی سترط ہی
معجز دکھا کلام سے محشر خرام سے

لو اب تو قطع رسم محبت ہوی ظہیر
قاصد کے پانو کٹ گئی اپنے پیام سے

دم آخر بھی کس مشکل سے یارا دم نکلتا ہی
کہ دشمن تک مری حال زبون پر ہاتھ ملتا ہے

فلک سے موت گر مانگون تو عمر خضر ملتی ہے
یہ کجرفتار جب چلتا ہی اولٹی چال چلتا ہے

ہم اونکی بزم مین جاتے ہین یا تقدیر یا قسمت
بہلا دیکھین تو اونکی مونہہ سے آخر کیا نکلتا ہے

ترقی عالم امکان مین آغاز تنزل ہے
جوانی جوش پر آتی ہے جبتک حسن ڈھلتا ہی

گذاری عمر غفلت مین ظہیر وسیہ تو نے
ارے او بیحیا اب کیا کف افسوس ملتا ہی

کیا بتاؤن کہ جزو کل مین تماشا کیا ہی
قطرہ کیا چیز ہے اور ہستی دریا کیا ہی

جلوہ کسکا ہی صور کیا ہی ہیولا کیا ہے
مین کوئی چیز ہون تجھی مجھی سمجھا کیا ہے

جلوہ گر کون ہے پر مین تماشا کیا ہے
آئینہ چیز ہے کیا عکس دل آرا کیا ہے

یان ملی ہی تو ملیگی ہمین کیا دان شراب
آج کی آج نہیں وعدہ فردا کیا ہے

ہم تو کہتے کہ نہ کہتی غم پنہان اپنا
تمنے پوچھا تو یہ ہوتا کہ تمنا کیا ہے

دلکے اوبجھاؤنے کچھہ اور ہی عقدے کھولے
ہے مراحسن طبیعت مجھی سودا کیا ہے

ذرہ ذرہ سے انا الشمس کی پیدا ہی صدا
قطرہ جب قطرہ ہے پھر ہستی دریا کیا ہے

ہی نظر اور کہین جوش جنون ہی کچھہ اور
دشت وصحرا مری آنکھون مین سماتا کیا ہے

مدعا یہ ہے کہ مرجاؤن خوشی کے مارے
پوچھتے ہین کہ ترے دل مین تمنا کیا ہے

تم جہان ہو وہین پڑتی ہین لگاہین اپنی
مین بہت دور ہون تنہی مجھی سمجھا کیا ہے

بات پر دیکی ہے کیونکر نہ چھپاؤن تمسے
دل ہی دل مین نہ سمجھ لو کہ تمنا کیا ہے

آج رکھنا نہ ستم کی کوئی حسرت باقی
زندگانی کا شب ہجر بھروسا کیا ہے

آج تک ناصیہ فرسای در غیر رہے
اور تقدیر مین کیا جانیے لکھا کیا ہے

مجھہ کو ضد ہے دل ناشاد سے اپنے ورنہ
اسی ظہیر الغت اصنام مین رکھا کیا ہے

جو دل پہ گذرتی ہے سنائی نہین جاتی
کچھہ ایسی پڑی ہی کہ اوٹھائی نہین جاتی

تم خود نہ چھپو بات چھپائے ہو چھپاؤ
یہہ کیا ہے کہ صورت بھی دکھائی نہین جاتی

عاشق ہون طبیعت مین ہی معشوق مزاجی
یہ رنجش بیجا تو اوٹھائی نہین جاتی

عقدے مری تقدیر کے کھولے نہین کھلتے
جاتی نہین قسمت کی برائی نہین جاتی

یان دعوی تقریر مین احباب کو کیا کیا
وان بات بان تک بھی تو لائی نہین جاتی

کیا جانیے کیا پھونک گئی کان مین واعظ
کچھہ ایسی لگائی کہ بجھائی نہین جاتی

ہے آپ سے بوسہ کا طلبگار ظہیر آج
کمبخت کے مونہ آگ لگائی نہیں جاتی

کس قدر شوق شہادت یاں گریباں گیر ہے
حلقۂ طوقِ گلو ہر جوہرِ شمشیر ہے

جسقدر آزاد ہوں اوتنا ہی میں پابند ہوں
اُلفتِ صحرا نوردی پا بلوگی زنجیر ہے

روسیاہی سے میں اپنی رستگار خلق ہوں
حشر میں کافی خلائق کو مری تقصیر ہے

حشر تک چوٹا نہ ہمسے بُت پرستی کا مزہ
نامۂ اعمال کی جا یار کی تصویر ہے

کشتۂ دل سے بناتے ہیں جہانمیں کیمیا
ای مہوس خاکساری نسخہ اکسیر ہے

خوبرو ممتاز ہوتے ہیں جہان میں ظلم سے
برتر شمشیر ہی سے جوہر شمشیر ہے

رہ گیا فکر دہن میں دست نقاش ازل
مہر خاموشی دہن پر لبِ تقریر ہے

دیکھنا تکمو دم کشتن تو ہے میرا گناہ
دیر کرنی قتل میں کسکی کہو تقصیر ہے

میں ظہیر عصر ہوں ظاہر میں گو خاموش ہوں
ہر سخن اعجاز ہے جادو مری تقریر ہے

اس دوئی پر بھی نہیں دعوی یکتائی ہے
ہر گہڑی آئینہ ہے اور خود آرائی ہے

آنکھ جھپتی ہی نہیں وقت تماشا ہر گز
کتنا بیتاب ترا جلوۂ رعنائی ہے

زندگی موت ہے اور موت حیاتِ جاوید
آپ کی تیغ میں اعجاز مسیحائی ہے

ہم کہنچے وہ ہوے گرویدہ خدا کی قدرت
بات بگڑی ہوی تقدیر سے بن آئی ہے

آنکھ سے محفل احباب گذر جاتی ہے
جب یہ سنتے ہیں کہیں انجمن آرائی ہے

زندگی ہے تو شب غم بھی گذر جائیگی
ناتوانی ہے تو امید توانائی ہے

آگیا دل کی ترنگوں میں ظہیر نادان
وہ تو دیوانہ ہے تو بھی کوئی سودائی ہے

ہمین خوش نہ آئین ادائین تمہاری
رقیبون نے لی ہین بلائین تمہاری

نہ بھولینگی ہرگز ادائین تمہاری
کہ ہین پیاری پیاری جفائین تمہاری

بہت آکے باتین بناتا ہے ناصح
اسے کیونکہ صورت دکہائین تمہاری

قیامت ہین جو جوبہین رہبت کے نکلے
وہ صورت یہان دیکہنے جائین تمہاری

تسلی فزا کیون نہو بیقراری
سمائی ہین دل مین ادائین تمہاری

ہماری طرح تم بہی لیلو بلائین
جو تصویر تمکو دکہائین تمہاری

یہ شوخی یہ غمزے یہ ناز و تبختر
نہ چہوڑینگی جیتا ادائین تمہاری

ہوسکار الفت کے دم پر ہی آئی
جتانی پڑین اب جفائین تمہاری

بسر ہوگئی زندگی مرتے جیتے
ہمین راس آئین جفائین تمہاری

حیا ہوچکی شوخیان حد سے گذرین
ستم ڈہائینگی اب ادائین تمہاری

خدا کے لیے باز آو ستم سے
کہ ناصح نہ سن لے جفائین تمہاری

ظہیر اوٹہہ گیے قدردان جہان سے
غزل اب کسے ہم سنائین تمہاری

جان بلب ہون حسرت دیدار سے
زندگی ہے موت کے آزار سے

شکر ہے کچہہ کچہہ ہوئے وہ بیحجاب
باہر آئے پردۂ پندار سے

ہم تو جب جانین رضیعنگے تجھے
دل چہٹا دے طرۂ طرار سے

یون نہین کٹتی شب غم یون سہی
کاٹیے اپنا گلا تلوار سے

ہائے اونکے بوسۂ لب غیر لین
زہر ٹپکے لعل شکربار سے

دامن گلچین مین پروی کان کے
پہول جہڑتے ہین تری گفتار سے

مرگیا شاید ظہیر خستہ جان
ہمنشین بیٹھے ہین ماتمدار سے

کیا کہیے فصل گل مین دل بیقرار کی
خنجر ہے موج موج نسیم بہار کی

چھوٹے مصیبتون سے شب انتظار کی
یارب دراز عمر ہو روز شمار کی

باز آئے زندگی سے کہان تک اوٹھائے
نازک مزاجیان فلک بدشعار کی

بیچین گردشیشہ ساعت رہی مدام
یہ خاک تہی کسی کے دل بیقرار کی

آیا جو کوی یار مین ٹھوکر لگا گیا
مٹی خراب ہے مری خاک مزار کی

تم اور بہی حجاب مین کچہہ برق بن گئے
گرتی ہین بجلیان نگہ شرمسار کی

بیجا ہین سب گلے نگہہ ناز کے ظہیر
نیرنگیان ہین گردش لیل و نہار کی

باتون سے بچلے چلنے پر بہی آفت آہی جاتی ہے
یہ کافروہ قیامت ہین طبیعت آہی جاتی ہے

یہ سب کہنے کی باتین ہین ہمارونکو چہوڑ بیٹہے ہین
جب آنکہین چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے

وہ اپنی شوخیون سے کوئی ایتک باز آتی ہین
ہمیشہ کچہہ نہ کچہہ دل مین شرارت آہی جاتی ہے

نہ اوسبھوطعنہ بدشمن پہ ایسا ہو ہی جاتا ہے
جہان اخلاص ہوتا ہی شکایت آہی جاتی ہے

بظاہر گو رسائی ہے دلونکا ہے خدا حافظ
جہان دل مین ملال آیا کدورت آہی جاتی ہے

لیا جب نام الفت کا بدل جاتی ہے سیرت بہی
نگاہ شرمگین مین شرارت آہی جاتی ہے

زبان معذرت سے وہ جواب شکوہ دیتے ہین
شکایت بہول جاتا ہون ندامت آہی جاتی ہے

کبہی چپتون سے اُن بن ہے کبہی سودا ہے گیسو کا
نصیبونکی یہ شامت ہے کہ شامت آہی جاتی ہے

ہمیشہ عہد ہوتے ہین نہین ملنے کے اب اونسے
وہ جب آکر لپٹتے ہین محبت آہی جاتی ہے

کہین آرام سے دو دن فلک رہنے نہین دیتا
ہمیشہ اک نہ اک سر پر مصیبت آہی جاتی ہے

بہت کچھ سایہ قامت سی ہمدم بچ بچ کے چلتے ہین
مگر یا بینہ سر پر قیامت آہی جاتی ہے

محبت دل مین دشمن کی بھی اپنا رنگ لاتی ہے
وہ کتنے بے مروت ہون مروت آہی جاتی ہے

الٰہی کور ہون آنکھین نگہ پر بجلیان ٹوٹین
نظر مین اک نہ اک بیچین صورت آہی جاتی ہے

ادای چشم شرم آگین بھی اک شیوہ ہے تمکین کا
مزاج حسن مین آخر کو سختی آہی جاتی ہے

حساب دستان در دل تقاضا ہی محبت کا
مثل مشہور ہے الفت سی الفت آہی جاتی ہے

کسی کی چار دن نبھتی نہین آئینہ رویون سے
یہ کتنے صاف باطن ہون کدورت آہی جاتی ہے

کئی دن سی ہے دم آنکھون مین اور جوش شکوہ ہے
کہ اتنی ناتوانی پر بھی طاقت آہی جاتی ہے

ظہیر خستہ جان شب سو ہا کچھ کہا کرتے ہین
تعجب کیا ہے انسان کو حیرت آہی جاتی ہے

اجل کو جل آئی یان آتے آتے
ہمین مر گیے لب پہ جان آتے آتے

ہوی مجھ سے کیون بدگمان آتے آتے
چلے تم کہان سے کہان آتے آتے

شب وصل مزا ہی اچھا ہوا کچھ
گلے رہ گیے نا زبان آتے آتے

ہجوم قلق دل مین اتنا تو دم لے
کہ آ لیگی لب تک فغان آتے آتے

نگہ پھر گئی کچھ ستم کرتے کرتے
حیا آگئی شوخیان آتے آتے

نہین جاہی دل مین ہجوم قلق سے
بہت بھر گیے میہمان آتے آتے

تمہارے تبسم نے اتنا رولایا
کہ دم رک گیا ہچکیان آتے آتے

یہی خیر گذری کہ رک رک گئی ہے
زبان کہتے کہتے فغان آتے آتے

ہمین در گذر کر گیے کہتے کہتے
سخن رہ گیے درمیان آتے آتے

یہان دم کے جانیمین دقفہ نہین ہے | تم آؤگے اسی مہربان آتے آتے

۴ | ظہیر آج دعوی ہے جنکو سخن کا
اونہین آئیگی یہہ زبان آتے آتے | ۴

الٰہی خیر کیجو موسم گل مین مرے دل کی | جگر پر تیر لگتے ہین صدا سنکر عنادل کی
لگا دو ہاتھہ بہر کر تیغ کا ہان دیکھتے کیا ہو | اگر دیکھو تو پوری سیر دیکھو قص بسمل کی
مگر دست جنون مین تھی زمام ناقہ لیلی | کہ پھرتی دیدۂ مجنون مین ہی تصویر محمل کی
پڑی لینے کے دینے اور الٹی خونبہا کیسا | دیت دینی پڑیگی بخشیں بازوی قاتل کی
ضرر کیا صحبت جنس سے صافی نہاد ونکو | نہین جمتی رخ دریا پہ اوڑ کر گرد ساحل کی
یہان پہلے ہی خوف معصیت نے پا توڑے ہین | تھکا دیتی ہے چلنے سے زیادہ فکر منزل کی
نہو غول بیابان تربیت سے خضر کی انسان | ہوی ناقص ہی ہین کامل ہین صحبت سے کامل کی
شکست آبلہ پا تک جرس ہے راہ الفت مین | خبر دیتی ہے آواز درا رہرو کو منزل کی
پیام موت ہے اظہار حال زار مردون کو | حصول آرزوی آبرو نیزی ہے سائل کی
مری مشکل سے اکثر مشکلین آسان ہوتی ہین | قسم کہاتے ہین دشمن مری مشکل مری مشکل کی

بہت آشفتہ پاتی ہین ظہیر خستہ جان تمکو
گھبلے جاتے ہو کیون اتنا خدا را کچھہ کہو دلکی

شکن شکن ترے گیسو کی جان زار مین ہے | یہ پیچ و تاب وہی دل کے اضطرار مین ہے
لبون پہ جان ہے دم چشم انتظار مین ہے | نفس نفس شب غم کا مرے شمار مین ہے
کسی سے جنبش دامن کی شکوہ سنجی کیا | مرے نصیب کی گردش مری غبار مین ہے
یہ اضطراب تو خالی نہین تکلف سے | ترا کرشمہ کوئی جان بیقرار مین ہے

جنون ذکیا مری رگ رگ مین بہر دیا سیماب
کوی طپش سی طپش ہے عان بیقرار مین ہے

بنی ہے سب مرے دلکی شکستگی کے لیے
شکن شکن جو تری زلف تابدار مین ہے

بیان مین ہین جو پریشانیان معاف ظہیر
سخن کی فکر کسے دل تو انتشار مین ہے

تشنہ آلودہ نظر دیکھ کے جان سوکھ گئی
شکوی لب تک ہی آیے کہ زبان سوکھ گئی

پند بیہودہ مین ہوتا ہی کہین رنگ قبول
بکتے بکتے مرے ناصح کی زبان سوکھ گئی

اُف رے سوز غم تفسیدہ جگر کی تاثیر
کہ پیامی کی زبان وقت بیان سوکھ گئی

موج گل موج طرب موج صبا موج شراب
یک قلم موج خوش بحر جہان سوکھ گئی

کیا غزل حضرت نواب زلکھی ہے ظہیر
کہ حریفان سخندان کی زبان سوکھ گئی

شکایت کیا وفا کی یا جفا کی
اگر کچھ بھی نہ کی تنے تو کیا کی

مرے لیتا رہا آئینہ رخ کے
مری حیرت مری مونہہ کو تکا کی

وہ میرے بعد کشتن ہین پشیمان
طبیعت مین تو ہے عادت جفا کی

وفا پر التجا تجھ سے جفا کی
بتو یہہ بے نیازی ہو خدا کی

رہین وہ شرم سے نیچی لگا ہین
شرارت چٹکیان دل مین لیا کی

ہوی رنجش فزون جتنا بڑہا ربط
محبت کم ہوی جتنی بڑہا کی

خدا شرمائیے آخر بے حجابی
عدو کی شرم سے مجھسے حیا کی

لہو آنکھون سے ہی برسون رولایا
غضب ہین شوخیان رنگ حنا کی

ظہیر ایسے پڑہو دیوان اشعار
صدا ہو ہر طرف سے مرحبا کی

ہوای وصل سے رنجش بڑہا کی
اثر اولٹے ہوے جذبی دعا کی

عدو کی تو سہی قدرت خدا کی
ستمگر داد ملتی ہے جفا کی

خدا کی بے نیازی کے تصدق
کہ ہمنے ان پہ تونکی التجا کی

رہے تمکین سے وہ بیگانہ آشنا
نگاہ ناز گھر دلمین کیا کی

کھلین گے رفتہ رفتہ دیکھ عقدے
وہ کھولین تو گرہ بند قبا کی

خموشی سے مرے دم پر بنا دی
گذر کر شوخیون سے کچھ حیا کی

ستم کی حسرتین نکلین شب وصل
غضب چہریان چلین ناز و ادا کی

مرے اثبات دعوی پر ہے شاہد
بلائین لون عدو کے نقش پا کی

شب وصل عدو لیتے ہین بے لے
سحر تک زندگی نے گر وفا کی

شب غم کے ستم کی داد معلوم
کہ حسرت ہو مجھے روز جزا کی

سنی کچھ داستان درد آلود
ظہیر خستہ و آتش نوا کی

کیون کسی سے وفا کرے کوئی
خود برے ہون تو کیا کرے کوئی

جان دینے پہ جان دیتا ہون
ایسے جینے کو کیا کرے کوئی

نامہ بر کی زبان سے ڈرتا ہون
کچھ نہ پوچھے خدا کرے کوئی

دیکھتا ہون جہانکو اپنا سا
ایک ہو تو وفا کرے کوئی

لطف جب آئے شکوہ سنجی کا
ہم کہین اور سنا کرے کوئی

دل پہ گر اختیار اپنا ہو
خاک مین کیون ملا کرے کوئی

مجھسے وحشی کی چارہ فرمائی
آپ اپنی دوا کرے کوئی

حاصلِ مدعاے دل معلوم
کیون کہین التجا کرے کوئی

بسکے بڑھ کر رقیب بدظن ہے
دل مین کس کس کے جا کرے کوئی

صبر ہے مایۂ گرانجانی
مر نہ جایے تو کیا کرے کوئی

موت کا نام بے وفائی ہے
ہاے کبتک وفا کرے کوئی

مل گیا ہون ترسی کدورت مین
کیا ترے دلمین جا کرے کوئی

یان دمِ تیغ پر ہے راہ ظہیر
لب شکوہ نہ وا کرے کوئی

آج ہم قصۂ جانسوز سنا کر اوٹھے
شمع سان بزم مین اونکو بھی دلا کر اوٹھے

اونکو حالِ دلِ پرسوز سنا کر اوٹھے
اور دو چار کے گھر آگ لگا کر اوٹھے

خاک مین پیکرِ ہستی کو ملا کر اوٹھے
خوب کوچے کی ترے خاک اڑا کر اوٹھے

تمنے پہلو مین مری بیٹھکے آفت ڈھائی
اور اوٹھی بھی تو اک حشر اوٹھا کر اوٹھے

اوس جفاجو سے کیے شعلہ مزاجی کے گلے
اور دلسوز مری مجھ کو جلا کر اوٹھے

قلقِ مرگ عدو اون سے سوا مجھکو ہے
شمع سان بزم مین وہ اشک بہا کر اوٹھے

وعدۂ وصل سے ہی نقش پہ آنکی اُمید
مژدۂ قتل مرا مجھ کو سنا کر اوٹھے

مونہہ چھپا نیمین تو ہے شرم و حیا کا پردہ
ہان مگر دل ہی نگہ تھا کہ چھپا کر اوٹھے

تو وہ دل سخت نہین سنگ کو جس سے نسبت
ہم وہ خست کہ ترے دلکو ہلا کر اوٹھے

گر نہو مونسِ جان فرقِ تصور تیرا
درد کیا کیا نہ مرے دلکو ستا کر اوٹھے

آج آیے تھے گھڑی بھر کو ظہیر ناکام
آپ ہی روے ہمین ساتھ رلا کر اوٹھے

آج قدر جانفشانی دیکھہ لی — بندہ پرور قدر دانی دیکھہ لی
سب اونہین کیسی ہین کہتی اہل حشر — کیا ادای دلستانی دیکھہ لی
سحر جو سر چڑھکے بولے ہی وہ سحر — غیر کی جادو بیانی دیکھہ لی
جاکے پہر آتی نہین تیری بہار — فصل تیری ای جوانی دیکھہ لی
سُن لیے دشمن کی مونہہ سی وصف میرے — سب تہاری بدگمانی دیکھہ لی
ہین زبان پر تلخکامی کے مزے — لذت دنیاے فانی دیکھہ لی
ملتی جلتی ہے تری رفتار سے — تیغ و خنجر کی روانی دیکھہ لی
سچ تو یون ہے تم ہو اک مٹی کی چڑی — دیکھہ لی شیرین بیانی دیکھہ لی
خوش ہوے تو مل گئین دو گالیان — انتہای مہربانی دیکھہ لی
داغ جو دل پر دیے موجود ہین — آپ نے اپنی نشانی دیکھہ لی

آنکھہ سے کیا کچھہ نہ دیکھا ای ظہیر
شیب دیکھا نوجوانی دیکھہ لی

گلشن مین اسیری کے مزے یاد کرینگے — آزاد قفس شکوۂ صیاد کرینگے
کوچہ مین ترے بیٹھہ کے فریاد کرینگے — بدنام تجھے بھی ستم ایجاد کرینگے
بھولے ہوے بیٹھے ہین ابھی اپنی جفا ہین — جب یاد کرینگے تو ہمین یاد کرینگے
تم نے تو دل غیر مین گھر اپنا بنایا — ہم بھی کسی ویرانے کو آباد کرینگے
خوش ہونگے تو ملجائینگی ہان گالیان دو چار — کیا اسکے سوا اور وہ ارشاد کرینگے
کرتے تو گلے رنج کے تسکے ہی نہ کرتے — اللہ سے کیا شکوۂ بیداد کرینگے
مٹی مجھے دینے کو وہ آئے ہین سر گور — اب اور بھی مٹی مری برباد کرینگے

لو روز جزا بھی نہ ملی داد ہماری ۔۔۔ ای داور محشر تجھے کیا یاد کرینگے

گلشن کا مرقع ہے ظہیر اپنی غزل بھی
تحسین تری مانی و بہزاد کرینگے

بھولے ہوے افسانۂ دل یاد کرینگے ۔۔۔ اوجڑی ہوی بستی کو پھر آباد کرینگے
جب وہ ستم نو کوئی ایجاد کرینگے ۔۔۔ یہہ یاد رہے پہلے مجھے یاد کرینگے
بھولے سے بھی کرتے نہ دعا مرگ عدو کی ۔۔۔ گر جانتے وہ نالۂ و فریاد کرینگے
لکھا ہے رقیبون نے اونہین خط غلامی ۔۔۔ کس بندہ بیدام کو آزاد کرینگے
اس مرگ خوش انجام کی ہم کو نہ خبر تھی ۔۔۔ وہ نعش پہ یون نالۂ و فریاد کرینگے
جب لطف ستم تھا کہ رقیبون پہ نہ ہوتا ۔۔۔ کیا خاک جفا کر کے مجھے شاد کرینگے
دھمکی ہے ڈراوا ہے بناوٹ کی ہین باتین ۔۔۔ ہم اور خدا سے تری فریاد کرینگے
دل چھیننے کے ڈھنگ ہین الطاف کی وعدے ۔۔۔ یہہ کیون نہین کہتے ہو کہ بیداد کرینگے
ہنگامہ سہی حشر مین کوئی تو سنے گا ۔۔۔ ایک ایک سے کافر تری فریاد کرینگے
کہتی ہین تری نرگس میگون کے اشارے ۔۔۔ تاراج کرینگے تجھے برباد کرینگے

کچھہ قدر ظہیر اپنی نہ کی اہل جہان نے
جا کر عدم آباد مین کیا یاد کرینگے

الفت ہے مری خواہش دیدار کسی کی ۔۔۔ شہرت ہے مری گرمی بازار کسی کی
سرسبز ہو کیا بزم مین گفتار کسی کی ۔۔۔ پٹی ہین پڑھایے ہوے اغیار کسی کی
توبہ کے دھوین اوڑتے ہین تقوی پہ کر خرقے ۔۔۔ کس تاک مین ہے نرگس میخوار کسی کی
کیا گرم ہے کیا تیز ہے بازار قضا کا ۔۔۔ کیا قہر ہے کیا شوخ ہے رفتار کسی کی

لڑتے ہین وہ ہستی مین یہ کافر نہین لڑتے
کیا نرگس بدمست ہے ہشیار کسی کی

کہتے ہین کہین محو تماشاے حقیقت
کہتے ہین کہین محرم اسرار کسی کی

ممکن ہی نہین گر کے سنبھل جائین ہوسکا
لڑتی ہی نہین چشم فسونکار کسی کی

سہتے رہین ظلم آہ بھی کر جائیگی تاثیر
سو بار کسی کی ہے تو یکبار کسیکی

مستان مے عشق کسی کی نہین سنتے
سنتے ہین تو کہتے نہین زنہار کسی کی

دیکھو تو ظہیر جگر افگار نہو وہ
ہے دیر سے فریاد غزا یار کسیکی

واعظ جو ازمے مین تجھے کیا کلام ہے
آب عنب ہے جام مین شیشہ کا جام ہے

دل مین یہی جو نالہ گردون خرام ہے
اک روز ترک چرخ کی ترکی تمام ہے

پامال ہو گیا کوئی تمکو خبر بھی ہے
یہ کوئی چال ڈھال ہے کوئی خرام ہے

کہتا ہے مونہہ دھٹا کے جو آیی زبان پر
کمبخت پند گو بھی بڑا بدلگام ہے

واعظ ہے کس کتاب مین دل توڑنا روا
حضرت یہی ہے زہد تو اپنا سلام ہے

تنہا دو رہی سے بوسہ بہ پیغام آجتک
ہان اب پیام وصل اجل کا پیام ہے

قاضی بھی لوٹ جایے جو ملجاے تلفت کی
زاہد کسی تنیز حلال و حرام ہے

کہتے ہین سنکے غیر کی بے التفاتیان
ابتو وفا مین اوسکی ہمین بھی کلام ہے

کہتے ہین کہکے جان کے پیچھے بلا لگائین
ہم کیون کہین ظہیر ہمارا غلام ہے

جو کچھ کہ حال ہے یہی کچھ عرض حال ہے
تم جانتے نہین میری صورت سوال ہے

یونہین نبھے عدو سے ہمیشہ محال ہے
جسکو کمال ہے اوسے اک دن زوال ہے

ازردگی کا اونکے نہایت خیال ہے
اپنے گلون سے آپ مجھے انفعال ہے

بشرہ سے سب عیان ہے نہان جو ملال ہے
اللہ کیا لطافت حسن و جمال ہے

دل بیچتے ہین لیجیے قیمت وصال ہے
سودا گران ہے مول کا بننا محال ہے

وعدے ہین جانفزا غم ہجران ہی جان گسل
مرنا محال ہے مجھے جینا محال ہے

ناصح نے پی زمے نہ دیا ہے کسی کو دل
بیچارہ سادہ لوح فرشتہ خصال ہے

بیصرفہ رنجشین ہین بلا وجہ غیظ و خشم
کیا جانین آج کل اونہین کسکا خیال ہے

کہتے ہین وہ کہ پاس وفا بھی اوٹھا دیا
سجدے سے کسکے نقش قدم پایمال ہے

تم انجاے وصل پہ دیتے ہو گالیان
اچھی تمہاری سم جواب و سوال ہے

مانگی دعاے مرگ ہے تم کیون خفا ہوے
مد کہ تو د و متین کیا احتمال ہے

مجبور آپ شرم سے ہم دل کے ہاتھ سے
الفت مین آپ کا بھی ہمارا سا حال ہے

واعظ بیون شراب کہ گذرا مہ صیام
مردار تین روز مین ہوتا حلال ہے

ہوگی کسی کو ہجر مین جینے کی آرزو
ہمکو تو زندگانی ہجران وبال ہے

صرفہ نگاہ کا ہے تمہین ہمکو دل عزیز
آتا ہے اپنے اپنے کا سبکو خیال ہے

کہتے ہین وہ کہ جان کو پھر روگ کیون لگا تین
ہم کیون ملین کسی سے کہ ان کا وبال ہے

ہوتا ہے سبکو چاہنے والون سے احتراز
تم مہربان ہو غیر پہ ہان یہ کمال ہے

بے اعتباریون سے نہین اعتبار وصل
ابتک یہ جانتا ہون کہ خواب و خیال ہے

دل مایۂ بساط ہے اور تم ہو رہزن
کیون مفت دین متین کوئی چور کا مال ہے

وہ ہین تنکمزاج تو ہو نے دو ای ظہیر
بیہودہ رنجشون سے ہمین بھی ملال ہے

خیر ساقی کی رہے آج تو بوتل آیے
رحمتِ حق ہے سیہ مست ہین بادل آیے

تو ہی کہدے کہ تہ خاک کسو کل آیے
نعش پر تو جو پشیمان سرِ مقتل آیے

اور لگا وعدہ بھی غنیمت ہی تسلی کے لیے
اور آنے کو تو آج آیے نہ وہ کل آیے

مرنیوالے تو اس انداز پہ مر جائینگے
کہینچکر تیغ اگر تم سرِ مقتل آیے

حشر تک وعدہ وفا ہو تو ہمارا ذمہ
آج آیا وہ نہین سمجھو وہ اگر کل آیے

مجلسِ وعظ مین بُہا دسوا کوئی نہین
چاہیے تھا کوئی مطرب کوئی بوتل آیے

درد سر ہو جنہین عاشق سی لگانا دل کا
وہ ضرور آج لگا نے مرے صندل آیے

ہاہی نیرنگیِ اُلفت کے نشیب اور فراز
تجسا نازک سر بالین مری بیدل آیے

نجد و ایمن پہ نہین حصر تجسّس ہی فقط
ایسے ایسے تو بہت راہ مین جنگل آیے

منت اپنی وہ شبِ وعدہ نہ بھولو گا ظہیر
اور کہنا کسی مغرور کا تو چل آیے

ستم دیکھیے الم دیکھیے وفا کی بیوفا ٹھہرے
پڑین پتھر وفا پر با وفا ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تری کوچہ مین کیا مونہہ ہی کوئی جا کر ذرا ٹھہرے
اگر ٹھہری تو فتنہ بھی کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

ہوے بدنام ہم اُلفت مین دشمن آشنا ٹھہرے
گنہگار و نمین ہم ٹھہری ہین محرم بیخطا ٹھہرے

ابھی آیی ابھی جاتے ہو تم کوئی ہوا ٹھہرے
ذرا دم لو کرو کچھہ بات مجھسے دل مرا ٹھہرے

بُرے ہین خلق مین بدنام اور بد پیشہ بھی ہین
چورایا دل نگہہ نے راہزن و رہنما ٹھہرے

شکایت ہے نہ مٹنے کی گلا ہین شک دشمن کے
نہ ٹھہرے آدمی ہم تو دل بیمدعا ٹھہرے

صلاحیں غیر سے ہوتی تو ہین لیکن تماشا ہو
کہ واں جو مشورہ ٹھہرے ہمارا مدعا ٹھہرے

بہانہ ڈھونڈتی تھی دل مین وہ یان تک نہ آنیکا
لڑکے اولٹے پھرتے تم تم کے آیے جا بجا ٹھہرے

کسی کا مونہہ ہی کہہ سکتا ہی کوئی بیوفا تمکو
کہ جتنے بیوفا ٹھہرے تمہاری آشنا ٹھہرے

بھلا یہ کب گیے عرش بریں تک اور کب پہونچے
کہ نالے لب تک آنیمین ہین یارب جا بجا ٹھہرے

نہین چلتی ہی کچھ پیر ی کسی کی اوسکے کوچے مین
بڑا چلتا ہوا سمجھو اگر دم بھر صبا ٹھہرے

کسی کی شوخیان لکھنے دین تو کچھ حال دل لکھون
نہ ہاتون مین قلم ٹھہرے نہ دل مین مدعا ٹھہرے

بُری ہو ہو کی اونکی بزم سے ہر دم نکلتے ہین
الٰہی ہم کسی دشمن کے دل کا مدعا ٹھہرے

اوٹھائین ہم ستم اور اوسکو تسلیم و رضا سمجھین
تغافل تم کرو دانستہ اور شرم و حیا ٹھہرے

کہین کیون داور محشر سے اور کیون جائین محشر مین
یہین ہو فیصلہ باہم یہین روز جزا ٹھہرے

ابھی سکو بھروسا ہے ملیگی داد محشر مین
خدا جانے کہ دان بھی فیصلہ ٹھہرتو کیا ٹھہرے

نکل جائینگے دل سے مدعی ہرگز نہ ٹھہرینگے
اگر ٹھہرے تو کوئی دن ہمارا مدعا ٹھہرے

چلو میخانے مین دیکھو تماشا ہو لیا تقوے
ظہیر بادہ پیما تم کہان کے پارسا ٹھہرے

صفا ہو جاؤ دل سے آرزو دل کی بہم نکلے
کوئی بدنام کیون ہو اور کسی کا کیون بہرم نکلے

خلش مٹجائے ہر دم کی اگر سینہ سے دم نکلے
کہ دم نکلے تو دم کے ساتھہ غم نکلے تو غم نکلے

ترے کوچے کی جانب جہانکتے ہر ہر قدم نکلے
نہ نکلیگا کوئی اس نکسی سے جسے ہم نکلے

یہ انداز محبت تو غضب نکلے ستم نکلے
وہی رشک مسیحا ہو وہی کافر یہ دم نکلے

چلے تھے گھر عدو کے میننے جب ٹوکا تو یہ بولے
کہ تیری جستجو مین ہم ترے سر کی قسم نکلے

مروت مین محبت مین گلی کوچون مین مقتل مین
نہین کہدو کہین یہ دعوی ثابت قدم نکلے

ہزارون کاوشین ای چارہ گر دل کی بدولت ہین
یہ سب کانٹین نکلجائین جو یہ خار الم نکلے

غلط ہے سادہ کہتے ہین تجھکو ہم تو جب جانین
تری تیور سی بل نکلین تری ابرو سے خم نکلے

جو سچ پوچھو تو درد و غم ہی اپنی زندگانی ہے
کہ دم نکلا تو دم کے ساتھ یہ دونو بہم نکلے

جنون کے ڈھنگ ہی کچھ شوخیوں میں مثلِ جلوہ ہیں
نہ وہ ہمسے سوا نکلے نہ ہم کچھ پہلو سے کم نکلے

لگا ہیں کسکی بہرتی ہیں وفا سے کون پہرتا ہے
یہ کہیے باوفا آخر کو تم نکلے کہ ہم نکلے

سمجھ لو دل ہی دل میں تم وفا میری جفا اپنی
حساب دوستاں در دل اگر کیجے پشیماں کم نکلے

بہت رویا کبھی تنہا مدام تحریر شکوے کی
زبانِ خامہ سے بیساختہ سب یکقلم نکلے

نہ میکش تھے نہ ساقی تھا فقط حضرت ہی حضرت تھے
الٰہی شکر میخانہ سے واعظ کے قدم نکلے

نہوگا نقش پا تک مدعی کا کوی الفت میں
ہمارے ہاتھ کٹواؤ اگر ثابت قدم نکلے

دلِ شوریدۂ الفت نے کیا فتنے اوٹھائے ہیں
یہ کافر پس میں ہو تو کیوں کسی کافر پہ دم نکلے

ظہیر بادہ کش جاتے تو ہیں ہمراہ زاہد کے
مزہ ہو اصل میں کعبہ ہی گر بیت الصنم نکلے

رشک کے غم شب ہجراں کی قسم بھول گئے
اک ترے ملنے ہی دنیا کے الم بھول گئے

جھوٹے وعدوں پہ ترے جور و ستم بھول گئے
رنج جتنے تھے خوشی میں شب غم بھول گئے

یاد تھا صبح سے وعدہ تو نہیں یاں آنے کا
گھر سے چلتے ہی مگر چار قدم بھول گئے

قصۂ درد و الم خط میں کیا سب تحریر
بات لکھنے کی مگر وقتِ رقم بھول گئے

اب جو دل دینگے تمہیں بھی تو سمجھکر دینگے
تم ہمیں بھول گئے کیا تمہیں ہم بھول گئے

سچ تو یہ ہے تری ملنے نے بہلایا سب کچھ
جتنے شکوے تھے تری سر کی قسم بھول گئے

نہ لکھا اپنے مقدر میں کہیں حرف وصال
ایک تم کیا کہ ہمیں لوح و قلم بھول گئے

دینے والے بھی کہیں ہمسے نہ لیکر ہونگے
ہاتھ سے دیکے تمہیں دل سی قسم بھول گئے

وہ مئے ہوش ربا دی ہمیں ساقی نے ظہیر
جسکو پیتے ہی رہِ دیر و حرم بھول گئے

رنج سہہ سہہ کے ہوی صبر کی عادت کیسی
بیقراری سے ملی ہے مجھے راحت کیسی

اونکے آتی ہی بدل جاتی ہے صورت کیسی
باندھ لی مجھسے طبیعت نے عداوت کیسی

اپنے مدفن کو تو کافی ہے تری دل کا غبار
عار ہے گور گڑھے سے ہمین تربت کیسی

مرنیوالے تو کسی آن پہ مرجاتے ہین
ہم تو انداز پہ قربان ہین صورت کیسی

پھر نہ کہنا کہ نہین تیرے جنون مین تاثیر
اپنے سایہ سے جھجکتے ہو یہ وحشت کیسی

دیکھہ تو زاہد کمبخت حسینون کے جمال
حسن کیسا ہے ادا کیا ہے نزاکت کیسی

صاف صاف ابتو سر بزم چوراتے ہو نگاہ
آگئی غیر کی صحبت مین خیانت کیسی

آکے گردش مین ہی دن غیر کی پھر جاتے ہین
مجھسے برگشتہ ہے یارب مری قسمت کیسی

مجھسے کہتے ہین وہ سچ کہہ تجھے میری سوگند
میرے اللہ نے دی ہے مجھے صورت کیسی

ابرو کو ابھی روتے ہین نصیحت فرما
پڑ گیے جان کے لالے ہمین عزت کیسی

اونسے کیا لطف و مروت کی توقع ہے ظہیر
بات پوری نہین کرتے وہ عنایت کیسی

ہو گئی جان کو آزار محبت کیسی
جنگئی اے مرے اللہ مصیبت کیسی

اور تو اور الٰہی یہہ قیامت کیسی
دل نے توڑی ہے مریجان کو آفت کیسی

ہای بن بن کے بگڑنے لگی قسمت کیسی
ڈال دی ہمپہ ن لوگون نے عداوت کیسی

چلبلی سی کوئی صورت جو نظر آتی ہے
آہی جاتی ہے یہ کمبخت طبیعت کیسی

اونکی تحریر بھی آتی نہین آنا کیسا
دستخط تک بھی دکھاتی نہین مروت کیسی

دل تو کہتا ہے نہ دیکھون کبھی صورت اونکی
آڑے آجاتی ہے کمبخت مروت کیسی

کچھہ تو دیکھا ہے کہ ہر پہر کے ہمین آتی ہے
ٹل گئی ہے مری گھر مین شب فرقت کیسی

شکوۂ غیر مین کیا تلخ ہوا لطف وصال
طیش مین عیش کہان رنج مین راحت کیسی

دستِ نازک مین سمہلتا نہین خنجر ہے ہے
مانعِ کشتنِ عاشق ہے نزاکت کیسی

صدمہ ہای شبِ ہجراں کو کہان تک روؤن
پڑ گئی جان کے پیچھے شبِ فرقت کیسی

بات تک جو نہین سنتا وہ سنیگا فریاد
گفتگو شکرِ جفا مین ہے شکایت کیسی

اوٹھہ گیا کیا غمِ ہجراں سے تہنگ آکے ظہیر
جہانکتی پھرتی ہے گہر گہر شبِ فرقت کیسی

لطفِ مستورئ ہے مخمور کے سامنے
رکھہ دیجے آینہ کو سکندر کے سامنے

بے سود ہین گلے بتِ کافر کے سامنے
کیا خاک سر کو پھوڑیے پتھر کے سامنے

بیجوہری کو ناز ہین جوہر کے سامنے
جلتا نہین کمال مقدر کے سامنے

پھونچے ہین گام گام پہ کہا کہا ٹھوکرین
آئے ہین جان بیچکے مرمر کے سامنے

شوخی نئی ادا کی ہے اعماض ہے نیا
بستر لگائے بیٹھے ہین بستر کے سامنے

کچھہ کھیل ہے ہنسی ہے تماشا ہے آینہ
اپنے مقابلے مین برابر کے سامنے

ای شمع دل جلون کے مقابل کہی جلی
جوہر کی عرض صاحبِ جوہر کے سامنے

سربازکوئی ٹھہرتے ہین جو کچھہ بنے بنے
تلوار کے ہین سامنے خنجر کے سامنے

آئینہ بن گیا ہے تمہارے بناوسے
دیکھو تو رکھہ کے روی سکندر کے سامنے

تقدیر کے لگاڑ سنوارے نہ جائینگے
تدبیر چیختے ہے مقدر کے سامنے

پھپھے پھپھے کی جو بادہ پرستی تو کیا مزہ
شربِ الہیٰ چاہیے کوثر کے سامنے

دعوی بفیروغ نہ مانین گے ہم ظہیر
باور ہو گرد کہایئے کچھہ کر کے سامنے

درد کی دلمین جو رہ رہ کے چبک اٹھتی ہے
یہ کوئی چوٹ کبھی کی ہی کسک اٹھتی ہے

کوئی دیوانہ ہے ناصح بھی کہ سودائی ہے
وہی کمبخت کو رہ رہ کے للک اٹھتی ہے

ہے مگر ضبط محبت کے لیے ظرف بھی شرط
یہ وہ مے ہے کہ جو ساغر سے چھلک اٹھتی ہے

اس نزاکت کے مین قربان عداوت کے نثار
دل مین پنہان جو کدورت ہی جھلک اٹھتی ہے

نہین رہتی ہے نہان بوی محبت دل مین
یہ وہ نکہت ہے کہ غنچہ سے مہک اٹھتی ہے

یہ خدا جانے بھری آہین ہین کب کب کی بھنچا
دل کی پھلجھڑی ہین جو رہ رہ کے ایک اٹھتی ہے

دیکھین کیا گل ہے کھلاتی ترے دامن کی ہوا
آتش دل اسی شکیبے سے بھڑک اٹھتی ہے

لطف تو لطف ترے ضد بھی ہے پیاری پیاری
کہ طبیعت ترے نازون پہ پھڑک اٹھتی ہے

رحم ہے کس درجہ طبیعت مین الٰہی توبہ
اونکی تصویر بھی سایہ سے جھجک اٹھتی ہے

کج ادائی کہین ایسی تہ کہان ہے دل مین
ٹھہر کے بات ذرا سی بھی کھٹک اٹھتی ہے

ہے ظہیر اس یہ عمل کل جدید ہے لذیذ
تازہ مضمون پہ طبیعت بھی اچک اٹھتی ہے

وای دہلی ذرہے شوکت و شان دہلی
لامکان بنگیے جن جن کے مکان دہلی

اسی فلک اسنے گریبان مین مونہہ ڈال ذرا
ہای یہ ظلم و ستم اور کسان دہلی

زمزمے بھول گیے نغمہ طرازان چمن
ہے ہر اک نوحہ گر و مرثیہ خوان دہلی

رہ گئے کہنے کو کچھ کچھ ہین نشانے باقی
اب نہ دہلی ہی رہی اور نہ زبان دہلی

فلک پیر نے مٹی مین ملایا سب کو
پھرتے ہین خاک بسر پیر و جوان دہلی

تھے نیے رنگ نیے ڈھنگ نئی گفت و شنید
تھا زمانے سے نرالا ہی جہان دہلی

دلربا مہر لقا دشمن دین ماہ جبین
تھے قیامت ہی طرحدار بتان دہلی

ہای یون سامنے پیوند زمین ہون ایچرخ
شوخ و بدمست و طرحدار و بتانِ دہلی

دیکھنا ساتے ایام کی کجدار و مریز
خاک میخانہ بنے بادہ کشانِ دہلی

چرخ بدبین یہ غضب ہی کہ اونہین دیکھہ سکا
چند اشخاص جو باقی تھے نشانِ دہلی

کیون نہ پامال ہو مردہ ہے بدستِ زندہ
جسم دوزخ مین ہے فردوس مین جانِ دہلی

خوش متاعی سر بازار ہے عرضِ ہنر آج
جوہرِ فرد ہی کل جنس دکانِ دہلی

بولتے ہین جسے اردو ی معلی احباب
ایہا الناس ہے وہ خاص زبانِ دہلی

خاطر حضرتِ آزردہ نے مجبور کیا
ہم کہان اور کہان حسن بیانِ دہلی

رات دن گریہ ہے اور سنگ ہی اور سینہ ہی
اور ظہیر جگر افگار و بیانِ دہلی

ناصح تری سوگند جو وصل اوس سی ٹھہر جاے
ہاتھون سے نہ دل جاے نہ قابو سی جگر جاے

جائینگے پھرے زندہ ہم اسد کے گھر سے
گر آج کی شب خیر سے تا صبح گذر جاے

ہین کعبہ و بتخانہ پے شیخ و برہمن
جو طالب جلوہ ہو الہی وہ کدہر جاے

جانا تو مسلم مگر اتنا تو کرو صبر
سینے مین ذرا یہ دلِ بیتاب ٹھہر جاے

کیا پوچھتے ہو مجھسے شبِ غم کے فسانے
ڈرتا ہون شبِ وصل نہ باتون مین گذر جاے

دیوانے تری اور ترے گھر کے در و دیوار
سر پھوڑنیکو کوئی کہان جاے کدہر جاے

دل مین نہ تیری جاے نہ ہوتی ہے زمین شق
جاے تو ظہیر جگر افگار کدہر جاے

واقف تہے ڈھنگ سی نہ جہان خراب کے
ہم آے اس سراے مین دھوکے آب کے

کرتا ہون کام خیر کے بدلے عذاب کے
کچھہ سوجھتا نہین ہے فسانے مین شباب کے

بحر جہان مین خاک ہو سیراب تشنہ کام
اولٹے ہوے ہین پہلے ہی ساغر حباب کے

سربستہ ہے طلسم ہم آغوشی رقیب
عقدے کہلینگے بند کہلے گر نقاب کے

واعظ نعیم خلد کو اپنا اسلام ہے
یہ سب کہانیان ہین فسانے ہین خواب کے

یارب وصال یار کی امید خاک ہو
قاصد کو تو مزے ہین سوال و جواب کے

مکتوب خود ہی ہاتھ سے قاصد کے اڑ گیا
مضمون جو شوق وصل مین تھا اضطراب کے

جاتا ہے اوٹھ کے بزم سے لو یہ گنوا گیا
رہنے دو دل کو دلمین ارادے عتاب کے

تیری تو گفتگو یہ نہین ہے پیام بر
یہ ہتھکنڈے ہین اوس بت حاضر جواب کے

واعظ حقیقت مے و میخانہ اور ہے
کیفیتون مین چور ہین کیفی شراب کے

آؤ چلو نہ میکدے اوٹھو کہین ظہیر
بس دیکھے دیکھے دعوی تقوی جناب کے

یاد آئے جو اوس زلف گرہ گیر کے بوسے
کیا کیا نہ لیے قید مین زنجیر کے بوسے

سوٹکڑے ہین اب دلکے کلیجے کے ہزار ون
وہ بوسۂ لب تھے لب شمشیر کے بوسے

قربان ہون اوس لب پہ کہ جس لب سے کہی تو
ملجائین گے تجھکو تری تقریر کے بوسے

تم بیخودی شوق پہ آزردہ ہوے کیون
اب دل سے نکالو مرا دل چیر کے بوسے

تو اور لب شیرین سے ترے وصل کے اقرار
لون بوسۂ لب یا تری تقریر کے بوسے

لکھتے ہین سر نامہ مجھے یار وفادار
قاصد کے قدم لیجیے تحریر کے بوسے

آگے مرے آیا مری تقدیر کا لکھا
لیجے قلم کاتب تقدیر کے بوسے

کسکے لب شیرین کی ثنا تھی کہ لیے مین
خود میرے ہی دہن نے مری تقریر کے بوسے

آئینہ تو آئینہ کہ خود دیکھ کے صورت
وہ آپہی لینے لگے تصویر کے بوسے

مین پاسِ ادب سے جو نہ تڑپا دمِ بسمل
قاتل نے لیے خود دمِ شمشیر کے بوسے

کیا ناوکِ دلدوز لگا ہے ترے قربان
لون ہاتھ کے بوسے کہ تری تیر کے بوسے

کہتے ہین ظہیر اسکو مگر سحر بیانی
لون تیرے سخن کے تری تحریر کے بوسے

خوش ہو کینہ سے اگر بہرِ خدا اور سہی
تم رضامند رہو مجھپہ جفا اور سہی

ہو نو آموز ابھی مشقِ جفا اور سہی
زیرِ مشقِ ستم اک مین نہوا اور سہی

ایک بدعہد کے وعدے پہ جیے ہی تو کیا
کوئی دو چار دن امید وفا اور سہی

کیون ستم عام کر و خلق مین کیون بدنام
مدعا ظلم سے ہے مجھپہ جفا اور سہی

وہ جفا کار ہے الٰہی حضرتِ ناصح مانا
کوئی غارتگرِ دین ہوش ربا اور سہی

قتل کس کس کو کروگے جو برا مانتے ہو
چاہنے والون مین اک مین نہوا اور سہی

یہ تو معلوم ہے انصاف جو ہوگا ہوگا
ایک ہنگامۂ فردائے جزا اور سہی

روز بیداد پہ بیداد بڑہاتے جاؤ
رشکِ ناز یہ کچھہ حسن ادا اور سہی

مین جفاکش ہون مجھے تجھسے شکایت کیا ہے
سو دل آزار ہین اک تو نہ ہوا اور سہی

آؤ سینے سے لپٹ جاؤ یہ جی گرا کیا ہے
ہم خطاوار ہین تو ایک خطا اور سہی

ہے عبث شکوۂ جورِ فلکِ پیر ظہیر
یاس و حسرت ہے جہان رنج و بلا اور سہی

ای نہین وصل وہ فرقت ہی سہی
ہم یہ سمجھین گے مصیبت ہی سہی

مجھہ سے اور ذکر عدو واسطہ کیا
نہ سہی وصف شکایت ہی سہی

بزمِ اغیار مین آنا کیسا
رنج مجھہ کو نہین راحت ہی سہی

تمسے اور غیر کو امید وفا — ہمنے مانا کہ محبت ہی سہی
کوئی دشمن سے گذرنا کیا تھا — ای وہ رفتار قیامت ہی سہی
نگہ ناز کی ہے تاب کسے — نہ سہی قہر عنایت ہی سہی
کچھ تو ہے یہ جو خلش ہے پیہم — نہ سہی دل کوئی حسرت ہی سہی
رشک اغیار کی اب تاب کہان — ہے شکایت تو شکایت ہی سہی
کوئی حجت ہے ستم کو درکار — جرم اظہار محبت ہی سہی
قتل عاشق مین بُرائی کیا ہے — ای پریرو تری شہرت ہی سہی

جای افسوس ہے گو قتل ظہیر
دشمنون کے لیے عبرت ہی سہی

مجازی سے حق بین نظر ہو گئی — طبیعت کدہر سے کدہر ہو گئی
شب ہجر بہی لو بسر ہو گئی — تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی
پیامی نظر کی نظر ہو گئی — غم دل کی دل کو خبر ہو گئی
شب وصل ضد مین بسر ہو گئی — یُہین لڑتے بہڑتے سحر ہو گئی
اُونہین دل سے جس وجہ قربت بڑہی — نظر دور سے دور تر ہو گئی
ادہر بات کی دل بہر آیا اُدہر — طبیعت بہی کچھ چشم تر ہو گئی
اونہین الفت غیر ہرگز نہ تہی — مری ضد سے مد نظر ہو گئی
شب و روز آنکہون مین پہرتی ہین غیر — نگہ کیا ہوی رہگذر ہو گئی
وہان عرض عاشق پہ یرا نہین — جلو داستان مختصر ہو گئی
تہین پردہ داری نے رسوا کیا — خموشی مری پردہ در ہو گئی

مجھے بات دشمن سے کرنی نہ تھی
اونہین اوسکی جانب نظر ہوگئی
وہان جسقدر دلمین رنجش بڑہی
محبت یہان بیشتر ہوگئی

ہوتی تھی جو کچھ شب ہجر مین
ظہیر دل افگار پر ہو گئی

غرور حسن اونہین موجب زوال ہوے
وہ رشک بدر ہین چہپ چہپ کے اب ہلال ہوے
قتیل رشک ہین کیون طالب جمال ہوے
فروغ حسن ہو اہم جو پایمال ہوے
وفور شوق سے کلمین نہ حسرتین دلکی
ہزار بار جدائی ہوی وصال ہوے
وہ دل نہین وہ محبت نہین وہ تم بہی نہین
الہی کیا وہ مہ و مہر و ماہ و سال ہوے

ظہیر عشق بتان مین یہ فیض کو پہونچے
کہ نوار و زار و ذلیل و شکستہ حال ہوے

وہ زود رنج ہے اور کسقدر ہی کیا کیجے
اور اپنا حال دل اک دسر ہے کیا کیجے
یہان امید سے قطع نظر ہے کیا کیجے
کہ بے کہے اوسے دلکی خبر ہے کیا کیجے
برس رہی ہے مرے موتہہ سے خانہ ویرانی
سخن سخن میرا وحشت اثر ہے کیا کیجے
غضب مین آئی تمہارے مزاجدان نکر
کہ بات بات مین رنجش کا ڈر ہے کیا کیجے
وہ پوچہتے ہین بہای متاع حسن اپنی
اگر نہ کہیے کہ جان و جگر ہے کیا کیجے
وفای وعدہ تری شوخیون سے دور نہین
مری زبان ہی کچھ بے اثر ہے کیا کیجے
نہین ہے حشر تمہارا اگر خرام ناز
تو غلغلہ یہ سر ہر گذر ہے کیا کیجے
گہڑی گہڑی ترے کوچے سے حشر اوٹہتا ہے
اگر نہ کیجے کہ فتنہ کا گھر ہے کیا کیجے
نہ کیجے اگر اخفای راز کیا کیجے
وہ راز دان ہے تو ہونا مہر ہی کیا کیجے

ظہیر قصۂ زلفِ بتاں ہے طولانی
زمانِ عمر بہت مختصر ہے کیا کہیئے

ہے صبح شب وصل قیامت اگر ایسی
دشمن کو نہ دکھلائیو یارب سحر ایسی

وہ وصل کی شادی یہ جدائی کی مصیبت
کیون گردشِ ایام شب ایسی سحر ایسی

دشمن بھی مرے حال پہ کرتے ہین ترحم
کچھ آن بنی ہے مری اب جان پر ایسی

دل اب کے اگر اوس بتِ کافر سے لگاؤن
ہوگی نہ خطا مجھسے کبھی عمر بھر ایسی

کیا فرض ہے قاصد یہ جو تہمت ہی دو ہے
دشمن بھی اوڑا دیتی ہین اکثر خبر ایسی

معدوم کی توصیف بیان ہو نہین سکتی
دیکھین تو کہین کچھ دہن ایسا کمر ایسی

کیون ملکے کوئی صفت مین بدنام ہو تم سے
اغیار سے خلوت ہے جو دو دو پہر ایسی

کیا پوچھتے ہو مجھ سے درازیِ شبِ ہجر
اللہ نہ دکھلائے شبِ ایسی سحر ایسی

پرسانِ کمال اپنا نہین کوئی جہان مین
کیا خاک ہے رکھتے ہین طبیعت اگر ایسی

جو تو نے وفا کی ہے ظہیر جگر افگار
کرنے کا نہین کوئی بشر سے بشر ایسی

ہے یہی جوشِ جنون تو فائدہ تدبیر سے
ہم نکل جائین گے ناصح خانۂ زنجیر سے

عمر کے دن کٹ نہین سکتے کسی تدبیر سے
آبھی اپنا گلا کاٹینگے ہم شمشیر سے

آگے اس زندان مین گھبراتی ہین کیا کیا سختیان
تنگ تر ہے خانۂ دل خانۂ زنجیر سے

آبِ حیوان اپنی حق مین زہر کا سا گھونٹ ہے
اُلفتِ دشمن ٹپکتی ہے تری تقریر سے

دیکھکر نقشے کو اوسکے بدحواسی چھا گئی
ہم گلے ملنے کو دوڑے پیکرِ تصویر سے

دیکھکر ویرانۂ صحرا اوڑا جاتا ہے دل
ہو چلی وحشت نکل کر خانۂ زنجیر سے

ای ظہیر اب جی مین ہے پڑھیے کوئی ایسی غزل
ہون منور تر مضامین مہر پر تنویر سے

وہ بزم غیر سے یون آیے سر جھکائے ہوئے
کہ دل سے مٹکیے شکوے زبان پہ آئے ہوئے

نزاع شیخ و برہمن نہین ہے صلح پذیر
کسی نگاہ کے فتنہ ہین یہ اوٹھائے ہوئے

بسانِ نقشِ قدم جا بجا ہین بیٹھ گیے
اوٹھینگے خاک تری خاکین ملائے ہوئے

غبار طبع حدو ہین تری کدورت ہین
رہے دلون مین ترے خاکین ملائے ہوئے

یہ تم کہ دل مین ہی تھہرتے نہین ہو شوخی سے
یہ ہم کہ ضعف سے اوٹھتے نہین اوٹھائے ہوئے

نہ دل مین دوست کی جا ہی نہ چشم مردم مین
بسانِ اشک ہین آنکھون سے ہم گرائے ہوئے

تم اور برق وشی اسقدر کہان تو یہ
کسی کی دلکے یہ انداز ہین اوڑائے ہوئے

وہ اس لیے مرے حال زبون کو سنتے ہین
گمان نہو کہ نہین کی ہین یہ ستائے ہوئے

رقیب اور ترے پہلو مین کیا قیامت ہے
یہ نازوہ ہین کہ اوٹھتے نہین اوٹھائے ہوئے

بہلا ہو جوش جنون کا کہ آبرو رکھ لی
گیے تھے ہم در دشمن پہ للچائے ہوئے

وفور یاس مین کیا کچھہ نہ کہہ گیے ہے ہے
گلے زبان پہ پڑ کے نہین ہین آئے ہوئے

ہزار فتنہ خفتہ جگا کے آیے ہین
اور اوسپہ خیر سے بیٹھے ہین مونہہ چھپائے ہوئے

ظہیر راہ فنا مین نہین مجال کلام
چلے چلو سر تسلیم کو جھکائے ہوئے

بنگدہ چرخ چہارم ہے تری تصویر سے
ہین در و دیوار روشن حسن کی تنویر سے

رہ گیا قاتل ہی میرے قتل کی تدبیر سے
دن کچھہ ایسے سخت ہین کٹتے نہین شمشیر سے

ہے عجب خلوتسرا گر جوش وحشت چین دے
دل ہمارا لگ چلا ہے خانۂ زنجیر سے

گر نہیں ہستی تری چھاتی پہ ای دشمن پست
رنگ کیوں اوڑنی لگا ہے غیر کی تصویر سے

گفتگو دشمن سے اور روی سخن میری طرف
دل اوڑا جاتا ہی اس اوڑتی ہوی تقریر سے

بند گو اوس زلف پیچاں سے کوئی چھینا ہی دل
دم اوبجھتا ہے تری اوبجھی ہوی تقریر سے

ہے یہ وہ گنج جواہر مین نہ بدلون ای ظہیر
نسخہ دیوان کو اپنے نسخہ اکسیر ہے

سوی دشمن التفات نرگس مستانہ ہے
گردش افلاک اپنی گردش پیمانہ ہے

بزم مین ہنگامہ آرا جلوہ جانانہ ہے
اشک ریزان شمع ہے سوزان ہر اک پروانہ ہے

کے گلشن سے منے چھوڑا کہان صیاد نے
آنکھ اوٹھا کر جس طرف دیکھا اودھر ویرانہ ہے

سب نشیمن ہین ترے کیا خانقہ کیا بتکدہ
شیخ ہے یا برہمن جو ہے ترا دیوانہ ہے

انقلاب دہر نے دکھلائین وہ نیرنگیان
جب زبان پر لائے اپنا نیا افسانہ ہے

کسقدر موزون ہے مجھکو جامۂ عریانی
یہ مرا دلق گدائی خلعت شاہانہ ہے

دلبران ماہ وش کا حسن ہے ناز و ادا
کچھ جدا سب سے ترا انداز معشوقانہ ہے

ہو نہو وہی ظہیر خانمان برباد ہو
سر پٹکتا ہو جو بیں دیوار اک دیوانہ ہے

سر دہے بازار تقوی گرمی میخانہ ہے
اندنون دوران مین دور نرگس مستانہ ہے

چل رہی ہے یہ سرور افزا ہوا میکدہ
جنبش موج صبا مین لغزش مستانہ ہے

ہون تو دور جام مین لیکن نہین امید جام
ساقی پیمان شکن کے ہاتھ مین پیمانہ ہے

غنچہ گل ہے کہین تو نغمہ بلبل کہین
ہر جگہ پر داغ ہر لب پر ترا افسانہ ہے

ہین وہ آتش دل کہ پروانہ کو مجھسے احتراز
شعر وہ تو کہ تجھپر شمع خود پروانہ ہے

ہم گیے سو بار لیکن رشک سے اوسکے پھرے
نقش پا سی غیر بان در جانا نہ ہے

زلف و کاکل کو ہین دست شانہ سے آراستین
اور تری کاکل پریشانی سے زیب شانہ ہے

سو رہا سن سن کے آخر زاہد شب زندہ دار
خواب آور بس کہ میرا نالہ مستانہ ہے

جب ملا گردن سے میری حلقہ حلقہ رہ گیا
اوسکے خنجر کو بھی کیا کیا ناز معشوقانہ ہے

شمع و گل سے اوسکو شغل انجمن آرائیان
میری تربت پر ہجوم بلبل و پروانہ ہے

بل بے رنگ آرائیان تیری ظہیر بادہ نوش
کل مقیم کعبہ تھا اب ساکن میخانہ ہے

تغافل اور دل بیداد گر سے
محبت ٹکلی پڑتی ہے نظر سے

دکھا کر جلوہ چپ جانا نظر سے
اوڑا لو کچھہ دہن سے کچھہ کمر سے

کمی کرتا ہے کچھہ کچھہ شوق دیدار
وہ بچ بچ کر نکلتے ہین نظر سے

کہے دیتی ہین شرم آگین نگاہین
چلے آتے ہو تم دشمن کے گھر سے

بجھاؤن کیا چراغ صبحگاہی
مرے گھر شام ہوتی ہے سحر سے

جفاہی لطف آگین ڈھونڈھتا ہون
طلب ہے داد کی بیداد گر سے

قلق بڑھتا ہے کیسی اشک مالی
اوٹھا لو دامن اپنا چشم تر سے

شب غم شام سے مرجاؤن ای کاش
بلا آئی ہوی ٹل جاے سر سے

ذرا سیکھو دل آزاری کے شیوے
ہمارے نالہ فرمان اثر سے

مرے نالہ سے ہمسر ہے ترا دل
وفا سے وہ تو یہ خالی اثر سے

ہماری حسرت تن بن کے نکلین
الہی غیر اوس کافر کے گھر سے

مجھے رونا پڑا مرگ عدو مین
وہ آنسو پونچھتے ہین چشم تر سے

لڑائی اور دزدیدہ نگاہی
عیان ہین صلح کی چھیڑین نظر سے

ہجوم شوق نظارہ تو دیکھو
دبے جاتے ہین وہ بار نظر سے

جنون سے کم نہین بیتابی شوق
بڑھا جاتا ہون آگے نامہ بر سے

سمھالون آینہ یا اونکو تھامون
گرے پڑتے ہین خود اپنی نظر سے



تمنا ہے ظہیر آنکھون کو ملئے
غبار روضۂ خیر البشر سے

کسی کو لطف و ستم کا نہ اشتباہ رہے
ہر اک سے بزم مین لڑتی ہوی نگاہ رہے

نہو وصال نہو کچھ تو رسم و راہ رہے
ادھر سے دل مین کدورت ادھر سے جاہ رہے

نگاہ عفو کو بھولے ہوی ہین زہد پرست
بسان نامۂ اعمال روسیاہ رہے

دیت روا ہے پس قتل رنج بازو کی
ستم شعار ستم پر یہی گواہ رہے

کبھی کسی کے دل و چشم مین جگہ نہ ملی
گری پڑی ہوے ہم مثل اشک و آہ رہے

سوا ہے لطف تلافی کہین خطاؤن سے
حریص لذت آمرزش گناہ رہے

مزہ ملا در رحمت پہ روسیاہی کا
گنہگار کو تکتے ہی بیگناہ رہے

ظہیر چین نہ پایا کہین زمانے مین
جہان رہے ہین ہر اسیمہ و تباہ رہے

عدو دلمین ہین کچھ کچھ بدگمان سے
میری خاموشیان گذرین فغان سے

بس اب جی بھر گیا آہ و فغان سے
اثر بھر دعا لاؤن کہان سے

دعا جو ہجر مین نکلی زبان سے
بلائین بنکے اوتری آسمان سے

سماجت ہو چکی اب ہونگے شکوی
نہ بولو تم نہ بولو تم زبان سے

وہ جادو کر رہی ہے چشم فتان — ادا ہوتا نہین جو کچھہ زبان سے
خدا لگتی ہو ی تم بھی تو بولو — عدو کہتے ہین کیا کیا کچھہ زبان سے
سُنون کس کان سے فریاد دشمن — تمہارا سا جگر لاؤن کہان سے
جہان بیٹھے قیامت کی ہے برپا — اوٹھینگے حشر بنکر ہم جہان سے
وصال یار کی شب سو گیا مین — شمیم گیسوی عنبر فشان سے
نگا لو طرز جور مہربانی — ستم کش ہو گیے ہم امتحان سے

ظہیر اب کی کرین گے طوف کعبہ
اگر جیتے پھرے کوی بتان سے

اوٹھاتی ہے تمہاری آستان سے — زمین بھی کم نہین کچھہ آسمان سے
بڑھے ہے کچھہ حوصلے تاب و تواں سے — وہ نادم ہین ہمارے امتحان سے
لڑین آنکھین نگاہ دلستان سے — اجل سوجھی بلای ناگہان سے
کبھی تو ہو رہیگا کچھہ فغان سے — سمجھنا ہے سمجھنا آسمان سے
ستم کی بدگمانی ہے ستم کی — وہ آئے ہین تو آئی ہین کہان سے
ہمارے ذکر پہ کیا کیا جلا ہے — عدو بھی کم نہین کچھہ رازدان سے
نہین مرتے ہین تیرے مرنیوالے — تہین مطلب ہی کیا ہے امتحان سے
کہین سُن لی تری نامہربانی — نصیحتگر ہین کچھہ کچھہ مہربان سے
نگاہون مین لیے پھرتی ہین دشمن — مری خواب مین آئین کہان سے
بھلا دشمن تو کیا تم تو اوٹھا دو — ہمارا سر لڑا ہے آستان سے
دھرا ہے اور کیا دیر و حرم مین — یہی سر پھوڑنا ہے آستان سے

جنازہ ہو نہ بارِ دوش احباب — بہت ارمان بہرے جاتی ہین یان سے
کہون تو کیا کہون ہے دوست دشمن — نبہے تو کیا نبہے اوس بدگمان سے
مزے کے ساتھ ہے بے التفاتی — امیدین ہین دلِ نامہربان سے
ترے اقرار گو سچے ہون کافر — تشفی کیا ہو دشمن کے بیان سے
تمہارے لب پہ مرگ ذرمندگی ہے — اُمید جانفزا لاؤن کہان سے
تری خامشیون پر مر رہا ہون — شکایت ہے لبِ معجز بیان سے
کیے دیتا ہے بیخود شوقِ منزل — رہے جاتے ہین پیچھے کاروان سے
چلے آتے ہو کیون ہر بار پھر تک — اوٹھانا ہے اوٹھا دو آستان سے

فظہیر ایسے کہان سے جھلکے آیے
کہ یونہی سوز آتی ہے بیان سے

نگاہ صلح دشمن کب کسی کی یار بنتی ہے — اگر بنتی ہے جان زار پر دشوار بنتی ہے
نہ چھیڑ اے کیونکر دلِ عاشق نگاہ کینہ پرور سے — کبھی خنجر کبھی پیکان کبھی تلوار بنتی ہے
نہ مرتے ہون تو جائین امید چارہ سازون سے — مسیحا کب کسی کی نرگسِ بیمار بنتی ہے
یہی تقدیر کے عقدے وہان جا جا کر پڑے ہین — بگڑ جیسے دلِ عاشق کے زلفِ یار بنتی ہے
لبون تک حرفِ مطلب آ رہا ہی آ کے رہ جاتا — وہ چشمِ سرمہ گین مہرِ لبِ اظہار بنتی ہے
جگر مین چٹکیان لیتے ہو تم ہر بار سن سن کر — کہ ہر موجِ تبسم نیشِ صد خار بنتی ہے
اونہین اس سجدہ دانائی پہ ہین دیوین تن نیکے — تجلی پردہ دارِ جلوۂ دیدار بنتی ہے
ادہر مندون پہ چیخین ہین ادہر شیخ و برہمن — نگاہِ مست لرزش کیا ہشیار بنتی ہے
وصالِ غیر کی چہیڑین غضب چپکی لگاتی ہے — نمک پاشِ جراحت شوخیِ گفتار بنتی ہے

یہہ سب نیرنگِ الفت ہین مجازی کیا حقیقی کیا
کہ بن بن کر فنا الحق گو زبانِ دار رہتی ہے

بُری ہی زال دنیا دام مین اسکے نہ آجانا
عروسِ سیر و بر نارو زیہ مردار رہتی ہے

کف پا سے مری پوچھو حقیقت دشت گردی کی
کہ مو بہ مو مین آبلے کے اک زبانِ خار رہتی ہے

ترے کشتونکے سر پر ہے خدا کا سایۂ رحمت
شہیدِ ناز کی تربت پس دیوار رہتی ہے

کہین بزمی کہین رزمی کہین کعبہ کہین بتخانہ
غرض ہر رنگ مین تیری ظہیر اب رہتی ہے

صلح کی چھیڑ بھی عتاب بھی ہے
شوخیون کا تری جواب بھی ہے

کچھہ تبسم تو کچھہ عتاب بھی ہے
کچھہ توقع ہے کچھہ جواب بھی ہے

شوخ چشمی بھی ہے حجاب بھی ہے
وضع کا پاس بھی شباب بھی ہے

شکوے بیساختہ نکلتے ہین
کچھہ قلق ہے کچھہ اضطراب بھی ہے

فکر کیا کچھہ نہین لگا ہون مین
نازِ بھی خواب بھی حجاب بھی ہے

دیکھہ لو دل کا رنگ گیسو مین
برہمی بھی ہے پیچ و تاب بھی ہے

خوف ہجرِ بتان ہے اے واعظ
کیا جہنم مین یہ عذاب بھی ہے

زہد و اعظ مین کچھہ کلام نہین
سب مسلم مگر شباب بھی ہے

خلد مین بھیج دو ہمین واعظ
آپ کو آپ سے اجتناب بھی ہے

طعنۂ وصلِ حور مرتے دم
بدگمانی کا کچھہ حساب بھی ہے

توبہ اسوقت مین بھلا ناصح
باغ بھی بادہ بھی سحاب بھی ہے

توبہ توڑو کہ جام بادہ ظہیر
سامنے جرم بھی ثواب بھی ہے

طعنے دیتے ہو بار بار کسے
ناصحو دل پہ اختیار کسے

وصل تک تاب انتظار کسے
اور وعدے کا اعتبار کسے

ہے شب ہجر ای اجل آ چک
کس سے کرتی ہی شرمسار کسے

وعدۂ وصل اور ترا وعدہ
قول دشمن کا اعتبار کسے

شوخیون سے ملائیے دل کو
مضطرب کون ہے قرار کسے

شکوۂ ربط غیر پر بولے
ہے طبیعت پہ اختیار کسے

مین بُرا اور سب سے دل میرا
اب بتاؤن جفا شعار کسے

اون پہ ہم وہ عدو پہ مرتے ہین
اب کہین ہم وفا شعار کسے

کیا سکھائین گے مدعی اونکو
احتیاج صلاح کار کسے

جبکہ غماز ہون نصیحت گر
پھر کہے کوئی راز دار کسے

شعلے شعلے پہ غش ہے پروانہ
لو وہ سمجھے ہین جان نثار کسے

کون ہوتا ہے کامیاب وصال
اور کیا ہتا امیدوار کسے

آگ لگ جایے ای ظہیر اسکو
ہے محبت پہ افتخار کسے

وہ آکے دفعتًا جو ہم آغوش ہو گیے
جتنے گلے تھے دلمین فراموش ہو گیے

وہ کہتے کہتے کچھ جو فراموش ہو گیے
ہم فرط شوق مین ہمہ تن گوش ہو گیے

سب شکوے بعد قتل فراموش ہو گیے
بار گران سے دونو سبکدوش ہو گیے

ہوتی ہی آشنا سے شکایت کی چشمداشت
کیسے گلہ کہ خود ہی فراموش ہو گیے

جام مے وصال مین ہین تلخکامیان
کیا زہر بوسہ لب منوش ہو گیے

ذکرِ عدو پہ ضبطِ قلق کچھہ نہ ہو سکا
لب ریز جملہ شکوہ سر جوش ہو گیے

بیرحم تم ہو یا مری نالے ہین بے اثر
فریاد عندلیب پہ گل گوش ہو گیے

دیکھو عدو کی خوبیِ طالع کہ میری بعد
سب دشنکش ستم سے ستمکوش ہو گیے

انداز دلفریبیِ آواز دیکھنا
بلبل خموش ہو گئے گل گوش ہو گیے

سرگوشیون مین غیر نے کیا آکے کہہ دیا
سنتے ہی تم تو کچھہ ہمہ تن گوش ہو گیے

کیا کام کر گئی ہے بداموزیِ رقیب
وہ بردباریون سے خطا پوش ہو گیے

تلخابِ اشک یاس مین پی ہے مہین مین
کہا کہا کے زہر غم کو بلا نوش ہو گیے

کیون چاک چاک شکل کفن ہو نہ خرقِ گل
کیا کیا نہ جامہ زیب کفن پوش ہو گیے

آتی ہے بوی شک مجھے رختِ خواب سے
وہ خواب مین عدو سے ہم آغوش ہو گیے

سمجھے نہ تھے کہ دام بلا ہی وصال دوست
قسمت کے پیچ حلقۂ آغوش ہو گیے

مطلب کی ایک بہی کہی اوس سوا ہی ظہیر
سب شکوہ دل ہی دل مین فراموش ہو گیے

خموشی مین ہے کیفیت زبان کی
یہ صورت ہے تو کیا حاجت بیانکی

نہ پوچھو کچھہ مرے دردِ نہانکی
کہے دیتی ہے صورت رازدانکی

نہیے کیونکر عجب آن بن ہی باہم
زمین کی ہم کہین تم آسمان کی

امیدون پر جفا سہتے ہین اغیار
ستم کیسے وفاداری کہانکی

تمہارے در پہ ہے دشمن کی تربت
غضب خاک اوڑ رہی ہے آستانکی

وہ نادم ہین ستم سے واہی قسمت
رہی حسرت عدو کے امتحانکی

مجھے اس خاک مین ملنا ہی اکدن
مری مٹی ہے اونکے آستانکی

تم اچھے غیر اچھے ہم برے ہین — اسی پر ختم ہمنے داستان کی
شکایت مدعی سے سن چکا ہون — تمہاری خاطر نامہربانکی
ستم پر مرمٹین گے اب ہوسکا — غضب تمنے سنا دی امتحانکی

ظہیر اب جوش پر بحر سخن ہے
طبیعت مین روانی ہے زبان کی

تڑپنے سے تسکے آہ وفغانکی — رہی حسرت ہی مرگ ناگہانکی
جفا سہنی پڑی ہمکو جہان کی — کہ خوشنودی ہی اپنے مہربانکی
ہم ایمان لاے ہین جام و سبو پر — کرامت دیکھنا پیر مغانکی
نہ مرنے دیگی ہرگز ناتوانی — کہان طاقت مجھے خواب گرانکی
فغان کے ساتھہ اوڑ جاتا ہی کوسون — یہ طاقت ہے تمہاری ناتوانکی
عدو کو بھیج دو بہر عیادت — رہے حسرت نہ مرگ ناگہانکی
نوید قتل سے مرُدے جلا دو — شکایت ہے لب معجز بیانکی

کبھی تھی حضرت مومن کی شہرت
ظہیر اب دھوم ہے اپنی زبانکی

اب وہ غیرون کو آزمانے لگے — حوصلے جور کے بڑھانے لگے
ولولے دلمین رنگ لانے لگے — شکوے بن بن کے لب پہ آنے لگے
وہ جو کچھہ کچھہ نگہہ ملانے لگے — ہم ہر اک سے نظر چرانے لگے
وان پیامی جو آنے جانے لگے — اپنی اپنی جدا جمانے لگے
غیر کی تاب التفات کہان — ہمکو اپنے پہ رشک آنے لگے

تلخکامی مین کچھہ تو لذت ہے — کہہ عدو مجھسے زہر کہانی لگے
دیکھیے کیا ہو جور کا انجام — وہ مرے جوتے بڑہانے لگے
یہ وہ کافر ہے عشق خانہ خراب — تم مرے غمکدے مین آنیلگے
غیر بہی رو دیے ہمارے ساتھہ — وہ جو رونے پہ مسکرانے لگے
شادیان ہین مرے ستانے سے — بارے اونکو بہی لطف آنیلگے
کاوشون مین بہی اب مزا نہ رہا — ہر کسیکو وہ جب ستانے لگے

موت آئی ظہیر کب ہمکو
جب محبت مے لطف آنیلگے

فخر یہ کم ہے کہ ٹھہرے تری امت والے — حق تو یہ ہے کہ ہین لوگ ہین قسمت والے
پا گیے نور مجرد کو حقیقت والے — دیکھیے جلوۂ وحدت کو ہین کثرت والے
کسکے شیدا ہین ترے درد محبت والے — ڈہونڈہتے جزو مین ہین کل کے بصیرت والے
لذت درد محبت ترے اللہ اللہ — کہ گرفتار ہین خود اسمین نصیحت والے
یا رسول مدنی شافع عالم ارحم — نگہہ لطف کو تکتے ہین شفاعت والے
ایک ہی زمزمۂ فقر مین سب بہول گیے — شاد و خرم ہین بہت رنج و مصیبت والے
دور پایا ہے جو یا پایا ہے کسی نے تمکو — خوب سمجھے ہین جو سمجھے ہین طریقت والے
تمنے جانا ہے خدا کو تو خدا نے تمکو — کیا سمجھتے ہین نہین فہم و فراست والے
خوف ہے ولولۂ شوق بڑا ہوتا ہے — کہہ نہ بیٹہین کہین کچھہ مونہہ سے محبت والے
کچھہ تو دیکھا ہے کہ رویت کے طلبگار ہوئے — کچھہ تو سمجھے ہین ترے شوق زیارت والے
کیا کہین کیا نظر آتا ہے ترے جلوون مین — مونہہ سے کچھہ کہہ نہین سکتے ہین حقیقت والے

کہنین فرقۂ زہاد سے کچھہ ہم بھی ظہیر
طاعتی وہ ہین تو ہم بھی ہین حمایت دار سے

سہہ سہہ کے ظلم اونکو ستمگر بنائین گے
ہم خود بگڑ کے جان عدو پر بنائین گے

باتین بنا کے دوست مقدر بنائین گے
کیا اپنا سر بنائینگے پتھر بنائین گے

تمکو خرابیون پہ کسی کی نظر نہین
کہتے ہو دل مین غیر کے ہم گھر بنائینگے

اب کیا رہا ہے کارکنان قضا کے ہاتھہ
بگڑے ہوے نصیب کو کیونکر بنائینگے

ڈرتے ہین ہم جو دان ترے شکوے نکل گیے
کیا بات پیش داور محشر بنائین گے

پاتا ہے چین کون کسی کو بگاڑ کر
بتھیر بھی ہم بری دل مضطر بنائینگے

تصویر بنگیا ہے تمہارے بناوسے
آئینہ رو نماے سکندر بنائین گے

واعظ شکست جام و سبو فرض ہی اگر
ہم سب سے پہلے توبہ کو ساغر بنائین گے

کانٹون پہ لوٹنے کی تمنا نہ جائیگی
ہم نقش سوزنی سر بستر بنائین گے

تیرے ستم رسیدہ ہین تجھہ سے ہی داد خواہ
تیری گلی کو عرصۂ محشر بنائین گے

بس ہے سر ظہیر تمکیہ فقیر کا
کیا خاکسار بالش و بستر بنائین گے

نغمہ نغمہ مین دگرگونہ رنگ جان کا ہے
مزاج قسمے بھی نازک مزاجدان کا ہے

اوٹھا دو وصل مین یہ مدعی کہان کا ہے
حجاب چشم بھی اک پردہ درمیان کا ہے

نشاط وصل سے کمتکا غم نہان کا ہے
مگر فریب وہی شیوہ آسمان کا ہے

تری نگاہ سے پہلے ہی بہر گیا کافر
مرا نصیب بھی ہم شیوہ آسمان کا ہے

بنی ہے زندگی خضر بھی شب غم مین
یہ پٹنا تو ہمین عمر جاودان کا ہے

بعید مین ہون ترے کان مین سنا ہے وہ
نصیب مجھسے تو بہتر مری فغان کا ہے

شہادت فسانۂ دشمن مجھے سناتے ہو
نہ شوق خواب مجھے اور نہ داستان کا ہے

نہ شی مین وصل کی باتین قیب سے کہدین
مری زبان کو لپکا بڑا بیان کا ہے

خدا کے آگے قیامت مین مین نجاؤنگا
کہ سامنا مجھے تم جیسے بدگمان کا ہے

غضب ہے وہ ہین پشیمان ہمارے قتل کے بعد
یہی تو وقت رقیبون کے امتحان کا ہے

امید وصل رکھے کس امید پر کوئی
کہ یان نہ دم کا بھروسا نہ واں زبان کا ہے

یہین نتیجۂ عالم محمد عربی
کہ فیض عام سے ممدوح ہر زبان کا ہے

تناظر از ہوا دسکا ظہیر تا کہل جائے
زمین شعر کو اعزاز آسمان کا ہے

ہمارا شوق زیارت کس آستان کا ہے
کہان چلے ہین ارادہ ہمین کہان کا ہے

حریم ناز یہ کس شوخ دلستان کا ہے
حجاب نور جہان پردہ درمیان کا ہے

مدینہ وہ کہ دل و چشم پاک جہان کا ہے
حصار روضۂ سلطان انس و جان کا ہے

جبین شوق بجھوا دیتے آستان کا ہے
جہان فروش سلیم آسمان کا ہے

گنہ سے رحمت حق کی سوا ہے ارزانی
جہان سے لو وہین سودا اسی دکان کا ہے

نمایشین ہین یہ جنتی ازل سے تا بابد
غبار قافلہ سالار کاروان کا ہے

سوا ہی رحمت حق کچھہ نظر نہین آتا
وہ آستان کرم خواجۂ زمان کا ہے

بساط خاک کجا اور گوہر یولاک
عجب نصیب کچھہ اس تیرہ خاکدان کا ہے

علوّ جاہ کو دیکھو فروتنی دیکھو
کہان ہین آپ تہیہ کہان کہان کا ہے

کہین ہین جلوہ فروز آپ اور کہین ہے نگاہ
خیال عفو گناہان این و آن کا ہے

حجاب شاہدِ مقصود آج اوٹھا ہے — ظہور مظہرِ اسرارِ کن فکان کا ہے
وہی ہدایت عالم وہی سبیل نجات — عجب آل خوش آغاز اس جہان کا ہی
بلند عرش سے ہے آستان کہون کیونکر — یہان عروج مکان کا نہ لامکان کا ہے
زہے ہوای مدینہ کی گلشن آرائی — کہ شوق بلبل سدرہ کو آشیان کا ہے

ظہیر مین ہون ثنا سنج خسرو لولاک
مرا کلام بھی ہمرتبہ آسمان کا ہے

وہ ہمارے دلمین ہین اونکی شرارت دلمین ہے — شوخیون سے اونکی برپا اک قیامت دلمین ہے
بجلیان ٹوٹین الٰہی آرزوی وصل پر — خاک مین تو مل چکے مینکی حسرت دلمین ہے
مانع لطف وصال اونکی نزاکت دلمین ہے — وہ مری پہلو مین ہین اور دلکی حسرت دلمین ہے
خود جھکی جاتے ہو تم پہلے نظر سے پیش غیر — کیا حیا آنکھونمین ہے اور کیا وقت دلمین ہے
شاہد و گل پر فدا ہون لالہ و مل پر نثار — ہی مجازی پر نظر رنگ حقیقت دلمین ہے
کر دیا شاہد پرستی نے ہمین معنی پرست — جلوہ ہر صورت مین ہی جسکا وہ صورت دلمین ہے
شنگین آنکھونکے آگے ہای کیا کیا صورتین — یہ مرقع بھی نگ نقش حیرت دلمین ہے
ہے وہ بدخو بیوفا نا آشنا یہ سب سہی — شکوہ کس مونہہ سے کرون آخر محبت دلمین ہے
کیون ادہر ہوتی نہین اونکی نگاہ التفات — دشمنی کے ساتھ کچھ ہیٹوڑپی الفت دلمین ہے
جان و دل وقف ستم ہین اور زبان صرف سپاس — وہ ہی آتی ہے زبان پر جو حقیقت دلمین ہے
وہ نگاہین کیا ملائین مجھسے بزم غیر مین — دوست ہین دشمن نہین آخر مروت دلمین ہے
وہ مری آغوش مین ہین اور نہین دلکو قرار — شوخیان کہتی ہین ابتک بھی شرارت دلمین ہے
عرض مطلب پر سنا کیا کچھ نہ تمنای ظہیر — اور کچھ باقی ابھی حضرت سلامت دلمین ہے

خالق نے کیا سمجھ کے بنایا حسین تجھے
الفت نہین کسی کی محبت نہین تجھے

باتین سبھی عدو کی اوٹھانی پڑین تجھے
آخر نہ تمکنت نے جھکائی زمین تجھے

ڈھونڈھا ہی کی سدا نگہہ دوربین تجھے
اللہ رے شوخیان کہ نپایا کہین تجھے

ہی خوبی جمال سے شوخی بڑھی ہوئی
انداز لے اوڑا ہے کہین کا کہین تجھے

زاہد پر ستش حرم و دیر دیکھہ لی
داغ جگر ملا مجھے داغ جبین تجھے

اونکو خیال رنجش بیجا بھلا دیا
ای یاد ذکر غیر ہزار آفرین تجھے

اللہ رے دشمنی فلک کینہ دوست کی
میرے بگاڑنے کو بنایا حسین تجھے

کعبہ مین دیکھہ آیے کلیسا مین دیکھہ آیے
پایا تو دل مین اور نپایا کہین تجھے

سمجھا برہمنون نے مسلمان تجھے ظہیر
کہتے ہین بت پرست او ہر اہل دین تجھے

رنج راحت اثر نہ ہو جایے
درد کا دل مین گھر نہ ہو جایے

ہے تو آخر مری کدورت ہے
دیکھنا دل مین گھر نہ ہو جایے

شکوہ غیر سے بھی ڈرتا ہون
زد سے مد نظر نہ ہو جایے

مونہہ چھپانا پڑے نہ دشمن سے
ای شب غم سحر نہ ہو جایے

بس گریبان دری نہ کر وحشت
وہ وہان پردہ در نہ ہو جایے

ای تصور نہ چھوڑنا دل کو
حسرتون کا گذر نہ ہو جایے

کفر منظور ہے مجھے دل سے
وہ مسلمان اگر نہ ہو جایے

ہے مجھی سا عدو بھی خانہ خراب
آپ کے دل مین گھر نہ ہو جائے

انتظار جواب خط کیسا
مدعی نامہ بر نہ ہو جایے

ہاتھ اوجھا رہے گریبانمین — چاک دامن اودھر نہ ہو جایے
مین ستمکش ہون ظلم سہہ لونگا — کوئی بیداد گر نہ ہو جایے

ہے ظہیر ایک مرد سنجیدہ
ہان جو آشفتہ سر نہ ہو جایے

غم تغافل اثر نہ ہو جایے — یاس کا دل مین گھر نہ ہو جایے
ہم اسیر جنون ہین خانہ بدوش — کہین زندان ہی گھر نہ ہو جایے
بخیہ گر چاک جیب سیتا ہے — ٹکڑے ٹکڑے جگر نہ ہو جایے
بات چھپتی نہین ہی چھپنے سے — پردہ خود پردہ در نہ ہو جایے
بس زبان بند رکھہ ذرا ناصح — مدعی کو خبر نہ ہو جایے
کہتے کہتے ہی درد دل اون سے — داستان مختصر نہ ہو جایے
پند ناصح سے ہے حذر دل کو — سنتے سنتے اثر نہ ہو جایے
حد سے بیحد ہے شوق کی پرواز — نامہ خود نامہ بر نہ ہو جایے

کچھہ رہا تہا نہ دان ظہیر لگاؤ
گریبان در گذر نہ ہو جایے

کسی کے کفر سے مطلب نہ دین سے — محبت ہے مجھے وضع حسین سے
اوڑا لینا لگاہ شرمگین سے — اور اولٹی دلکی پرسش ہمدمین سے
مجھے کیا بحث چاک آستین سے — نگاہین کیون نہین اٹھتین زمین سے
دکھا دے کچھہ کرشمے بیقراری — وہ گہر بیٹھے چلے آئین کہین سے
نگاہین غیر سے لڑتی نہین ہین — نہانی چشمگین ہین سب ہمین سے

لیا ہے دل یہ اک بار کدورت — اوٹھیگا کیونکہ طبع نازنین سے
مجھے رونا پڑا مرگِ عدو مین — وہ آنسو پونچھتے ہین آستین سے
پڑا ہے مجھکو دو دشمن سے پالا — دلِ ناشاد سے جانِ حزین سے
ہوی جاتی ہین وہ نیچی نگاہین — اوٹھیگا پھر کوئی فتنہ زمین سے
مرا ایمان ہے شاہد پرستی — خدا کو بھی محبت ہے حسین سے

نہ پوچھو لطف سوزِ غم نہ پوچھو
ظہیر خستہ وزار و حزین سے

خدنگِ ناز ترا کاش دلنشین ہوجای — ستم ہو وہ کہ سزاوار آفرین ہوجای
وصال ہو کہ قلق کچھ ہو طے کہین ہوجاے — یہ گومگو سے تو اچھا ہے گر نہین ہوجاے
بس اک نگاہ مین جبگر ہی تمام ہوتی ہین — یہ فیصلہ نہین ہوتا ہے اور نہین ہوجای
وہان یہ ضد کہ نہ رہ جای نقشِ پا باقی — یہان یہ شوق زمین بھی مری جبین ہوجاے
غضب مین جان ہی ایسے کو طعنہ کیا دیجے — اوڑھی جو رنگ تو کچھ اور نازنین ہوجای
کچھ اور فتنے اوٹھانی ہون تو اوٹھا لیجے — رہی سہی جو قیامت ہو وہ یہین ہوجاے
وہ جائین کوچۂ دشمن مین اسطرح بیباک — قدم قدم پہ الٰہی مری جبین ہوجاے

وہ ایکبار رہی ہوے جو حشر مین ہو ظہیر
بلا سے چرخ بھی اس کوچہ کی زمین ہوجای

دعوے ہین ذرّہ ذرّہ کو حسن و جمال کے — دشمن ہین جی وسطون سے یاد و کمال کے
پر تو پڑے جبین پہ جو کچھ کچھ ملال کے — رنجش نے اور لطف بڑہای جمال کے
آثار واں جبین پہ جو پائے ملال کے — آپہی دیے جواب بھی اپنے سوال کے

دونی ہوئین خجالتِ ایفاے نفرتین
اچھے کیے تھے آپنے وعدے وصال کے

ہے دشمنِ مشاہدہ اپنا حجابِ چشم
پردے اوسٹے ہوی ہین حریمِ وصال کے

مجھسے سواہے کچھہ مری تدبیر نارسا
ٹوٹے ہوی ہین پاسی جبارتِ خیال کے

یوسف عزیز مصر ہوے گرکے چاہ مین
بڑھتے ہین کچھہ زوال سے تجمل کے

جوہر سے پہلے نقص کو تکتے ہین خردہ بین
دنیا مین عیب جوہین شناسا کمال کے

نازک بہت ہو دل کو سمھالا نہ جائیگا
دیکھو نہ آئینہ مین تماشے جمال کے

مجھہ کو مٹا دیا مرے ذوقِ نیاز نے
اندازہین جبین مین دلِ پایمال کے

مرنا تمھارے ناز پہ اک بات ہو گیا
کیا سہل ہین مآل امید محال کے

ہر دل مین بوی عشق ہی ہر گل مین رنگِ حسن
ہر جانیے نیے ہین تماشے جمال کے

اللہ رکھے حضرتِ دنبہ کو ای ظہیر
ہم بھی وظیفہ خوار ہین اکل حلال کے

کیا جانے تو کسی کی ستمگر لگی ہوی
جبتک نہ چوٹ ہو کوئی دلپر لگی ہوی

اوسکی بلای زلف معنبر لگی ہوی
جائیگی دم کے ساتھہ برابر لگی ہوی

کیا مونہہ دکھاؤن شرم سے ای اہلِ رستخیز
ہے خاک کوئی غیر جبین پر لگی ہوی

پھرتی رہی نگاہ بہی خنجر کے ساتھہ ساتھہ
رکھی نہ تونے کچھہ بہی ستمگر لگی ہوی

انصاف اپنا دادِ محشر سے ہو تو ہو
کہتے ہین یان تو لوگ سراسر لگی ہوی

سینے پہ فتنہ گر ترے نقشے کو کیا کرون
تصویر غیر بہی ہے برابر لگی ہوی

کہتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو بلا سے بری بہلی
ہے دل کو پند گو کے مقرر لگی ہوی

گریہ سے چارہ آتشِ فرقت کا کب ہوا
بجھتی ہے کوئی یہ دلِ مضطر لگی ہوی

ناصح جو کہہ رہا ہے بتوں کو بُرا بھلا
بُت خانہ کی ہے چوٹ مقرر لگی ہوی

اب اور ہی ہوا ہے صبا ہے کہ ساتھ ساتھ
ہے وہ شمیم زلف معنبر لگی ہوی

چاہت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہو بیقرار
دونو طرف ہو آگ برابر لگی ہوی

دیکھیں گے تکموا آنکھ سے باتین نہون نہون
مُہر دہن نہین ہے نظر پر لگی ہوی

ای کاشکے وہ شمع شبستان غیر ہون
یہہ آگ تو ظہیر ہے گھر گھر لگی ہوی

وان طبیعت دم تقریر بگڑ جاتی ہے
بات کی بات مین توقیر بگڑ جاتی ہے

چونک پڑتا ہون خوشی سے جو وہ آجاتی ہین
خواب مین خواب کی تعبیر بگڑ جاتی ہے

محتسب بزم خرابات مین آئے تو سہی
اب کوئی آن مین توقیر بگڑ جاتی ہے

شوخیان جذب تصور کو اوڑا دیتی ہین
کھنچتے کھنچتے تری تصویر بگڑ جاتی ہے

ہای کیسا دم کشتن مرے مونہہ پہیر لیا
تجھسے پہلے تری شمشیر بگڑ جاتی ہے

کچھہ وہ پڑھتے مین اوبجھتے ہین مرا نام شوق
کچھہ عبارت دم تحریر بگڑ جاتی ہے

بدگمانی مجھے کرتی ہے پریشان کیا کیا
جب تری لف گرہ گیر بگڑ جاتی ہے

یاس مین شکوہ لکھے شوق طلب کی بدلے
میرے ہاتھون مری تحریر بگڑ جاتی ہے

چارہ گر کیا مری وحشت سے جنون ہی بدنام
روز مجھہ سے مری زنجیر بگڑ جاتی ہے

رنگ جمنے نہین دیتا ہے خیال دشمن
دلمین کھنچکر تری تصویر بگڑ جاتی ہے

داغ الفت وہ بری شے ہے کہ گنتی سے ظہیر
مہر و مہتاب کی تنویر بگڑ جاتی ہے

بنائے سے کہین تقدیر بنتی اور بگڑتی ہے
مگر تقدیر سے تدبیر بنتی اور بگڑتی ہے

کوئی پامال ہوتا ہے کوئی ممتاز عالم مین
نگاہون مین تری تو قیر بنتی اور بگڑتی ہے

نظر ہر ہر سخن پر ہے امید و یاس کیجانب
عجب حالت دمِ تقریر بنتی اور بگڑتی ہے

ادہر کچھہ شوق دانکش ادہر شکِ عدو مانع
یہین دلمین تری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

فلک پر پوچہتی پھرتی ہے اک اک سے دعا اپنی
وہ بیتابیٔ جہان تاثیر بنتی اور بگڑتی ہے

ادا دانی بتون کی ہی صراطِ تیغ پر چلنا
نگاہِ مہر و کین شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

مری دل سی کوئی پوچہے کہ مین اونسے ملجتا ہون
جہان ہر دم تہِ شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

ہوا مین ناتوانی سے اوڑا جاتا ہی رنگ اپنا
تصور سے مری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

ظہیر اپنے جنون سی بنگیا ناصح بہی زندانی
کہ ہر دم اک نئی زنجیر بنتی اور بگڑتی ہے

ملکر بتون سے چشم و دل حق نما ملے
ملتا ہون اونسی جنکی ملی سی خدا ملے

سب کچھہ ملا ہمین جو تری نقش پا ملے
ہادی ملے دلیل ملے رہنما ملے

جانی یہی وعدہ وسی تمہاری بلا ملے
ملتے سے ملتے سب مین نملتی سی کیا ملے

آئے تو قہر آئے ملے تو خفا ملے
ایسے تنک مزاج سی اب کوئی کیا ملے

خود بین و خود نما و خود آرا و خود پسند
معشوق کیا ملی ہو کہ خود مبتلا ملے

عمر رواں و بخت و جوانی و زندگی
جتنے ملے رفیق ہمین بیوفا ملے

پوچہی نہ بات پہر کے سکندر نی خضر کی
دنیا مین جو ملے وہ غرض آشنا ملے

دل مین ہی توبہ توبہ اگر لب پہ جامِ جم
رندانِ مے پرست ہی کچھہ پارسا ملے

زاہد تری عبادت و طاعت ہی رہی
اوس بت کی بندگی مین ہمین گر خدا ملے

ایسے سے غیر کیا گلہ دوستی کرے
ملتا نہو جو دوست سی دشمن سی کیا ملے

الفت نے تمکنت بھی اوٹھا دی رہی سہی
کھو بیٹھے تم اور بھی اغیار کیا ملے

گرمیٔ بندگی مین ملی حور بھی نہ لون
رحمت کے جوش جب ہین کہ بے التجا ملے

تم اور شوخیون سے ملو مجھسے جھوٹ جھوٹ
ہان کچھ ملے تو دل سے تمہاری ادا ملے

جو بھاگتا ہو سایہ سے اپنے ہزار کوس
ایسے گریز پا سے بھلا کوئی کیا ملے

جتنی زمانِ وصل کی مدت قلیل ہے
کوتاہ اوس سے کچھ مری دستِ دعا ملے

یہ حُبِ اہلبیت عجب چیز ہے ظہیر
یہ دل مین ہو تو دین مرا اور خدا ملے

مرا درمان جان نقصان جان ہے
خموشی چارۂ دردِ نہان ہے

نیاز صرصر و وقفِ خزان ہے
یہین برباد اپنا آشیان ہے

نمودِ سبزۂ وادیٔ رفتگان ہے
غبارِ رہ سراغِ کاروان ہے

ہوای گل اوڑاتی ہی قفس مین
مرا دوشِ صبا پر آشیان ہے

خموشی بھی ہے اک اقرار مبہم
نہ کہنا پھر مری مونہہ مین زبان ہے

پہونچتے دل سے دامن تک ہین آنسو
رواں منزل بمنزل کاروان ہے

رہے جاتے ہین دل کی دل مین ارمان
دہن ہے واں نہ یاں مونہہ مین زبان ہے

اوٹھا جب حشر اوس کو پھر سی اوٹھا
زمین کیا ہے ستم کا آسمان ہے

تمہاری بے نیازی دیکھنی ہے
جبین ہے اور سنگِ آستان ہے

نہ آئین دیکھین وہ کبتک نہ آئین
محبت آج تیرا امتحان ہے

بنی جاتی ہے کچھ جان و جگر پر
لٹا جاتا ہمارا کاروان ہے

یہ پردے ہین فقط آنکھون کے ورنہ
وہین ہم ہی ہین وہ کافر جہان ہے

کرشمہ ہے نہ غمزہ ہے نہ شوخی — وہ خود ہی اک ادائے جانستان ہے
یہہ کچھہ ساماں یہ کچھہ تزئین ہے کسکی — وہی مہمان ہے یاں جو میزبان ہے

پڑا رہنے دو تم کوچے مین اپنے
ظہیر خستہ زار و ناتوان ہے

مردون کو جلا دی ترسی ٹھوکر تو نہین ہے — رفتار ہے رفتار ہے محشر تو نہین ہے
یہ برق جہندہ کوئی اخگر تو نہین ہے — دیکھو تو کہین یہ دل مضطر تو نہین ہے
یہ منزل تسلیم ہے اے خضر بتا دو — ہموار ہے رستہ کوئی ٹھوکر تو نہین ہے
پیچ تو کہو واعظ کہ قیامت کی درازی — طول شب ہجران کی برابر تو نہین ہے
اصرار ہے اتنا تمہین کیون دینے مین اسکے — یہ بوسۂ لب کچھہ زر و زیور تو نہین ہے
تم اور ادا ہای فسون کار تمہاری — دل ہی تو ہے آخر کوئی پتھر تو نہین ہے
یہہ ہیچ ہی بری شے ہی حسینونکی محبت — ناصح مرا قابو مرے دل پر تو نہین ہے
کیا غم ہے جو میخانہ مین شیشہ کوئی ٹوٹا — ای محتسب اپنا وہ مقدر تو نہین ہے
اوٹھیگانہ بے حشر اوٹھی کوی عدو سے — یہ نقش کف پا ہے مرا سر تو نہین ہے
ہمکو در میخانہ پہ ہوا آنے دی واعظ — توبہ کا ہوا بند ابھی در تو نہین ہے

نکل ہے کہ ٹل جای ظہیر جگر افگار
کوچہ ہے ترا عرصہ محشر تو نہین ہے

رگ رگ مین اک تپش جو سمائی ہوی سی ہے — یہ آگ تو کسی کی لگائی ہوی سی ہے
تربت پہ یکبیی سی جو چھائی ہوی سی ہے — یہ نعش تو کسی کی ستائی ہوی سی ہے
ناصح نہ اوسکے طنز کی تسکین دلا مجھے — سوگند اسطرف سی تو کھائی ہوی سی ہے

پرسش ہوا ونکی بزم مین اپنی یقین نہین
یہ بات تو کسی کی بنائی ہوی سی ہے

کچھہ رشک آفرین ہین کف پای شوخیان
یہ تو حنا کسی کی لگائی ہوی سی ہے

بدمستی شبینہ کا ابتک خمار ہے
یہ موتوی نہین ہے پلائی ہوی سی ہے

ظاہر ہین رنگ وعدہ سی وعدہ خلافیان
یہ طرز گفتگو تو اوڑائی ہوی سی ہے

اچھی بہی اگر کہون تو سمجھتے بری ہو تم
پٹی کسی بروے کی پڑہائی ہوی سی ہے

وہ کشتہ ستمزدہ شاید ظہیر ہو
اک نعش تازہ خون مین نہائی ہوی سی ہے

تربت مٹے ہوؤن کی مٹائی ہوی سی ہے
خاک مزار تک بہی اوڑائی ہوی سی ہے

قاصد ادہر نہین کچہہ اور سمائی ہوی سی ہے
اور یان لبون پہ جان بہی آئی ہوی سی ہے

ای جرخ کجروی کا تجہے کیا شعور ہے
یہ چال تو کسی کی اوڑائی ہوی سی ہے

کیا کہہ رہی ہے شرم مین شوخی نگاہ کی
یہ انکہہ تو کسی سے لڑائی ہوئی سی ہے

ای شمع کسکے سامنے یہ شوخ چشمیان
چربی تری نگاہ پہ چہائی ہوئی سی ہے

ہونی ہے جسسے قطع ملاقات ایک دن
یہ بات تو زبان پہ آئی ہوی سی ہے

دخل شب فراق نہین بزم غیر مین
میری طرح سے یہ بہی ستائی ہوی سی ہے

کیا پھر کسی حسین پہ کہین مر مٹے ظہیر
کیون مردنی سی چہرہ پہ چہائی ہوی سی ہے

امید قتل نیم نگاہی مین رہ گئی
کہنچ کہنچ کے تیغ دست سپاہی مین رہ گئی

تقریب صلح تلخ نگاہی مین رہ گئی
سب کی زبان بند گواہی مین رہ گئی

کچہہ کچہہ حیا جو تہی نگاہی مین رہ گئی
تہوڑی سی دیر گہر کی تباہی مین رہ گئی

اندہیری رہا شب مہتاب ہجر مین
مل جلکر روشنی بہی سیاہی مین رہ گئی

تر دامنی نے نامۂ عصیان ڈبو دیا
فردِ گناہ مٹ کے سیاہی میں رہ گئی

زاہد سے پارسائی کی نہ پوچھی کسی نے بات
ناکردگی ہی کردہ گناہی میں رہ گئی

افسوس ہائے شوق نے کیا دیا جواب
منزل کی سب خوشی دلِ راہی میں رہ گئی

اب سب طرف سے یاس ہی سب دیکھ کر جواب
ہاں اب امیدِ فضلِ الٰہی میں رہ گئی

کہتے رہے جو ہجر بتاں میں خدا خدا
ایمان کی شرم یادِ الٰہی میں رہ گئی

عزت بھی ای ظہیر گئی نوکری کے ساتھ
تو قید اپنی دفترِ شاہی میں رہ گئی

عمر بھر آرزوی لذتِ گشتن میں رہے
روز مرتے رہے اور حسرتِ مُردن میں رہے

کیا رہے آکے جو اب وہ دلِ بدظن میں رہے
وہ ہوا ہی نہیں وہ گل ہی گلشن میں رہے

کشتۂ ناز نہ آرام سے مدفن میں رہے
حشر سے حشر تری جنبشِ دامن میں رہے

خوش ہوں کیا خاک کہ وہ ماتمِ دشمن میں رہے
شادی و رنج بہم نالہ و شیون میں رہے

کچھ تبسم کی ادا قہر کی چتون میں رہے
کچھ محبت کا تقاضا دلِ بدظن میں رہے

دل کو رو یا کیے پیٹا کیے تقدیر کو ہم
عمر بھر تک اسی غم میں اسی شیون میں رہے

موت دشمن کی عوض کاش ہمیں کو آتی
کب خوشی تھی کہ وہ یوں غیر کے شیون میں رہے

حیف ہم سیر کو کب باغِ جہاں میں آئے
گل نہ گلدان میں رہے غنچہ نہ گلشن میں رہے

گور میں بھی قلق و رنج سے راحت نہ ملی
ہائے وہ راحتِ جاں یوں مری شیون میں رہے

آپ کا جلوہ نہ میری نگاہیں رکھیے
کچھ نہ کچھ نورِ نظر دیدۂ روزن میں رہے

ہم جہاں جا کے رہے خاک ہی اوڑھی دیکھی
خار جنگل میں رہے پھول نہ گلشن میں رہے

ہاتھ وہ ہاتھ ہیں جو حلقۂ آغوش نہیں
گل ہیں وہ گل جو حمائل کسی گردن میں رہے

گریہ و رنج نہین نغمۂ شادی ہی سہی
کچھ تمہاری ہی تو شرکت مرے شیون مین رہے

خار بن بن کے چبھے حسرت و ارمان دل مین
یہ بھی کھلتے ہوئے کانٹے اسی گلشن مین رہے

بعد کشتن بھی ترے دل سے کدورت نہ گئی
دفن اس خاک کے مردے اسی مدفن مین رہے

چارہ گر زخم پہ دیتا ہے سمجھ کر مرہم
کہ جراحت کا مزہ کاوش سوزن مین رہے

پھونک دے کاش زمانے کو تری بیدنظر
ایک کانٹا بھی اوجھل نہ دامن مین رہے

اوسکے گیسوی پریشان کو صبا تاب نہ دے
برہمی کاش یہی خاطر دشمن مین رہے

عمر بھر ہم ترے ممنون رہین ای شب ہجر
آج مہمان اگر خانۂ دشمن مین رہے

اب بجھے اب بجھے اک موج دم سرد کی ساتھ
ہم چراغ سحری محفل دشمن مین رہے

نیم جلوون سے تسلی نہین ہوتی دل کو
کاش تار نظر اپنا تری چلمن مین رہے

میت اوس کشتۂ بیداد جو خاک رہ دوست ہو
رحم اوس زندی پہ جو حسرت مردن مین رہے

ٹوٹ جائین دل غمگین نمط الدر کے
بات وہ ہات جو شب بھر تری گردن مین رہے

وہ رہے پاس بھی تو رشک نے ملنے نہ دیا
بدگمانی کی طرح سے دل بدظن مین رہے

آتش رشک نے سرمایۂ دل سب پھونکا
چار تنکے نہ جلانے کو نشیمن مین رہے

ہم تو اس دل کی محبت سے الٰہی باز آئے
یہ بلا کاش کہین سینۂ دشمن مین رہے

روز رہے صبح وطن شام غریبان ہمکو
ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ نشیمن مین رہے

صبر بنکر دل عاشق مین سمائے یکسر
وہ کرشمے کہ تری نرگس پرفن مین رہے

ہاتھ وہ خار رہین جنکو نہین کچھ تجھ سے لگاؤ
خار وہ گل ہین کہ اوجھل ترے دامن مین رہے

کاش اپنے ہی گل داغ تمنا ہوتے
ہار بن بن کے جو غنچے تری گردن مین رہے

ہو اشارے کہ تری نرگس پرفن سے بچے
فتنے بن بن کے وہی دیدۂ روزن مین رہے

شیخ آگاہ ہو گر سرِ حقیقت سے ظہیر
سُبحہ سے فرق نہ زنار برہمن مین رہے

رسم و راہ رازدانی اور ہے
گفتگوی بیزبانی اور ہے

بعد کشتن بدگمانی اور ہے
کیا ابھی تک سرگرانی اور ہے

وعدہ سی ہوتی نہین تسکین دل
کچھہ نشاطِ کامرانی اور ہے

عاشقی اور آرزوی التفات
شیوۂ آداب دانی اور ہے

نامہ بر کہتا ہے آکر کچھہ سے کچھہ
ہمسے اقرارِ زبانی اور ہے

غیر سے ملنا تو کچھہ مشکل نہین
ہمکو فکرِ بدگمانی اور ہے

التفاتِ عام ہے کچھہ اور شے
اور الطافِ نہانی اور ہے

ہای لطف بیمحابای شوق
لذتِ نامہربانی اور ہے

رنجشین دل مین نظر مین کاوشین
اور تسکینِ زبانی اور ہے

طی ہوے جھگڑے شبِ غم کی ظہیر
اک مہمِ سخت جانی اور ہے

مہکی ہوی کسی کے جو عطرِ قبا مین ہے
کچھہ آج بوی شک بھی شامل ہوا مین ہے

تاثیرِ دل جلونکے بہت کچھہ دعا مین ہے
آنکھون سے دیکھہ لوگے جو قدرت خدا مین ہے

موجِ نسیمِ صبح کی انکسلیان نہ پوچھہ
شامل جو گردِ راہ تری کچھہ ہوا مین ہے

کچھہ کم نہین ادای تغافلِ عتاب سے
شوخی مین کب ہے وہ جو قیامت حیا مین ہے

ہوتی ہے حسن و عشق مین کتنی مناسبت
میرے بیان کا رنگ تمہاری ادا مین ہے

لیتی ہے اوسکی زلفِ معنبر سے نہر کی
دیکھو دماغِ موجِ صبا کس ہوا مین ہے

ملتے ہوے ہین عاشق مضطر سے رنگ طرح کے — بیتابیان ہین نازمین شوخی ادامین ہے
زاہد کو طاعتون سے ہی جس شے کی جستجو — رندِ سیاہکار کی وہ التجا مین ہے
ملتے ہین روٹھ روٹھ کے عاشق سے خوبرو — مَن مَن کے روٹھنا یہ تمہاری ادا مین ہے
یکرنگیِ ستم ہی عنایت سے کم نہین — رنگِ وفا نہفتہ تمہاری جفا مین ہے
جو غنچہ ناشگفتہ رہے ہے وہ دل مرا — جو عقدہ وا نہو تری بندِ قبا مین ہے
ہر ہر قدم پہ ناز سے مٹ مٹکے رہ گیا — عاشق کے دل کا رنگ تری نقشِ پا مین ہے
بیجا ہین اب تو خوگرِ ہجران سے کاوشین — آزار رنج مین نہ صعوبت بلا مین ہے

دل کھولکر شکایتِ ہجران کرو ظہیر
منت مین کچھہ مزہ نہ اثر التجا مین ہے

یہ کیسی شوخیان ہوے لگین ہر بار دامن سے — کہ مونہہ کو ڈھانک لیتے ہو دمِ گفتار دامن سے
نہ رکھنا ای جنون باقی بدن پر تار دامن سے — کہ مجھکو ننگ ہی دامن سے تجھکو عار دامن سے
یہ کیون رہنے لگی میری طرح تکرار دامن سے — یہ کیون ہر دم لو جھتی ہو دمِ رفتار دامن سے
اوجھہ کر تو نے دستِ شوق کیون گستاخیان کی — وہ کافر اور بھی رہنے لگا ہشیار دامن سے
چھپالے بات کو ہو مجھسے یا تم آپ چھپتے ہو — یہ کیون ہونے لگے پردے دمِ اقرار دامن سے
یہ شوخی ہے کہ تمکین ہے الٰہی کیا قیامت ہے — او سجتے ہین دمِ رفتار سو سو بار دامن سے
مین ان بھولی اداون پر تصدق کیون نہو جاؤن — کبھی گیسو سے ان بن ہے کبھی تکرار دامن سے
او جھکر خار دامن سی مری کیا کیا پشیمان ہین — کہ اب دامن چھڑانا ہو گیا دشوار دامن سے
بہارِ جامہ گلگون نہ مانون گا نہ مانون گا — یہ پونچھے ہین کسی نے دیدۂ خونبار دامن سے
کشودِ مطلبِ عاشق ہے اوس دامن سی وابستہ — کہ جس کافر کے دامن کو ہی ننگ و عار دامن سے

بھلا اوس وحشی رمخوردہ سے کیا کام دل کا
وہ ہے جو باخبر سایہ ہی اور ہشیار دامن سے

یہ کیسی بیخودی ہی غش پہ غش کیون مجھکو آتی ہین
وہ کیون جھلنے لگے پنکھا مجھے ہر بار دامن سے

مری تر دامنی سے ابر رحمت پانی پانی ہی
ہمیشہ مانگتی ہے توبہ استغفار دامن سے

شب وصل اوس ستمگر نے نیا پردہ نکالا ہی
کہ پیش چشم کھینچی ہی مری دیوار دامن سے

ہوا دامن کی سوزدل پہ کیا کیا فتنہ افشان ہے
کوئی پنکھا سا جھلتا ہے دم قاقم دامن سے

قیامت تک اگر تھم جای گریہ تو مرا ذمہ
وہ آنسو تو مری پونچھین ذرا اک بار دامن سے

کسی پردہ نشین کی تیغ الفت دیکھنا ہے
چھپا رکھا ہے ہمنے زخم اس دلدار دامن سے

یہ دو کلمہ محبت کے نہ بھولینگے نہ بھولینگے
بندھے ہین یہ ہمارے گوہر شہوار دامن سے

ظہیر اب سر پہ رکھکے دامن دولت کا سایہ ہے
کرو وابستہ ہین جسکے کافر دیندار دامن سے

مرحبا وصل علی سیر کو جانیوالے
خواب مین دولت بیدار کو پانیوالے

کیا غنودہ ہو شکر خواب مین انکھین کھولو
خواب خرگوش مین فتنون کو سلانیوالے

کھول دی نرگس مخمور کو ای مایۂ ناز
مژدۂ وصل سناتے ہین جگانیوالے

نرگسین باغ ہی چشمان ملک سی جادہ
رکھہ قدم ناز سے آنکھون مین سمانیوالے

دیدۂ عاشق بیتاب ہین در ہای بہشت
چشم براہ ہین پردونکی دھنانیوالے

منتظر ہین ترے سکان ملاء اعلی
لینے آئے ہین تجھے وحی کی لانیوالے

چلکے اب سدرۂ سین پہ ہو جلوہ نما
کہ بلاتے ہین تجھے پاس بلانیوالے

ہے باین قرب ندای فتدلی پیہم
شوق سا شوق ہی ای شوق بڑھانیوالے

ساتھہ فتراک کے ہمراہ کا جی جھوٹ گیا
گرم رو مثل دعا عرش پہ جانیوالے

جان سو جان سے اس نرگسِ شہلا پہ نثار
دیکھ لے سرمہ مازاغ لگانے والے

جادۂ نعت ہے یا نعرۂ مستانہ ظہیر
گر بھی پڑتے ہین بہت یا نو بڑھانیوالے

ہو مبارک تجھے معراج کے جانیوالے
بخت بیدار صفت خواب منانیوالے

ڈھونڈھتی ہے ترے سایہ کو عبث چشمِ ملک
کہ اوڑا لیکے آنکھون مین اوڑانیوالے

بخشش اُمتِ عاصی تو بڑی بات نہین
کہ ترے ناز اوٹھاتے ہین اوٹھانیوالے

روزِ محشر بھی تری لطف سی ہے چشم نجات
میری کشتی کو تلاطم سے بچانے والے

دے سہارا مجھے طوفانِ بلا مین دمِ حشر
میرے بیڑے کے سدا پار لگانیوالے

حسرتِ مردۂ عاشق کو جلا دے اکثر
لبِ جان بخش سے مُردون کے جلانیوالے

مجھ گنہگار کے بیڑے کا نگہبان تو ہے
کشتیِ امتِ عاصی کے بچانیوالے

روزِ محشر ہے پر آشوب تو کیجہ باک نہین
آپ ہین آپ ہین بگڑی کے بنانیوالے

دل شکستہ ہے گناہون سے ظہیر ناکام
تیرے الطاف ہین امید بندھانیوالے

رحم کر رحم کر او ناز سے چلنے والے
ٹھوکرون مین دلِ عاشق کے مسلنے والے

تیری شوخی نے بندھائی ہین امیدین کیا کیا
دمبدم مثلِ فلک رنگ بدلنے والے

وصل ہے وصل ترے ناز و ادا کے قربان
مان لے مان لے شوخی سی مچلنے والے

ہوتے ہوتے ہی کہین صبر کی عادت ہوگی
رفتہ رفتہ ہی سنبھلتے ہین سنبھلنے والے

شمع سے گرمیِ محفل ہے نہ پروانے سے
اور ہین اور ہین اس بزم مین جلنے والے

ایک زیور ہے تلون بھی حسینون کیلیے
خود بدل جاتے ہین پوشاک بدلنے والے

چھوڑ دے نبض کو ہٹ جا میری ہائیں طبیب
ایسے بیمار نہیں تجھ سے سنبھلنے والے

سخت دل سنگ ہیں خوبانِ گل اندام ظہیر
ایسے پتھر نہیں نالوں سے پگھلنے والے

اور لگا ہوں کیطرح دل میں اوتر نیوالے
داغ بن بن کے کلیجے میں ابھر نیوالے

ناخدا ترس ستمگار مکر نے والے
آدمی کیا کہ خدا سے نہیں ڈر نیوالے

قافلے سوی عدم روز چلے جاتے ہیں
یہ مسافر نہیں رستے میں ٹھہر نیوالے

خار بوئے ہیں جو اغیار نے دست جانی ہیں
یہ شگوفے ہیں بہت جلد ابھر نیوالے

شکوہ غیر یہ کہتا ہے کہ ہاں ہاں سچ ہے
تم سلامت رہو الزام کے دھر نیوالے

ناز کی شان ہی ضد حسن کی نیت ہی عتاب
کہ سنورتے ہیں بگڑ تیمیں سنور نیوالے

خود بد آموز ہو جب تم ہی تو کیا جرم رقیب
کہ ابھارے ابھرتے ہیں ابھر نیوالے

لو وہ کہتے ہیں دمِ عرض سنا کر سب کو
آپ بھی نام خدا ہم پہ ہیں مر نیوالے

داورِ حشر سے ہرگز نہ کرینگے فریاد
حشر کے دن بھی تری قہر سے ڈر نیوالے

باز آتے ہیں وفا سے کہیں جانباز ظہیر
کر گذرتے ہیں ستم جان پہ کر نیوالے

بیوجہ بے سبب جو وہ رنجیدہ ہو گیے
معلوم دل کے عقدہ پیچیدہ ہو گیے

گھل گھل کے رنج ہجر سے کاہیدہ ہو گیے
ہم بھی تجھی سے ای دلِ نادیدہ ہو گیے

کہو دی ہی سہی دل خانہ خراب نے
وہ کیا کہیے ہم اور بھی گردیدہ ہو گیے

آتی نہیں ہے نیند کہ وہ آئین خواب میں
کچھ بخت ناصواب بھی خوابیدہ ہو گیے

جتنے اوٹھائے رنج امید ین سوا ہوئیں
ہم کاہشوں سے اور بھی بالیدہ ہو گیے

آشوبِ روزگار ہے وہ چشمِ نیمخواب
بیدار جملہ فتنۂ خوابیدہ ہو گیے

کہتے تھے یون کہین گے مگر اونکے سامنے
سب محو فقرہای تراشیدہ ہو گیے

پردہ اوٹھا اودھر کہ نظر یہ پڑا ادھر
وہ سامنے نہ آیے کہ پوشیدہ ہو گیے

اللہ رشک غیر کی نازک مزاجیان
ہم اونسے بات بات پہ رنجیدہ ہو گیے

قاصد بھی جاسکے کہ چہ جانان مین سو ہے
وہ بھی ہمارے طالعِ خوابیدہ ہو گیے

دشمن کا تذکرہ تہا بُری بات تو نہ تہی
تم تو ذرا سی بات مین رنجیدہ ہو گیے

ہے کل کی بات رند خرابات تھے ظہیر
حضرت کہان کے عاقل و سنجیدہ ہو گیے

محبت مین ہم سب گوارا کرین گے
مگر وہ تو کہہ دین کہ وہ کیا کرین گے

وہ لیتے تو ہین دل مگر کیا کرین گے
جلایا کرین گے ستایا کرین گے

ملو تم رقیبون سے ہم دلبرون سے
تم ایسا کرو گے ہم ایسا کرین گے

مری بیقراری وہ سن سن کے بولے
وہ دل ہین کہ اسطرح تڑپا کرین گے

دم واپسین کیون عیادت کو آیے
وہ دشمن نہین ہین کہ دیکھا کرین گے

ہر اک ابتدا کے لیے انتہا ہے
ستم کر چکین گے تو پہر کیا کرین گے

یہ رفتار والے نہ جوکین گے وان بھی
قیامت مین بھی حشر برپا کرین گے

ستم ناز غمزہ تغافل تبسم
وہ اتنی نزاکت پہ کیا کیا کرین گے

مری حیرتین جنسے دیکھی نہ جائین
وہ کیا آیینے مین تماشا کرین گے

وہ کہتے ہین وہ میرے مشتاق کیون ہین
مین آئینہ ہون کیا کہ دیکھا کرین گے

بُرے وہ نہین بیچ والے غضب ہین
خدا جانے کمبخت کیا کیا کرین گے

چلے آیے خوش خوش مگر یہ نہ سمجھے
کہ اس دار فانی مین کیا کیا کرین گے

تمہارا تمکو ملنے کی مجھ سے تمنا
یہی صاف کہدو ستایا کرین گے

وہ بیزار ہوتے ہین گر دوستی سے
اونہین خط مین دشمن ہی لکھا کرینگے

وہ تم ہو کہ ملکر ملوگے نہ ہم سے
وہ ہم ہین کہ پھر بھی تمنا کرین گے

نہین وعدہ کرنے مین کیون ہیچ تامل
ہم ایسے ہین جسنے تقاضا کرین گے

کسی طرح وہ خط کو دیکھین تو قاصد
اونہین حال دشمن ہی لکھا کرین گے

وہ کہتے ہین مرنے کو مرجایے کوئی
دوا مرنیوالے کی ہم کیا کرین گے

وفادار جو میری ضد سے بنے ہین
بھلا وہ عدو سے وفا کیا کرین گے

ہو سکا رمرنے پہ بھی دے رہے ہین
وہ خود بیوفا ہین وفا کیا کرین گے

بس اب ہمسے واجب ہے ملکے ہی ملیئے
کہ اغیار یون بھی تو رسوا کرین گے

ظہیر اون سے ملتے نہ ڈرتے بنے گی
خدا ایسا کرین گے نہ ویسا کرین گے

کب کسی سے کلام ہوتا ہے
بیدھانی کا نام ہوتا ہے

لیجے رخصت غلام ہوتا ہے
آخری یہہ سلام ہوتا ہے

روز وان قتل عام ہوتا ہے
کار عالم تمام ہوتا ہے

جسکی آتی ہے وہ ہی مرتا ہے
خوبرویون کا نام ہوتا ہے

عرض مطلب پہ کیون بُرا مانا
سبکو دنیا مین کام ہوتا ہے

آج ہو جائین ہم سے دو دو حرف
کل کا قصہ تمام ہوتا ہے

یان پیام وصال آیا ہے
وصل کا وان پیام ہوتا ہے

جو کسی کا خیال رکھتے ہین — خواب اون کو حرام ہوتا ہے
ہے یہ تاکید وہ نہ آجاے — بزم کا اہتمام ہوتا ہے

آج دنیا سے ہے وداع ظہیر
نظم کا اختتام ہوتا ہے

نہ سمجھو فغان بے اثر جائیگی — کبھی صاف دل مین اتر جائیگی
نہ اوپر ہی اوپر نظر جائیگی — زمانے کو تاراج کر جائیگی
رہین گے گلے حشر تک ای اجل — شب غم بھی آخر گذر جائیگی
طبیعت ہے آخر قیامت نہین — یہین آتے آتے ٹھہر جائیگی
تم اپنی نبیڑو تمہین اس سے کیا — گذرنے کو یان بھی گذر جائیگی
چلے تو سہی یہہ تو سوچو ذرا — کسی پر قیامت گذر جائیگی
ستم کرکے تم کیون ستمگر ہو — تمہاری ادا کام کر جائیگی
مصیبت کے مارونکی کیا زندگی — یونہین روتے دھوتے گذر جائیگی
حنا سے نہ تم ہاتھ ہا ئی کرو — یہ نازک کلائی اوتر جائیگی
نہ مضطر ہو اتنا ترے ساتھ سے — مری جان اسے نامہ بر جائیگی
دل مضطرب کا فسانہ لکھون — کہ اوڑکر وہان یہ خبر جائیگی
بھلا دیجیے وعدۂ غیر بھی — ہماری شکایت اوتر جائیگی
کدورت کے ہین چار دن چاؤ بھا — بس آخر کو دل سے اوتر جائیگی
بری دن بھی اپنے نکل جائینگے — شکایت نہ یہہ عمر بھر جائیگی
بنے گی شب غم شب وصل غیر — یہ جتنی اودھر ہے اودھر جائیگی

شبِ ہجر ٹلتی ہے کوئی ظہیر
مری جان لیکر مگر جائیگی

نہ ہوئی مونسِ دشمن شبِ فرقت میری
مجھپہ قربان ہوی جاتی ہی غیرت میری

دل سے مٹتی نہین اسپر بھی کدورت میری
روز آ آکے مٹاتے ہین وہ تربت میری

دل مین کس پیار سے رکھتی ہو عداوت میری
مجھہ سے بہتر ہے بہرحال کدورت میری

آپ اور غیر سے کرتے ہین شکایت میری
ٹیکی پڑتی ہے عداوت سے محبت میری

وہ جو بڑھ بڑھ کے تری چاہ کی دم بھرتی ہین
اونکو بدد کہا دے کوئی صورت میری

خواب مین بھی تو پس مرگ نظر آتا ہون
روز ہوتی ہے رقیبون کو زیارت میری

حشر آیا غضب آیا جدھر آئی ظالم
ملتی جلتی ہے تری ضد سی طبیعت میری

وہ مرا نام بھی لینے کے روادار نہین
غیر کیا جاکے کرین اونسے شکایت میری

ہون بھی دنیا مین نہین بھی ہون ننگ عنقا
لے اوڑی ہے مجھے آفاق مین شہرت میری

میرے دعوے پہ وہ جھوٹا مجھے ٹھہراتے ہین
کہ طلب کرتے ہین مجھہ سے ہی شہادت میری

غرض مطلب پہ کبھی مونہہ سے نکلتی ہی نہین
آپ کی ہان ہے یہ کیمنت کہ حسرت میری

اوسکے کوچہ سے اوٹھاتے ہین جو احباب مجھے
بیٹھی جاتی ہے میری ساتھہ طبیعت میری

اب تو گھبرا کے محبت مین یہ کہتا ہون ظہیر
وے نہ دشمن کو بھی اللہ مصیبت میری

ناتوانی سے وہ نازک ہے طبیعت میری
سمتے پہلے ہی بدلنے لگی حالت میری

مین نہ کہتا تھا کہ غماز برے ہوتی ہین
تم نہ سنتے تھے رقیبون سی شکایت میری

چپکے بیٹھے ہوے تکتے ہین وہ صورت میری
بات کرنے نہین دیتی مجھے حیرت میری

یہ تو کہنے ہی کی باتین ہین بت ہین تجھے — دل مین تم خوب سمجھتے ہو محبت میری
دور کر مین ہی تو اغیار کے گھر جاتا ہون — لوگ کرتے ہین بتین ہی تو شکایت میری
پیر و مرشد نہین کہتے ہین وفادار نہین — دیکھ لو اپنے چلن اور مروت میری
مین جہان ہون وہین مجھ سے کوئی آگاہ نہین — اور ہو نیکو تو کس جا نہین شہرت میری
آینہ دیکھ کے اک اک سے وہ فرماتے ہین — گل مین رنگت ہے نہ غنچہ مین نزاکت میری
ایک عالم ترے جلوون کا طلبگار ہوا — یہ ہوس نے دیتی ہے مجھے گرمی شہرت میری
تکیہ پیچھے کو ہٹاتی ہے محبت مین حیا — مجھ سے آگے گئی فرسنگ ہی ہمت میری
داور حشر سے کہنی کی تو گنجایش ہو — غیر کے ہاتھ سہی ہو کاش شہادت میری
حسن و الفت کے کرشمون کا تماشا جب ہے — دل ہو تیرا سا محبت مین طبیعت میری
مین بھی اک شے ہون مری مشرب رندی پہ نہ جا — تجھ کو زاہد نہین معلوم حقیقت میری
میگسارو مری توبہ کا بھروسا کیا ہے — پھر لگتی نہین پھرتے ہوئے نیت میری
آپ دشمن کے طرفدار ہوئے تو ہو جلین — بندہ پرور ہے مرے ساتھ ہی قسمت میری
جو کہ سچ ہے وہ جو ناز کرے ہے وہ بجا — چھین لی وزرا زل غیر نے قسمت میری
ٹوٹنے ہی کے لیے ہے مری توبہ زاہد — باندھنی ہی کے لیے روز ہے نیت میری

وہ نہون پاس نہون شک تو ہی دلمین ظہیر
دخل اغیار سے خالی نہین خلوت میری

شرکت گناہ مین بھی ہی کچھ ثواب کی — توبہ کے ساتھ توڑیے بوتل شراب کی
سنتا ہے کون حضرت واعظ جناب کی — کیون میکدہ مین وعظ کی مٹی خراب کی
پیش رقیب بزم مین رکھ لیجیو آبرو — اپنی حیا کی اور مرے اضطراب کی

بہر دین ادا ادا مین قیامت کی شوخیان
تصویر کھینچ رہی ہے مرے اضطراب کی

قاصد نے مدعای دلی سب جتا دیا
کچھ کہہ سہی لگی رکھی نہ سوال وجواب کی

عاشق سے ہے مجاہدہ مین شوخی کے رنگ و ڈھنگ
دیوانہ پن کی عمر ہے عہد شباب کی

رکھہ لی خدا نے سامنے زاہد کے آبرو
ٹوٹی نشہ مین ہاتھہ سے بوتل شراب کی

اوجھا ہے دست شوق سے گستاخیان معاف
اب خیر آپ کی نہین بند نقاب کی

جب احتساب حضرت واعظ کا ہو بجا
جنت مین روک تھام کرین گر شراب کی

بس بس نہ موسنہ چبا ذرا شب وصل قسم
تمکو ہمارے شوق کی اپنے حجاب کی

دیکھا تمارے زہد کو اے حضرت ظہیر
یہ قول فعل اور یہ صورت جناب کی

اپنے ہی عکس رخ سے جو آئینہ حیا کرے
ایسے پہ مرنہ جایے تو پھر کوئی کیا کرے

مستے ملے رقیب کی پھر التجا کرے
یہ دان خدا دکھایے نہ وہ دن خدا کرے

تم کیا کروگے اور کوئی مستے کیا کرے
وہ وقت ہی نہین کہ کسی سے وفا کرے

بیطاقتی کے طعنے ہین لو بعد مرگ بھی
اب کس امید پر کوئی مستے وفا کرے

کیا اعتبار اس نگہہ التفات کا
ڈرتا ہون فتنہ گر سے نہ ملکر وفا کرے

جتنی برائیان ہین وہ سب ہین رقیب مین
گر یہ نہو تو کون کسی کا گلا کرے

ہمکو تو یاس وضع نے ڈالا عذاب مین
سچ تو یہ ہے نہ کوئی کسی سے وفا کرے

یان ای ظہیر سب سے بھلی ہین خموشیان
اپنی کہے نہ اور کی ہرگز سنا کرے

خانہ آرائی ہے ویرانی مری
بیکسی کرتی ہے دربانی مری

موت سے بدتر گرانجانی مری
زیست سے دشوار آسانی مری

گر نہ دیکھو آئینہ میں دیکھ لو
اپنی صورت اور حیرانی مری

گر نہ بھیدی نے رکھ لی آبرو
بات دشمن نے نہ پہچانی مری

کس رقم کیسوسے ہے وابستگی
مجھپہ صدقے ہے پریشانی مری

کیوں کہیں منت کش غمخوار ہوں
خود مری وحشت ہے دیوانی مری

لیچلے احباب نعش خونچکاں
آج حوروں میں ہے مہمانی مری

پاؤں ٹوٹے جسقدر کی جستجو
سعی بیجا حیف ہے نادانی مری

سہل ہے تمکو مری قطع امید
شاق ہے مجھپر گرانجانی مری

کفر سے توبہ مری کم استوار
نامسلمانی مسلمانی مری

دربدر کی جبہ سائی سے حصول
مٹ چکی تحریر پیشانی مری

میں شب وصل عدو جیتا رہوں
ہے سبک کتنی گرانجانی مری

تمکو زیبا ہے تمہاری ہر ہنسی
کب گئی مجھپر پریشانی مری

آپ تو اپنی نبیڑیں پند گو
کیا کریگے وہ نگہبانی مری

اوسکی رحمت پر اگر کیجے نگاہ
زہد ہے آلودہ دامانی مری

روز و شب آنکھوں میں رکھتا ہوں مجھے
فرض دشمن ہے نگہبانی مری

آئینہ ہے گر بہار عکس رو
ہے مری تصویر حیرانی مری

تھک گئے پیچھے جس جگہ منزل ہوئی
ہوگئی رہبر تن آسانی مری

ہے توقع پر مدار زندگی
موت کرتی ہے نگہبانی مری

ہے یہی شرط مسلمانی ظہیر
دست کافر اور قربانی مری

ہمراہ وہ اغیار کو لائے مرے آگے
یہ میرے بڑے بول ہین آئے مری آگے

دیکھا ہے جو آنکھون سے محبت مین تمہاری
اللہ نہ دشمن کو دکھائے مرے آگے

واقف ہو مری سوز سے گر شمع شب افروز
پروانے کو اونگلی نہ لگائے مرے آگے

اندوہ شب ہجر کو کچھہ اور نہ سمجھو
یہ میرے ہی اعمال ہین آئے مری آگے

اچھا ہے بلانے کی عوض آپ ہی جاؤن
محبوب ہے وہ آئے نہ آئے مرے آگے

قاصد تو بڑی چیز ہے یہ رشک تو دیکھو
سایہ بھی مرا بڑھ کے نہ جائے مری آگے

اللہ کرے تو بھی پھرے میری طرح سے
اور غیر تجھے مونہہ نہ لگائے مری آگے

صحبت مین وہی لوگ ہین اک عمر جنہون نے
طوفان پہ طوفان اوٹھائے مری آگے

انکی تو سزا بیٹھے ہو کیا سر کو جھکائے
کیا کہتے ہین یہ اپنے پرائے مری آگے

لطف ستم انگیز کے کیا کیجیے شکوے
خط غیر کو لکھہ لکھہ کے مٹائے مری آگے

دیکھا جو ظہیر جگر افگار کو بولے
کہہ دو کہ یہہ کمبخت نہ آئے مرے آگے

مجھے یان درد سہ کیا جانے کیا ہے
گمان چارہ گر کیا جانے کیا ہے

ہمین مد نظر کیا جانے کیا ہے
تمہارے دل مین شر کیا جانے کیا ہے

یہ کیون بیٹھا ہوگنتا ہون گھڑیان
خیال آٹھون پہر کیا جانے کیا ہے

خدائی کہہ رہی ہے اپنی اپنی
وہان مد نظر کیا جانے کیا ہے

کوئی ناشاد ہے اور شاد کوئی
نگہہ مین خیر و شر کیا جانے کیا ہے

نٹا لو وعدۂ امروز کل پر
کہ کل کس کو خبر کیا جانے کیا ہے

یہ کیا جاتی ہوی دیکھی ہے دنیا
وہ آتے ہین ادہر کیا جانے کیا ہے

جسے چاہو وہی دشمن ہو اولٹا
محبت مین اثر کیا جانے کیا ہے

یہہ نالے اور پھر چھوڑین گے باقی
لحاظ اسی فتنہ گر کیا جانے کیا ہے

بُری ہے آہ ظالم دل جلون کی
کہ تو اسکا اثر کیا جانے کیا ہے

نہین مجھہ سے ظہیر آگاہ کوئی
مرا عیب و ہنر کیا جانے کیا ہے

اونہین دھیان کیا آگیا سوتی تسوتی
کہ وہ رہ گیے کچھہ خفا ہوتے ہوتے

بگڑنا ہنسی مین ادا ونکی ٹھہری
مجھے لگ گئین ہچکیان روتے روتے

محبت مین دس بیس دل کاش ملتے
کہ رہتا کوئی ایک دو کھوتے کھوتے

لب زخم شا کی ہین اونا وک افگن
لگائے عجب تیر ہین ہوتے ہوتے

ہماری محبت نے یہہ گل کھلائے
عدو تک گیے خار غم بوتے بوتے

ہمین در گذر کر گیے خیر گذری
ابھی رہ گئی اون سے شر ہوتے ہوتے

وہ کب چشم پر خون پہ رکتے ہین دیکھن
کوئی مر بھی جاوے اگر روتے روتے

نہ چھوٹا ظہیر آہ داغ معاصی
بتنگ آ گیے ہم اسے دھوتے دھوتے

نہ باتین نہ آنکھین ہین وہ چاہ کی
ملاقات ہے گاہ بیگاہ کی

وہ کہتے ہین موہنہ سے اگر آہ کی
تر امید رکھنا کبھی چاہ کی

جو ٹھہرے ہین بوسے عنایت کرو
کہ میعاد گذری ہے تنخواہ کی

وہ کہتے ہین شکوون پہ اغیار کے
یہی شغل گر تھا تو کیون چاہ کی

چلو جگدے تک ذرا شیخ جی
دکھا دین تمہین قدرت اللہ کی

ہر انداز ہے اپنے موقع سے خوب — لڑائی بھی اچھی ہے کچھ راہ کی
کبھی رنگ لائینگی ڈرتے رہو — بُری ہین دعائین سحرگاہ کی
چلو جھوٹی سچی نہ باتین بناؤ — خبر تک نہ لی اس ہوا خواہ کی
دیا اسقدر شام ہجر انکو طول — مری عمر یارب نہ کوتاہ کی
کبھی تو ملینگی ہماری مراد — بہت خاک چھانی ہے درگاہ کی
تمہین جنکے ملنے سے آتی ہے عار — وہ ہمراز ہین شان اللہ کی

مزے دل لگانیکے دیکھے ظہیر
بہت آرزو تھی تمہین چاہ کی

ایسے کی محبت کو محبت نہ کہینگے — اس عام عنایت کو عنایت نہ کہینگے
ہم لاکھ شکایت کو شکایت نہ کہینگے — وہ ہسکے کبھی دل کی حقیقت نہ کہینگے
کمبخت رقیبون پہ کبھی حشر نہ ٹوٹا — قامت کو ترے ہم تو قیامت نہ کہینگے
اچھا ہے کہ ہو جائے یہین فیصلہ یا ہم — اللہ سے کچھ وقت شکایت نہ کہینگے
کہیے تو کہون انجمن غیر کی روداد — کیا اب بھی اسی آپ کو عادت نہ کہینگے
ممکن ہین زبان دہن نہ یہ آپکے بر تاؤ — شوخی تو کہینگے جو شرارت نہ کہینگے
کافر نے دیا لاکے ہمین نامۂ دشمن — کس طرح سے قاصد کی شکایت نہ کہینگے
تو غیر سے ہم نرم ہوای مونس اندوہ — یہ تو نہ کہا ہے شب فرقت نہ کہینگے
وہ حال ہے اپنا کہ جسے حال نہ کہیے — وہ شکل ہے اپنی جسے صورت نہ کہینگے
سمجھینگے نہ اغیار کو اغیار کہانتک — کبتک وہ محبت کو محبت نہ کہینگے
جب عربدہ جو تم ہو تو کیون صبر نہ کہیں — ہم آپکی رقیبون کی شرارت نہ کہینگے

بیطاقتی صبر کے تم کرتے ہو شکوی
ہم غیر سے یہ جور کی عادت نہ کہینگے

ہے یاد ظہیر اون کا شبِ وصل بگڑنا
وہ تلخیِ دشنام کی لذت نہ کہینگے

آنکھین دوچار ہوتے ہی دل کو خبر ہوی
غماز راز عشق نظر کی نظر ہوی

شام وصال چشم زدن مین سحر ہوی
میری نظر ہوی کہ تمہاری نظر ہوی

بھولے سے گر نگاہ تمہاری ادہر ہوی
کیا کچھہ ہوی امید ہمین کسقدر ہوی

دیکھا ہے انقلاب تمہاری نگاہ کا
دنیا پلٹ گئی ہے یہ کافر جدہر ہوی

قاصد بیان حال کرے جائی شک ہے
کمبخت آہ سرد نہ پیغامبر ہوی

لائی جواب مین مرے نامہ کی دہجیان
قاصد ہوا ہوا تو صبا نامہ بر ہوی

کاٹا ہے روز ہجر کو دم توڑ توڑ کر
مر مر گیے ہین جب شبِ غم کی سحر ہوی

میری قضا نہ تھا شبِ ہجر عدو نہ تھا
آنے مین دیر کیون تجھی او نامہ بر ہوی

اک اضطراب شوق نے سب کچھہ بھلا دیا
دل کی تپش ہی مرہم زخم جگر ہوی

اے درے شوخیان مجھے کہتے ہین ناز سے
ہے ہے یہ کیا ہوا تجھے کسکی نظر ہوی

یہ روگ دل لگی کا کچھہ اب کے نیا نہین
روتے ہی دل کے ساتھہ ہمین عمر بسر ہوی

پتھر پڑین زبان پہ تری مونہہ سے پھوٹ تو
وان جا کے کیا بلا تجھے پیغامبر ہوی

وان جا کے ای ظہیر ہے عقبی کا چینکنا
رونے سے اس جہان کے فرصت اگر ہوی

پہری ہوی ہے نگاہ ساقی شراب ہم لے کے کیا کرینگے
ہمارے کہانے کو غم ہے کافی کباب ہم لے کے کیا کرینگے

ہم اونکو نامے ہزار لکھتے جو کچھ بھی چشم امید ہوتی
جواب تقدیر ہی یہی ہے جواب ہم لے کے کیا کرینگے

نہو جو حاصل صفای باطن لباس ظاہر ہی سب ریائی
یہی ہے گر زہد و پارسائی ثواب ہم لیکے کیا کرینگے

ترقیون پر ہے ضعف پیری مٹا نہ دل سے سر جوانی
وہی ہے اب تک سیاہکاری شباب ہم لیکے کیا کرینگے

متاع صبر و قرار دل کو لیا ہے تمنی تو یہہ بھی لیلو
کہ ایک جان نحیف و زار خراب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ بخت خفتہ کو ہو ہمایون یہ چشم دشمن کو ہو مبارک
شب جدائی رہے سلامت کہ خواب ہم لیکے کیا کرینگے

حباب آسا ہے عیش و مستی کہ دم کی دم کی ہی اوج و پستی
یہ خاک تودہ ہے بحر ہستی سراب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ ہمنے پہلی ہی کیون نہ جانا کہ قید ہستی ہی زندگانی
یہ مفت جان حزین کو اپنی عذاب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ جتنے نقش و نگار اب ہین یہ نقش بر آب سبکے سب ہین
قیام اس خاکدان مین مثل حباب ہم لیکے کیا کرینگے

نظر مین ہے سب جہان فانی کھلے ہین اسرار نکتہ دانی
یہہ دل ہے گنجینہ معانی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

عطیہ خلعت جنون سے ہمین تو اے عشق باز رکھو

یہ جنکو حسرت ہے اون کو دیجے جناب ہم لیکے کیا کرینگے

مزہ تو جب ہے بروز محشر کہ جوش رحمت پکار اوٹھے

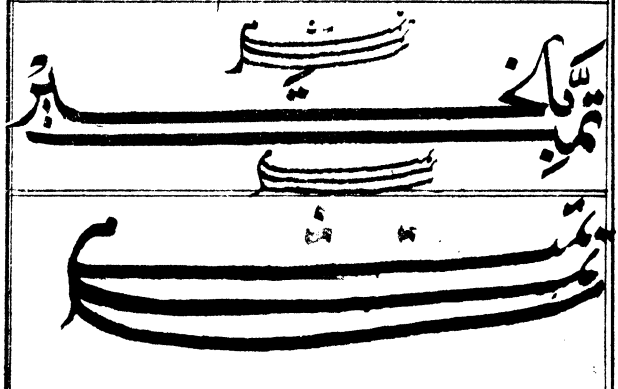
کہ جاؤ لیجاؤ عاصیون کو حساب ہم لیکے کیا کرینگے

دکھا دے ای گریۂ ندامت کہ پانی پانی ہو ابر رحمت

وگرنہ یہ جوش اشک حشیم پر آب ہم لیکے کیا کرینگے

ظہیر دنیا کے جاہ و حشمت ہمارے احباب کو مبارک

ملا ہے تمغای فقر فخری خطاب ہم لیکے کیا کرینگے



رباعیات

آنکھونے جہانمین آکے کیا کیا دیکھا
شادی وملال وزشت وزیبا دیکھا
لازم ہے نشیب ہر بلندی کے لئے
اونچا جو ہوا ہے اوسنے نیچا دیکھا

دیگر

دنیا سے ہر اک کو دل لگاتے دیکھا
ہر قصر وچمن مین آتے جاتے دیکھا
ہے زیر زمین عجب سرائے دلچسپ
جو یہانسے گیا اوسے نہ آتے دیکھا

دیگر

دلچسپ فضائے کعبۂ دہر نہین
ہے جسکی تلاش سہکو وہ سیر نہین
کہتے تو ہین سب مگر وجود ہستی
اک بات ہی بے تکی سے سر پیر نہین

دیگر

ان آنکھونسے ہمنے اک زمانہ دیکھا
مسجد دیکھی شراب خانہ دیکھا
طفلی وجوانی وشباب وپیری
سب کچھہ دیکھا مگر فسانہ دیکھا

دیگر

ہے مثل حباب زندگانی تھوڑی
اور درد والم سے شادمانی تھوڑی

کین دیدۂ غور سے نگاہین جو ظہیر		جھگڑے ہین سب سے اور کہانی تھوڑی
	دیگر	
یارب زر و جان و مال تو دیتا ہے		علم و خرد و جمال تو دیتا ہے
کچھ کسب و تلاش پر نہین ہر موقوف		دیتا ہے جسے کمال تو دیتا ہے
	دیگر	
کیفیتِ حال و قال تو دیتا ہے		چشم و نظرِ جمال تو دیتا ہے
آنکھون کو نگاہ دل کو نورِ عرفان		اے قادرِ بے ہمال تو دیتا ہے
	دیگر	
محتاج کو رزق و آب تو دیتا ہے		بیتاب کو صبر و تاب تو دیتا ہے
یارب نہین کچھ تیرے خزانہ مین کمی		دیتا ہے تو بیحساب تو دیتا ہے
	دیگر	
مستوجبِ طاعتِ زمانہ تو ہے		بخشندۂ تاج و خسروانہ تو ہے
یارب نہین دہر مین کسیکا کوئی		بیگانہ ہے خلق اور یگانہ تو ہے
	دیگر	
ہر شے مین کمال کبریا کو پایا		شہ رگ سے قریب تر خدا کو پایا
بیمثل و نظیر ذات مطلق دیکھی		اور بعد خدا کے مصطفےٰ کو پایا
	دیگر	
ہو کس سے ثنائے شاہِ لولاک		عاجز ہین بشر کی فہم و ادراک
اللہ کے قول پر ہے اتمامِ کلام		لولاک لما خلقتِ الافلاک

دیگر

صد شکر کہ آدمی بنایا تو نے
ہستی مین عدم سے لا بٹھایا تو نے
تلخی و خوشی و عیش اندوہ و ملال
دکھیا وہ نظر سے جو دکھایا تو نے

دیگر

کب لاؤنعم کا ہم کو مقدور ہوا
وہ تو نے کیا تجھے جو منظور ہوا
جس بارکشی سے ہین فرشتے معذور
انسان ضعیف اوسپہ مامور ہوا

دیگر

تسام ازل نے جو بنائی تکلیف
خاصان خدا نے وہ اوٹھائی تکلیس
دنیا کی ہر اک شے کو دیکھا بے اصل
ایک دولت بے زوال پائی تکلیف

دیگر

جو کچھ ہے کیا کیا خدایا تو نے
خالی نہین ہے جو بنایا تو نے
شایان ہے تجھی کو کبریائی تیری
ناچیز کو چیز کر دکھایا تو نے

دیگر

حکمت ہے نہین خلاف قدرت تیری
دوزخ بھی تیری ہے اور جنت تیری
کچھ اس سے نہ مدعا نہ اوسکا شکوہ
راضی برضا ہون مشیت تیری

دیگر

یارب غم و رنج ہین عنایت تیری
بندہ ہون تیرا یہ سب ہے دولت تیری
تو نے مجھے دی ہے اور تو ہی لی لی
کیا منہ ہے کہ کر سکون شکایت تیری

دیگر

یارب مجھے فرض ہے عبادت تیری
کچھ مجھسے ادا ہوئی نہ طاعت تیری
کیا کچھ نہ جہانین تو نے بخشا مجھکو
افسوس ہوئی نہ قدرِ نعمت تیری

دیگر

مکار ہین جتنے لمبی ڈاڑھی والے
قصاب ہین یہ چھری کٹاری والے
ہے ریش دراز اک دغا کی ٹٹی
کرتی ہین شکار خوب جھاڑی والے

دیگر

عابد ہو فقیہہ ہو گدا ہو یا شاہ
کرتی ہے ہر ایک کو یہ متبہ گمراہ
صد شور ہر ویک عوس زالِ دنیا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

یہ اصل سے ہے خطا کی امید
نیکی کی امید ہے بدی کی امید
کرتی ہین حلال یہ اوسیکو پہلے
رکھتا ہو جو اوسنے دوستی کی امید

دیگر

انسان نہ بخیل کے کبھی ہمسایہ ہے
سایہ سے جہانتک کہ بچا جاے بچے
اپنے پہ ہو ش ون جو پا جائے رسوخ
سچ ہے کہ خدا گنجے کو ناخون ندے

تخمیس بر غزل مولانا محمد خان قتیبی

جندا جانِ جہان نازش عالی نسبی
غیورش حسن نہان مظہر سر عجبی
آب و رنگ چمنِ ہاشمی و مطلبی
مرجبا سید کی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اللہ اللہ رے اے عشق تری بوالعجبی
لے اوڑی حسن کو خود حسن کی شہرت طلبی
گفتگو وحدت وکثرت مین ہر اب بزادبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ گر کسکے کرشمے سے ہوئی دیر وحرم
کسکی آئینہ طلعت ہین حدوث اور قدم
تجھ سوا کون ہی اے چشم وچراغ عالم
من بدیل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

مرحبا شوخیِ نیرنگِ جمالِ اکبر
ہے ادہر نقش حدوث اور ادہر رنگ قدم
ہر دو عالم مین دکہایا غرض اپنا عالم
من بدیل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

بنگئی ہے میری اعمال سے کیا کچھ مجہپر
جادہ جادہ ہی دم تیغ کہ ہر جاؤن کدہر
نگہ لطف سوا کوئی نہین جاے مفر
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی ومطلبی

آرزومند ہین طوبی وبہشت وکوثر
کہ تیری یک نگہ لطف وکرم ہو ہمپر
زمزمہ سنج ہے ہر حور بہشت انور
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی ومطلبی

ملے کیسے تو ذہن ایکدم مین بعزم گلگشت
اول گلشن فردوس سے لیکر ناہشت
عرش اعظم سے تیری توسن چالاک کا دشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

یان نہ اب موسیٰ عمران ہیں نہ ایمن ہے نہ دشت
عیسیٰ و چرخ چہارم نہ بہفتم ہر ہشت
ہے مقام فدلی یہ حدیث گلگشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقاسیکہ رسیدی زدہ ہیچ نبی

ہوگی جب گرمی ہنگامۂ محشر بیتاب
آپ کے عرض سرا ہونگر رفیع الدرجات
اے سراپا کرم وجود و سخا و برکات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ہی آب حیات

رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

حامی کشتی امت ہے تو اے خضر نجات
تیرے صدقے خطا ہائے من و ہمچو منات
ستگاری ہو جو محشر میں تو ہی تازہ برات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ہی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

ہے تیری ذات شہا چشمۂ جود و اکرام
تلمذ کان ضلالت ہی ہے شیرین کام
تلزم رحمت باری سے تو اے شاہ انام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

شد ازاں شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

زہت بین قدم سے تیری اے رحمت عام
تر و تازہ چمن قدس و ریاض ایام
کیا دم صبح ازل تھا سحر روز قیام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

شد ازاں شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

خاک سے پہلے تیرا نور ہوا جلوہ فزا
جوہر نور کجا و جسد خاک کجا
ذرہ و مہر میں ہے فاصلہ ارض و سما
نسبتے نیست بذات تو نبی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

دو کہکشاں ہے قدم تیرے عرش اعظم
شاد ہیں مدح نگاری سے تری لوح و قلم

زمزمہ لب پہ ہے ہر حین و بشر کہ ہر دم | نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بزادبی

دیکھنا لاف زنی اور میرا رد دے درم | کیا کہا تم نے کہا ہے غضب وائے ستم
سر بخجالت سے گریبان مین فرو ہی ہر دم | نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوے تو شد بزادبی

ہوتی آئی ہے کہ شاہان جہان کی منشور | باقی رہتی ہین اشاعت بزبان دستور
تھی مشیت مین مگر حرمت یثرب منظور | ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

مظہر لطف خدا نور خدا شان خدا | ہون ثنا سنج ترا اسکے سوا اور مین کیا
یا رسول مدنی صلے علی صلے علی | نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
برتراز آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

راحت قلب حزین دارو ئی درد جگری | دردمندانہ شفا بخشے ظہیر و قدسی
یا معین الضعفا مدد بدی خذ بدی | سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی
آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبی

تخمیس بر غزل مولا محمد صدرالدین خانصاحب بہادر مرحوم صدرالصدور دہلی متخلص بہ آزردہ

تردد ہے گر زہد کے باب مین | ملا آب زمزم مئے ناب مین
تکلف ہے کیا بزم احباب مین | پلا ساقیا مے خنک آب مین

کہ تہمتی نہین تو بہ مہتاب مین

سلامت اگر چشم بیخواب ہے | تو یہ خاکدان نذر سیلاب ہے
مصیبت مین کیا جان بیتاب ہے | ان آنکھو نے پنجاب ہفت آب ہے

بڑے ہے اور دو بحر پنجاب مین

یہ ہین حسن و الفت کے راز و نیاز | ہوئی محو یکدم نشیب و فراز
سجود خدا مین بھی آئے نہ باز | گیا دین کیا حضور نماز

وہ یاد آئے ابر و محراب مین

الٰہی عدو جس سے شرمائی دے | الٰہی جہان جس سے گھبرائی دے
الٰہی زمین جس سے تھرائی دے | الٰہی فلک جس سے پھٹ جائی دے

وہ تاثیر آہ جگر تاب مین

نپائے جہان مین سراغ ابر کا | نہ سرسبز ہرگز ہو باغ ابر کا
نہ لبریز ہو پھر آیاغ ابر کا | نہو آسمان پر دماغ ابر کا

جو ہمت ہو کچھ چشم پر آب مین

تغیر ہوا بیٹھے زمانہین کب | دگرگون ہوا حال دوران جو اب
فلک نے دکھایا یہ کیسا غضب | وہ عریان ہین سر امین ہی جنکی شب

گذرتی سمور اور سنجاب مین

لگاتا ہے گر ہاتھ پورا لگا | کہ حاصل ہو بسمل کو لذت ذرا
نہین ہے جو سوزش تو پھر لطف کیا | ملے کچھ تو زخم جگر کا مزا

بجھا کر رکھا تیغ زہراب مین

جو ہون ایک جا مصطفےٰ خانے پہ | سنون ہم جدا مصطفےٰ خانے پہ
کہان آشنا مصطفےٰ خانے پہ | خدایا ملا مصطفےٰ خانے پہ

وہی ایک باقی ہین احباب مین

کسیکے کہے کوئی کیا دل کا حال | کہ بیدرد کیا جانے گھائل کا حال
جو پوچھو تو بسمل سے بسمل کا حال | کہون باغبان کیا عنادل کا حال

کہ سنکر رہیگا نہ تو تاب مین

برونگی نہ جانون پہ بجلی گری | نہ ان آسمانون پہ بجلی گری
کہ ہم بیزبانون پہ بجلی گری | بلند آشیانون پہ بجلی گری

جو نیچی تھے ڈوبی وہ سیلاب مین

ظہیر آج بیتاب ہین دل جگر | گیا شوق پابوس حد سے گذر
تلطف کی شاید ہوئی ہو نظر | نہ آے ہون آزردہ لینا خبر

پڑی دھوم یہ سارے پنجاب مین

تخمیس بر غزل حضور پر نور ناظم بینظیر ناثر بیمثال حضور امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخانصاحب بہادر صولت جنگ جی سی - آئی - اسی فرمانروائے اٹونک دام اقبالہ

ترنم ریز غان خوش الحان ہوتی جاتی ہین | نواسنجان گلشن تہنیت خوان ہوتی جاتی ہین
چمن شور و عنادل سے پر افغان ہوتی جاتی ہین | خزان کر پرزے چہرے سب گریبان ہوتی جاتی ہین

گل و غنچہ جمن میں جیب دامان ہوتی جاتی ہیں

جنوں کا جوش ہے وحشت کے سامان ہوتے جاتی ہیں
ہمیم پیرایۂ بسط دست و دامان ہوتے جاتی ہیں
کمیں تار رفو تار گریبان ہوتے جاتی ہیں
بہار آئی ہے ہر تازہ خیابان ہوتے جاتی ہیں

مطرا سبزہ و گل سے گلستان ہوتے جاتی ہیں

نوید وصل ہے عشرت کے سامان ہوتے جاتی ہیں
وداع غم ہے رخصت بخ حرمان ہوتی جاتی ہیں
فراہم ساز و برگ خورمیان ہوتی جاتی ہیں
اثر اب آہ کے ایدل نمایان ہوتی جاتی ہیں

جفا سے اپنے دلمیں وہ پشیمان ہوتی جاتی ہیں

ہوا ہے سوز غم سے سینہ اپنا صورت گلشن
ہوائی فصل گل ہے اور اُس آتش پہ دامن زن
گل داغ کہن کھل کھل کے دکھلانے لگے ہیں
نہ مٹ جا بہار گلستان اسی غیرت گلشن

ہمارے داغہائے دل گلستان ہوتی جاتی ہیں

یہ انداز ستم تو کچھ نرالے ہیں زمانے سے
جفا عاشق پہ تم کرتے ہو ہر حیلے بہانے سے
دل برہم شدہ کی کیا تمہیں حاصل ستانے سے
سنوارو آگے آئینہ کو رکھکر انکو شانے سے

ہوا سے بال گیسو کے پریشان ہوتی جاتی ہیں

نہیں وہ بینی بینی بوگل و نسرین کی خرمن میں
نہ وہ رنگت ہے رنگت میں نہ وہ جوبن ہے جوبن میں
اثر الماس ریزی کا ہے اب بلبل کی شیون میں
وہ رشک گل ہے گر گلگشت کو آتا ہے گلشن میں

وہ فرط شرم سے گل چاک دامان ہوتے جاتی ہیں

پڑی ہے اوس گلشن پر بہار روئے خنداں نے
خجل الماس و گوہر ہیں صفای آب دندانے
لب جاں بخش نے پھیلی ہے رنگین رنگ مرجانے
فزوں تر اور بھی حسرت ہوئی ہے سرخیے پانے

لب رنگین تیرے لعل بدخشان ہوتی جاتی ہیں

تمہارے شعلۂ رخسار سے گلشن بھڑک اٹھا | ہر ایک نخلِ گلستاں ہے پیرہن کا
بیانِ آتشِ نمرود کیا اور آتشِ گل کیا | جلایا آتشِ رشکِ قد موزون نے کیا کیا
صنوبر باغ کے سر پر چراغاں ہوتی جاتی ہیں

ظہیر اپنا عمل ہی کیوں نہ حضرتِ کہن پر ہو | سخن ہی وہ کہ ریو رنگ سے عاری سراسر ہو
بیان واقعی ہو فرق اسمن ہو تو کیونکر ہو | دلِ شوریدہ کیونکر اے خلیل اپنا نہ مضطر ہو
ہوا سے یار کے گیسو پریشاں ہوتی جاتی ہیں

قصاید

قصیدہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدۂ اول در حمد و ثنای حضرت خداوند عزوجل و نعت حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مناقب آلہ الاطہار و مدح اصحاب کبار سلام اللہ علیہم اجمعین

زہے کراستِ توحید ایزدِ غفار | زبانِ خامۂ معجز رقم ہے گوہر بار

مہین و ملک وقادر و رؤف و رحیم | نصیر و ناصر و دیّان و واحد القہار
مصور و صمد و ذوالجلال والجبروت | محی و مالک و دارا و داور داور
خدائے برتر و برحق ہری زچون و چرا | بصیر و سامع و رحمن و راحم و ستار
قوی و قادر و قیوم و لاشریک لہٗ | دلیل و ہادی و برہان خالق الجبار
غنی و باسط و منان و خالق سبحان | خدائے جان و جہانبان و مالک مختار
وہ نقش بند بدایع نگار جسکے ہین | نکات خامۂ قدرت فوائد و سیار
وہ بادشاہ کہ فرمانروا ہے بردستور | وہ کبریا کہ کسیکی نہین مدد در کار
وہ حکمران کہ مقضائے قدر ہین فرمان بر | وہ تاجور کہ ازل اور ابد کا ہے مختار
وہ بادشاہ کہ جسکا نہین مشیر و ندیم | وہ بے مشیر نہین جسکو مشورہ درکار
وہ ذوالجلال کہ ہے حکمران کن فیکون | وہ کردگار کہ بے کارکن ہے کارپرار
وہ بے نیاز کہ جسکا کرشمۂ قدرت | نیاز عاشق و ناز بتان لالہ عذار
وہ کبریا جسے شایان ہے کبریا و منی | وہ ذوالجلال کہ معبود کافر و دیندار
وہ بادشاہ کہ جسکے گدا غنا صیہ سا | سپہر و مہر و نجوم و ثوابت و سیار
وہ دستگیر کہ جسکا جہان ہے دست نگر | اور اوسکے فیض کے محتاج ہین صغار و کبار
وہ حکمران کہ فقط حکم کن کی ہو قرنہی | جہان و کرسی و لوح و قلم ہوئے تیار
نقش طراز نگار جہان بوقلمون | زہی نگارش تحریر کلک صنع نگار
نہ اوسکے کام مین کچھ پیشکار کی حاجت | نہ اوسکی کارگذاری مین دخل کارگذار
نہ اوسکے دست کو درکار آلۂ تعمیر | نہ اوسکے قصر عمارت مین حاجت معمار
وہ اوستاد کہ جسنے بطور قدرت سے | بلند سقف فلک کو کیا ہے بے دیوار

نہ او سکے حرف پہ جا دانا دِل انگشت — نہ او سکی قدرتِ کامل مین عقل وفہم کو بار

حکیم اور وہ ایجاد آفرین جسنے — کیا بخار سے قایم یہ گنبدِ دوار

کیا بروج سے زیبا سپہرِ نہ طارم — کیا زمین کو محصور آبگینہ حصار

بخار آب سے پیدا کیا سپہر بریں — دیا زمین کو بالاے موجِ آب قرار

بچھایا خاک پہ حکمت سے فرش بوقلمون — کیا سپہر کو انجم سے مطلع انوار

جو او سکی قدرتِ نیرنگ کا ریا نہو — ابھی یہ کارگہِ بے ستون ہو مسمار

نہ صلب سنگ سے پیدا ہوا لآتش رنگ — صدف کے بطن سے نکلی نہ گوہرِ شہوار

وہ بادشاہ کہ جسکا سریر عرش مجید — وہ بادشاہ کہ جسکا قلم ہی نامہ نگار

وہ بادشاہ کہ جسکا پیامبر ہو رسول — رسول وہ کہ رسولونکا سرور وسردار

بہین خلیفہ عالم محمدِ عربی — حبیب خالق کونین احمدِ مختار

اصول عالم ایجاد سید لولاک — شفیع روزِ قیامت قسیم جنت وتار

ظہور نور مجرد نتیجۂ ایجاد — شہود جلوۂ مستور مظہر الانوار

چراغ میزب دلطجی امام جلد رسل — امین سر حقیقت امانِ روز شمار

یگان گوہرِ دریاے رحمت سبحان — نگین خاتم کونین مخزنِ اسرار

فروغ عرش مبین زیب مسند توسین — سوار عرصۂ اوحی شہ براق سوار

حبیب خالق کونین سرور دارین — کہ انبیا رسلف کا ہی قافلہ سالار

وہ مقتدا کہ ملائک ہین مقتدی جسکے — وہ پیشکار کہ پیشینیان ہین پیروکار

رکھی عدم سے نہ ملکِ قدم مین گروہ قدم — کیلے حدوث وقدم کا نہ حال کچھ نہار

نہ صلب نوح مین گر ہو وہ گوہر یکتا — تو غرقِ کشتی نوح بھی ہو سو سو بار

اگر وہ خلقتِ عالم کا ہو نہ پشت پناہ — تو آفرینشِ آدم کبھی ہو نہ زنہار
گر اوسکا نور جہانگیر آب پاش نہو — نہو وہ آتشِ سوزان خلیل پر گلزار
مفخر اوسکی قدم سے ہے ساحتِ افلاک — منور اُسکے سبب سے ہے گنبدِ دوار
وہ برق نور جو موسیٰ نے طور پر دیکھی — اوسیکا جزو ہے ضیا ہے جبین پُر انوار
جو ذات پاک نہ باعث ہو آفرینش کی — جہان کتم عدم سے نہ خلق ہوتے زنہار
فروغ گوہرِ آدم شرافتِ حوا — امام سجدۂ ابرار آلہ الا طہار
وہ آل پاک رسول خدا جنابِ بتول — ازل سے جنت و کوثر کی مالک و مختار
بتول پاک جگر گوشۂ رسول کریم — کہ نور عین کیمراہ حق ہین جسنے نثار
وہ نور عین تہی یعنے حضرتِ سبطین — دلِ بتول و جوانانِ خلد کی سردار
شہید جادۂ تسلیم سید الشہدا — کہ جد پاک ہین دونونکے سید ابرار
شمے سریر رسالت مہ فلک حرگاہ — وہ بارگاہ کہ رکن رکین ہین جسکے چار
چراغ بزم رشادت خلیفۂ اول — مشیر خاص ندیم و وزیر عاشق و یار
وہ کون یعنی ابوبکر دستدارِ رسول — وہ کون حضرتِ صدیق صادق الاقرار
نکو خصال دنکو و آتش دنکو منظر — ستودہ کار ستودہ عمل ستودہ شعار
یہ عدل و داد ہے اوسکی مان نصفت مین — کہ مال و زر مین برابر ہین پوز و روا
ز بسکہ ہیچ سمجھتا ہے مال دنیا کو — نظر مین اوسکی نہین قدر درہم و دینار
وہ سعی و جہد ہے راہ جہاد مین اوسکی — کہ چھپتے پھرتے ہین گو شونمین مشرک کفار
دیا رواج ہے وہ سنت پیمبر کو — کہ زہد و ورع کی ہر سو ہے گرمی بازار
یہ اجتناب نے اوسکی رواج پایا ہے — ہوئی ہے فاسق و فاجر کو زندگی دشوار

اور اونکے بعد خلافت ہین حضرت فاروق سے — عمر خلیفہ دوئیم مخالفِ اشرار
خدا یوشکر اسلام رائج بسنت — معین اہل جماعت معاونِ انصار
کیا وہ صاف عدالت سے حق و باطل کو — کہ زید و بکر مین ہر عمر ہر نو تکرار
منیب لشکر اسلام سے زمانہ مین — ہر ایک موبد ترسا ہے زاہد دیندار
یہ خوف ہے کہ مبدل ہوا ہر ند سے کفر — بنا ہے رشتۂ تسبیح رشتۂ زنار
وہ جنگجو کہ کیا اک جہان کو زیر و زبر — کہ اوسنے فتح کئے ہین جزائر و امصار
لیا ہے اوسنے زمانیکے خشک و تر سے خراج — کہ اوسکے قبضہ مین ہین کل جہاد کشتیِ بحار
سیم وزیر پیمبر امیر ذوالنورین — کہ جسکا غلبۂ عالی ہے مشرق انوار
وہ کون حضرت عثمان خلیفۂ ثالث — غنی و باذل و جواد و سرور و سردار
وہ وہ غنی ہے تونگر مین جسکی ست نگر — کہ بے زر و نکو کیا جنے و قتاً زر دار
وہ وہ غنی ہے ہمہ عمر جسکے سایل نے — سنا زبانسے اوسکے نہ کلمۂ انکار
سخا و بذل مین حاتم کو اُس سے کیا نسبت — کہ ری گر ایک طلب اس سے وہ دہ ایک ہزار
خدائے بخشی ہے اُسکو وہ ہمت عالی — کہ اوسکو لاؤ نعم سے نہین ہے کچھ سروکار
چہارم ابن عم مصطفےٰ امام ہدیٰ — قسیم کوثر و تسنیم حیدر کرار
ابوالحسنین شہ دلدل سوار زوج بتول — اخی و ہمدم و داماد احمد مختار
کنندہ در خیبر در ندہ اژدر — علی ولی اسد اللہ قاتلِ کفار
شہِ سریر خلافت خلیفۂ برحق — اخی و قوت بازوے سید ابرار
وہ مرتضیٰ کہ جو سویا نبی کی بستر پر — کیا نہ جان گرامی کا پاس کچھ زنہار
وہ مرتضیٰ کہ کہین جسکو لمحک لحمی — زبانِ پاک و مبارک سے احمد مختار

وہ مرتضیٰ کہ طریق ہیں شہود و عرفا نہیں — سبک روانِ طریقت کا قافلہ سالار
وہ مرتضیٰ کہ رہِ حق ہیں دیدیا خود کو — وہ مرتضیٰ کہ دل و جاں نبی پہ نثار
وہ مرتضیٰ کہ دمِ جنگ جسکی تیغ کی آنچ — مخالفانِ نبی کے لئے عذاب النار
وہ بوتراب کہ حمزہ ہے جسکا عمِ بزرگ — وہ بوتراب اخی جسکا جعفرِ طیار
وہ بوتراب کہ دوشِ رسول پر چڑھکر — بنائے کفر کو کعبہ سے کر دیا مسمار
ابوتراب شہ ذوالفقار تابِ علوم — خدا کا شیر یداللہ صفدرِ جرار
وہ بوتراب کہ جسکا ہے مولد و مشہد — حریمِ خاص خداوند واحد القہار
ظہیر کیا مجھے یاد آیا مطلعِ استاد — زہے کرامتِ مداحِ حیدرِ کرار

علی سے کیونکہ ہو زیرِ شکرِ کفار
علی سے ہے شکل علی اور علی سے ہے حرفِ جار

یہ التماس ہے خدمت ہیں یا رسول کریم — گدا ہے در پہ ہوں ترا اور غلام مدح نگار
ترا کمینہ نگاہِ غلاط ہیں تو حقیر و ذلیل — شہنشاہا تیری امداد ہے مجھے درکار
ندی کسینے جہاں ہیں میری کمال کی داد — غضب ہے مجھکو نہ سمجھا کسینے آدم کار
مٹا دیا میری نکبت نے میرے جوہر کو — رکھا زمانہ نا سازنے ہمیشہ خوار
گلہ نہیں مجھے اپنی شکستہ حالی کا — کریگا قدر میری کیا زمانۂ غدار
بجا ہے ناز میرا جسقدر ہو مجھ میں نیازمند — روا ہے فخر مجھے جسقدر کروں اظہار
مری نگاہ میں ہے ہیچ زر و دنیا — کہ مجھکو دولتِ الفقر سے ہے شان و وقار
کہاں سے سلسلہ میرا ہے کون ہیں آبا — غلام خاص ہوں کرشن کا کسکا یچ نگار
ظہیر وقتِ مناجات ہے نہ وقتِ گلہ — دمِ گلہ ہے کہ یہ وقت توبہ استغفار

ہزار توبہ بدرگاہ قاضی الحاجات — ہزار کردۂ ناکردنی سے استغفار
شہنشہا الملکا داورا خداوندا — سوا تری نہیں کوئی معاون وغفار
نہیں ہے کچھ تری رحمت کا اسم حرج حساب — نہیں ہے کچھ میری ترا دامنی کا حصول شمار
الٰہی تیری رضا کا کیا نہیں کچھ کام — گناہگار وسیہ روہوں عاجز وناچار
مرے گناہ کو کر عفو ای غفور رحیم — بحق سید ابرار وآلہ الاطہار
تری جناب سے اب مغفرت کا خواہاں ہوں — مرے گناہ کو کر عفو ای مرے غفار
غرض نہیں ہے مجھے کچھ بہشت ودوزخ سے — تری رضا پہ ہوں راضی ہیں آپ مرے مختار

قصیدہ دوم

قصیدہ دویم در تہنیت تقریب جشن جوبلی شہنشاہِ دوران فرمانروائے ہندوستان وانگلستان بخشندۂ تاج ودیہیم ستاندۂ ہفت اقلیم سلطان بنت سلطان خاقان بنت خاقان اعنی حضور ملکہ معظمہ مخدومہ مکرمہ جہان قیصرہ ہندوستان شہنشاہ انگلستان ملکہ کوئین وکٹوریہ اورنگ آرای سریر جہانبانی مربع نشین صدر سلطانی ادام اللہ اقبالہا وضاعف اجلالہا

کہو لوگو ہر تماشا چشم انجم آسمان — آج ہے تقریب جشنِ قیصرِ ہندوستان

آج ہے اہل جہانکو مژدۂ عیش ہو سو — آج ہے مفتوح باب ہمت مشکلِ جہان
وہ درِ عالی کہ ہو رفعت مین کیوان سے بلند — وہ درِ عالی کہ ہو شوکت مین ہفتم آسمان
وہ درِ عالی کہ جسکا نام ہو بابِ کرم — وہ درِ عالی کہ ہو امید گاہِ بیکسان
آج اوس درسے کھلے ہین عقدۂ امید خلق — آج ہین مفتوح باب رحمتِ حق بیگمان
جانتا ہو تو کہ ہو کس کاخ کا وہ بابِ فیض — جانتا ہو تو کہ ہو کس قصر کا وہ آستان
خاک ہو جس آستانکی سرمۂ اہل نظر — ہے زمین جس آستانکی آسمانکا آسمان
کاخ وہ جس تک نہین وہم رسا کو دسترس — قصر وہ جسپر نہ پہنچے طائرِ عقل و گمان
رفعتون مین حوصلے عالی ہمم کے پست ہین — ہو مکین کی ہمت عالی یہ خود نازان مکان
سرفرازونکے لئے افتادہ کے لئے پر حضور — اسلئے ہو سایہ افگن بر سرِ اہل جہان
لیکہ ہو سایہ بھی اُسکا اوج سے گذرا ہوا — ہو بھی اور ممکن نہین مثلِ مکانِ لامکان
ہو اگر پایمین تو ہان پایمین سقف عرش ہے — ہے اگر بالا تو ہے بالائے قصرِ آسمان
قصر کیا رفعت مین ہو ہفت آسمانکے پلہ بلند — قصر کیا وسعت مین ہے یکجا جہانِ صیحجان
خلد ہو روئے زمین پر از رہِ ناز و نعم — آسمانِ حسن و خوبی ہے ز بہرِ آسمان
ہین صفا سے موجۂ آبِ گہر دیوار و در — یا بیاضِ صبح صادق جلوہ آرا ہو مکان
ہو سراپا چشمۂ آبِ لطافت موجزن — یا محیطِ قصر ہے نورِ نگاہِ مردمان
ہے سفیدی مین بیاضِ دیدۂ اہلِ نظر — شبکلہ ہوتا ہو طلوعِ صبح صادق کا گمان
باعثِ حسنِ صفا نقشِ زمین سے پایۂ نگاہ — ہو لطافت سے لطافت جلوہ آرا ہے مکان
جھک گیا ہو آسمان ہر سلام پر پیشِ طاق — ہو خم محراب ایوان ہو بشکلِ ماہِ نو
لیکہ ہو محراب ایوان ہو بشکلِ ماہِ نو — ایک طلعت سے ہین طالع صد ہلالِ آسمان

سایۂ عکس نظر دکھلا رہا ہی دہو چھپا پنو
رنگ آمیزی ہین ہے ہر رنگ عذار گلرخان

یہ بلورین قصر رشک پیکر ارژنگ ہے
بلکہ نقش اختر نیرنگ ساز آسمان

جلوہ گر ہی اک نگارین پیکر پروین پرند
اب کہلی معنی نقش نقشبند کن فکان

ہر ستون مانند عہد باوفا صاف و متین
نازک و شفاف مثل ساعد سیمین بتان

ہی عجب صحن محل مین کچھ فضا ہی دلکشا
ہر دل پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ مثل غنچہ بیسان

ہر خم محراب دالان یون شکن اندر شکن
تاب گیسو طرح زیب جبین گلرخان

کر رہی ہی ہر بیان نگاہ نازنینان رفت و رو
ہر دل صافی صفت گرد کدورت دل نشان

بسکہ ہر ہر گام پر نور نظر ہے جلوہ ریز
جادہ جادہ کہکشان صحن زمین ہے آسمان

روشنی کچھ اسقدر ہی جا بجا اور فانوس کی
ہو گئی شام غریبان صبح وصل دیدلان

عکس افگن یون کرن ہین آویزہ ہا ے رنگ رنگ
قصر بلورین پہ ہے قصر حباب کا گمان

جا بجا ہین بلور کی ہین لالہ ہای لال فام
برگ ہین برگ زبرجد شاخ مرجان شکنان

ہر شجر بلور کا رشک نہال طوبی ہے
یا فروزان ہی ثریا زیر سقف آسمان

ہانڈیان فیروزہ گون فانوس ہین یا خوشہ ہا
لعل گون گیلاس ہین یا لمس گون مرجان ہا

وسعت آئینہ ہی حیران ہون آخر کیا لکہون
ثمر دی جو خرد دی وہ بھی کلان ہی ہے کلان

خود گر ہی پڑتی ہین کہلکر پردہ ہا ی رنگ رنگ
بسکہ ہی لعل و گہر کا گوش پر بار گران

سو تو نکی جلو مین فرش زمین ہونیکو ہین
دست گوہر بایش شہ کو دیکہکر گوہر فشان

ہے ہمارا آبگینہ شمع محفل کی لئے
تا نہ اس بزم مین پروانیکی ہی کا زیان

فرش ایوانکی لطافت پر بچھا جاتا ہی دل
بسکہ ہی رنگین بسان رنگ طبع نکتہ دان

قاقم و سنجاب و دیبا ہی بجا ے گرد پوش
فرش یا اندازہ مین خز و حریر و پرنیان

شرم آتی ہی یہان رکھتی ہو دیا سے نگاہ — بسکہ ہین نگہاے قالین فرش چشم گلرخان
صرف آرایش ہوئی اس قصر مین لعل گہر — آج برآئی تمناے دل دریا و کان
ہین اگر قصر جواہر آسمان پر جلوہ گر — یان زمین پر قصر گوہر ہی یہ بلورین مکان
جسکے ہی مین قدم سے یہ محل قصر بہشت — جس مکین کی شان سے یہ مکان عالی مکان
زیب اور رنگ جہان بانی ہی وہ کیوان سریر — پائی رفعت اس محل کا ہی بفرق فرقدان
آج اس قصر معلی کا فلک پر ہی دماغ — قصر ہی قصر فریدون شاہ ہی شاہجہان
آج ہی جشن جلوس داور جمشید فر — جشن ہی جشن سکندر منجب ہے بخت کیان
خسرو اقلیم یورپ بادشاہ انگلینڈ — جمع اہل جہان شاہنشہ شاہنشہان
صدر اقلیم قرنگستان کوین وکٹوریہ — تاج بخش تا جداران قیصر ہند و شان
آج ہین مفتح روی خلق پر ابواب فیض — آج رشک خلد ہی یہ روضہ جنت نشان
آج دربار معلے مین ہی سبکو بار عام — آج برآئی تمناے دل خرد و کلان
آج طغیانی پہ ہی بحر کف دریا نوال — آج ہے بارندگی پر ابر دست دوفشان
آج ہین صرف کرم معمورہ ہاے سیم و زر — آج ہین وقف ستم لعل و در و دریا و کان
مشکل چشم آزوہاے خزاین بازہین — ہی صلاے خوان یغما بہر گنج شایگان
آج وہ دن ہی کہ نوبین تلون مثل کلیم — آج وہ دن ہی کہ پر ہو لعل و گوہر سے دامان
بخشش سیم و طلا سے ہی رعیت شاد کام — تمت انعام خلعت سے ملازم شاد مان
ہی عطاے شاہ سے شاہ و گدا از رفعت پوشان — غرق بحر سیم و زر ہین ہر کہان و مہ مہان
ایک جانب سر بسر شہزادہ آنا مدار — ایک سو جملہ وزیران و صفیران جہان
ایک سو کرسی رکین و دولتین عالیشین — ایک جانب حاذق و دوران اطبا زمان

ایک جانب ہمبران صد صد ملکت — ایک جانب کو وزیر کشور ہندوستان
رونق دربار یک سو سروران زرنجو — نیزہ باز و تیغ زن گردن زن گردنکشان
جوق جوق اہل قلم زرین قبا زرین کمر — خیل خیل اہل علم زرین لوا زرین نشان
ایک جانب فوج سرتنگان گروہ اندر گروہ — ایک سو اہل سواران ہمعنان اندر عنان
بر سر اجلاس ہو نوشابہ گردون سریر — جلوہ گر تخت سلیمان پر ہے بلقیس زمان
بانوی شیرین کنیز خسرو دریا نوال — داور دوشیزگی بخش سرور کشورستان
یک نگاہ مہر یزدان یک سپہر عدل و داد — یک جہان بذل و احسان یک سحاب فیض فشان
قیصر فغفور چاکر داور داور پناہ — سرور سرور نواز و بانوے کدبانوان
سرمۂ چشم تر و اوسکی خاک بارگاہ — سجدہ گاہ سرکشان دہر او سکا آستان
صولت گرز گران پیکر سرخوت شکن — سطوت تیغ دو دم گردن زنان گردنکشان
جوہر ادراک کشاف ضمیر ستر — طبع صافی چہرہ پرداز معانی دربیان
بار احسانسے ہی اُسکے پیر گردون پشت کوز — حلم سے اُسکے سبکتر کاہ سے کوہ گران
قاطع بنیان جور شایع صلح و سداد — بانی عدل و عدالت ثانی نوشیروان
باعث رفع خصومت ہے تر اوران عدل — پاسبان گلۂ بز غالہ ہے شیر ژیان
ہر نگاہ فیض مین کیفیت جرثقیل — کچھ سبکتر کاہ کاہیدہ سے ہے کوہ گران
کشت دل مین ہر مسرت کو تو ای نامہ — ہر نسیم خلق مین تیری خواص لکھنان
آبیاری گر کری تیری نسیم رحمت — ہو زمین شور مین نشو و نماے گلستان
دور عشرت مین ہے کوئی نہین کام عیش — ہے تری دشمن کو وصل گور عم جاودان
کیون نہ ہو آرایش گیتی کہ ہو دستور شاہ — داور عادل گورنر خسرو ہندوستان

بس مظہیر مدح خوان رنگین بیانی تا کجا	ہان ثنای شاہ کو در کار ہی السنی بیان
اب دعای شاہ پر کرا ختام تہنیت	ناگوار طبع نازک تا ہو طول بیان
یا الٰہی تا زمانے مین ہو قایم زمین	اور بالاے زمین جبتک ہو سقف آسمان
حکمران اہل جہان پر قایم و دایم رہے	خسرو قیصر لقب فرمانروہ ہندوستان

ہو مبارک شاہ کو یہ بزم جشن جوبلی
اور ہوا خواہان قیصر ہون ہمیشہ شادمان

ہو اللہ اکبر

قصیدہ سویم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت خداوند نعمت آقایی نامدار شہریار فلک اقتدار ناظم بیظیر نا بیمثال امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی - سی - آئی - اسی - فرمانروای دار الاسلام ٹونک خلد اللہ ملکہ

یہ کسکی سالگرہ کی خوشی ہے عالمگیر	کہ موج موج صبا ہی چمن چمن مین سفیر
نوید امن و امان عام ہے جہانکے لئے	مے نشاط سے مدہوش ہین صغیر و کبیر
زمانہ از سر نو اب ہے محو آرایش	بدل گئی ہے کواکب کی یک قلم تاثیر

نہ وہ عناد فلک سے نہ وہ فساد زمین | نہ وہ عجوزۂ دنیا نہ وہ زمانہ پیر
کچھہ اور رنگ جہان ہی کچھہ اور ناز و نعیم | قلیل رنج الم ہین نشاط و عیش کثیر
زمانہ عیش و طرب سے ہوا ہی مالا مال | نہال دولت شاد آسی ہین غنی و فقیر
لباس اہل دول کا سے جائہ زینت | گدا کا دلق گدائی سے خلعت کشمیر
بغل مین اہل چمن کی قبائے استبرق | ردائے سرو صنوبر سے پرنیان و حریر
نفس نفس سے ہے ہم آہنگ نغمۂ مثنوی | زبان زبان سے ہے ترنم سرا دم تقریر
ہر ایک نہال گلستان ہی غیرت طوبیٰ | ہر ایک نور بسر گلشن ہی لعبت کشمیر
یہ انبساط ہوا سے ہے باغ کا عالم | روش روش ہی چمن اور چمن بہشت نظیر
چمن مین ہی یہ عروسان باغ پر جوبن | کہ گل سے ہے شاہد رعنا تو غنچہ ہی تصویر
نہال آرزوے بیدلان ہین بار آور | کہلے ہین غنچۂ امید خاطر دلگیر
نوید سال گرہ کی سے ہے جشن اعظم ہے | در حضور پہ ہے مجمع صغیر و کبیر
ظہیر تو بھی وہین چلکے تہنیت خوان ہوا | کہ تا رہے نہ تجھے احتیاج شاہ و وزیر
وہ شہریار کرم شیوہ آفتاب اکلیل | مہ منیر امارت شہ سپہر سریر
سپہر مرتبہ نواب آفتاب کلاہ | پناہ اہل جہان شہریار کشور گیر
خلیل کعبۂ ایمان محمد ابراہیم | سمی اسم علی خان آسمان توقیر
سہیل کوکبہ فرمانروائے دولت ٹونک | وزیر ملک بہادر امیر ابن امیر
معین زہد و شریعت نصیر ملت و ملک | پناہ دین نبی سایۂ خدائے قدیر
بتاب نیر اقبال مملکت آرائے | بزور تیغ جہان تاب مہر عالمگیر
فروغ دودۂ آباد رونق اسلاف | جہان حکمت و فرہنگ و دانش پیر

سحاب جود و سخا و جہان بذل کرم
سپہر دولت و اقبال و حشمت و توقیر

پڑہون وہ مدح حضوری مین مطلع رنگین
کہ جسکے رنگ سے ہو جائے رنگ گل تغیر

اگر ہے تجھسے مشابہ تو کچھ تری تصویر
ترے سوا نہین ممکن ترا عدیل و نظیر

ترازمانِ عدالت ہے وہ نشاط افزا
کہ ہر خرابۂ دلمین ہے عیش کی تعمیر

ترے قدم سے وہ گلزار ہے ریاض تونک
کہ قریہ قریہ ہے ہم رنگ خطۂ کشمیر

تری نسق نے اٹھادی جہانسے رسم ستم
تو پنہ ناز کرین کیون نہ عاشق دلگیر

نگاہ تیز سے دیکھے جو سود دل شدگان
تو مشعلہ بنکے اوڑہی رنگ لعبت کشمیر

تری نہیب عدالت سے دود ہو سرتاپا
نگاہ گرم سے دیکھے جو شمع کو گلگیر

کچھ ایسے مورد قہر و عتاب ہین کش
کہ موج آسے ہے پای سرو مین زنجیر

وہ انتظام ترا ہے کہ شیخ چشمی پر
ملی ہے نرگس فتانکو وار کی تعذیر

ہنسے جو شور عنادل پہ گاہ غنچۂ گل
تو پاے شاخ مین موج صبا بنے زنجیر

ترا نہیب سیاست وہ ہے کہ خود صیاد
عوض مین تیر کی ہاتو نہین لے دل بخچیر

کسی کے نام سے ظالم ابھی دور کہنچے ہین
نہ آئے قوس کی خانہ مین ہو لکر بھی تیر

برائے خاطر مظلوم ہے ستم کی سزا
وگرنہ حلم سے تیرے گران نہین تقصیر

نسیم صبح طمانچہ جڑہی رخ گل پر
چمن مین شور عنادل ہو گر بلبل نفیر

تو نکو زلف کے کوڑی لگائے غیض مین
کسی پہ ناز و ادا کی اگر چلے شبہ

فرو ہے وقت غضب یون تو زبان نگاہ غیور
خجل ہو جرم سے جسطرح صاحب تقصیر

ترازمان عدالت وہ ہے کہ ملتی ہے
نگاہ شوخ بتانکو حجاب کی تعذیر

جلے اگر پر پروانہ بزم مین سر مو — تو حال شمع لگن رونے روتی ہو تحریر
مجال کیا دل عاشق چرائے دزد نگاہ — کہ دزد شمع کو ملتی ہے دار کی تعذیر
ترے نسق ہے جو مسدود ہے دل آزاری — سیاہ ہے خ زلف بتان بے تشہیر
تری نسیم کرم سے وہ آب یاری ہے — کہ دشت کوہ مین بوباس مین ہشت نظیر
عجب نہین ہے تر و تازگی عالم سے — کہ چھپے گلاب کی جا عطر مین گل تصویر
کبھی نہ کاغذ تصویر پر جیسے نقشہ — ق — صفوف جنگ مرقعہ مین گر کرین تحریر
عدو تو کیا ہو کہ ٹھہرے ترے مقابل مین — تری نگہ ہے اوڑھی رنگ پیکر تصویر
ذرا نہین تری تعمیل حکم سے فرصت — کہ ایک پاؤن ہے گردش مین ہے سپہر دیر
چڑھائے چرخ چنبر گردون ہر ایک ستارہ کو — گر ایک دم کی ہو تعمیل حکم مین تاخیر
ترے حسود کا نام و نشان مٹا نیکو — نگاہ قہر تری ہے مگر تری شمشیر
عطا کئی تجھے خالق نے ہین وہ دس اوصاف — نجوم سبعہ سموات جنکے عشر عشیر
سوائے ہمت عالی ہین اور کتنے وصف — دل حلیم و مزاج رحیم و خلق کثیر
کف کریم و نگاہ بلند و فہم رسا — دماغ روشن و طبع سلیم و رائے منیر
نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ — کہ جیسے سفر سے بنتا ہے عشر خط عشیر
تری حضور مین بہر نثار لایا ہے — نثار طراز ظہیر فقیر و زار و حقیر
وہ لعل ہائے مضامین و گوہر معنی — کہ بحر کا نہین بھی جسکا نہین عدیل و نظیر
تری ثنا کو ثنا گر بھی ہو تو ایسا ہو — کہ تو بھی آصف دوران ظہیر وقت ظہیر
عجب نہین تری دریا دلی کی شہرت سے — کہ بھر دی لعل و گہر سے دہان حرص فقیر
بس اب دعا پہ تری اختتام کرتا ہون — کہ تا گرانی خاطر نہو شمار کثیر

زمین پہ تا ہو خدایا سپہر مینائی | سر سپہر ہون تا حکمران نجوم منیر

جہان مین تو رہے قایم بحشمت و اقبال
خدائے جل و علی ہو تیرا معین و نصیر

قصیدہ چہارم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ حضرت بندگان عالی متعالے حضور پرنور رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

وقت ہے وقت کہ اے خاطر اندوہ مآب | حجلۂ شاہد مقصد سے اوٹھا دی جلباب

یک نظر خصت نظارہ تمنا ہے مجھ | یک جہان شوق بیان دولت فرصت کمیاب

تا کجا ضبط سخن مہر خموشی تا چند | خامشی اہل سخن کے لئے ہے سخت عذاب

اور کب تک رہین مستور عروس افکار | وقت آیا ہے کہ ہون باز طرب کے ابواب

بیمحابانہ ہو کیونکر عروس مضمون | چہرۂ شاہد مقصد سے اولٹ جائے نقاب

فیض سے مبدع فیاض کی کھلجا زبان | اور خلوت کدۂ دل سے سرک جا حجاب

ہا بمشافہ ہون اوادل کی زبانسے پیغام | بیمحابانہ ہون آپسمین سوال اور جواب

ہان دکھا طبع رسا جوہر ہر قطرے اپنے | ہان لٹا بحر زبان گوہر نایاب شتاب

چہرہ پر دار ہوا سے خامۂ اعجاز نگار
کھینچ تصویر خیالی کو کی بدست شباب

ہمہ تن ناز و کرشمہ ہمہ شوخی و ادا
ہمہ اغماض و تبختر ہمہ گلگین خشم و عتاب

یار عاشق کش و بیباک و حسین و طرار
مست و مغرور و جفا پیشہ و شوخ و بیتاب

نہ اوسے پاسِ مروت نہ طبیعت مین نگاہ
نہ ملائے وہ نگاہین نہ وہ دیکھو موہنے جواب

نہ عنایت نہ مروت نہ محبت نہ وفا
نہ اشارہ نہ تبسم نہ تکلم نہ خطاب

ناز و انداز سے ہو جلوہ نما وہ عیار
شوق دیدار مین ہون اہل نظارہ بیتاب

لاکے دکھلاؤن وہ اک شاہد عنا خیال
کہ نہو جسکا مرقعہ مین حسینونکے جواب

ہون مین وہ شاعر شیرین سخن و نغز بیان
نہ غزل مین میرا ثانی نہ قصیدہ مین جواب

بزم مین نغمۂ دلکش ہو میر اسحر حلال
رزم مین چامہ مرا و فخر جنگ سہراب

لب دریا جو طبیعت کی روانی دکھلاؤن
ابھی پابوس کو آئین مرے موج و گرداب

کوہ پر جاکے سناؤن جو کلام رنگین
پانی پانی ہو ابھی شرم سے لعل خوش آب

صحن گلشن مین اگر نغمہ سرا ہون جاکر
ساتھ بلبل کے گلستانمین اوڑھے رنگ گلاب

گر فسانہ میری شیرین سخنی کا چھڑ جاے
شحنہ حنظل بگس شہد کا بنجاے لعاب

مجھکو شایان سے اگر دیکھے نظیری سے نظیر
مجھکو زیبا ہی ملے گرچہ ظہوری کا خطاب

مجھکو واجب ہے کردن جتنی ستایش اپنی
خود ستائیکے سوا کیا ہین خوشیکے اسباب

ہے سمندر کی طرح سوز نہانی میرا
آگ مین اپنی ہوا آپ ہون جل جلکر کباب

ہائے ناقدری ایام نخوست آثار
وائے ناسازی تدویر سپہر دولاب

ہونکے دیتی ہی مجھے شعلہ بیانی میری
دے کہا ہی مجھے کیسا میری قسمت نے جواب

ورنہ مین اور سراسیمہ پھرون یون در در
اور اسطرح جھانمین میری مٹی ہو خراب

تو نے مارا مجھے اے ہمتِ جرأت فرسا
ہون بہت تنگ ترے ہاتھ سے اے خانہ خراب

حوصلہ چاہیے ہے تو ذرا سا نہو خانہ نشین
چل مرے ساتھ بتاتا ہون تجھے راہِ صواب

آجکل ملکِ دکن مین ہین فراہم یکسر
قدر دانِ سخن و اہلِ ہنر کے طلاب

وقت آیا ہے کہ ہو گرمیِ بازارِ سخن
قدر دان بیشتر و اہلِ سخن ہین کمیاب

سنکے یہ مژدۂ جان بخشِ مسرت انگیز
یاد آیا مجھے یہ مطلعِ برجستہ شتاب

وقت ہے وقت کہ ہین باز خوشی کے ابواب
خندۂ برق پہ ہے خندہ زنان موجِ شراب

مقدمِ بادِ بہاری سے جہان ہے سرسبز
باغِ دنیا مین چمن زار ہر اک نقش سراب

لہلہاتے ہین چمن سے شجرِ خشک کشال
نقشِ خاکستر صحرا ہی حباب و گرداب

قوتِ روحِ نباتی سے گل انگیز ہی خاک
سنگ سے جا بی شرار اور کھٹکتا ہی گلاب

جوشِ تفریح سے تاثیر ہوا پر ہے گمان
کہ پر و بال نکالے نہ کہین مرغِ کباب

ہو کے بالیدہ ابھی زلفِ بتانِ سیمبر دراز
وہی اگر موجِ صبا گیسوئے سنبل کو نہ تاب

خاک کے جسم مین ہی روحِ نباتی پرجوش
جوش مین نشو کے اطفال نگون فرقِ بتاب

دیدۂ نرگسِ شہلا کی سوی تاک ہے تاک
ساغرِ لالۂ حمرا مین چھلکتی ہے شراب

کیا تعجب ہے کہ سرسبز ہو اب شاخِ گوزن
کیا تعجب ہے گلِ شمع اگر ہو شاداب

دودِ گلخن گہر افشان صفتِ ابرِ مطیر
بحرِ مواج نمط ریگِ رواں ہی سیلاب

کثرتِ لالہ خودرو سے گلستان کہسار
آبیاریِ رطوبت سے بیابان شاداب

جھومتی پھرتی ہے مستانہ روش بادِ بہار
مستیِ عیش و مسرت کی نہ حد ہے نہ حساب

جوش روئیدگی سبزہ سے کچھ دور نہین
خواب آور ہوا گر جسم پہ رختِ کمخواب

شفقِ صبح سے گلرنگ ہی کیا رنگِ سپہر
زاہدِ خشک نے مہندی سی لگایا ہی خضاب

شورِ مرغانِ چمن زمزمۂ رقص و سرود
نغمۂ بربط و طنبور صدائے دولاب

کثرتِ عیش سے معمور ہے اکنافِ جہان
ہر طرف شادی و عشرت کے کھلے ہین ابواب

کس جوان بخت جوان سال کا ہی حسنِ جلوس
کہ نئے سر سے زمانہ کو ملا عہدِ شباب

آج ہے سالگرہ اوس شہ دریا دل کی
جسکی ہمت سے سمندر ہی کم از قطرۂ آب

نیر دولت و اقبال مہ جاہ و جلال
رونقِ تاج و نگین زینتِ پشت و اصلاب

ظل حق شان خدا مشتری اہل کمال
شاہ جم مرتبہ نواب ہمایون القاب

آبیارِ چمنِ دہر شہنشاہِ دکن
مایۂ نازشِ ایام بشارت اسباب

نائبِ خشم رسل حامی دین و اسلام
آصف عہد شہنشاہ سلیمان القاب

میر محبوب علیخانِ سکندر طالع
افتخارِ ابوالاباء بطون و اصلاب

خسرو ملکِ دکن یعنے خداوندِ نظام
گوہرِ تاج کیومرث و قباد و دارا

وہ جہاندار فلک رخش و ثریا دیہیم
وہ جہانگیر و جہان بخش و گہربار سحاب

خسرو جم خدم و داور دارا دربان
عہد مین جسکے فراہم ہین خوشی کے اسباب

واہ کیا نام مبارک ہے جو لب تک آیا
غنچۂ خاطرِ دلگیر ہوا فوراً شاداب

واہ کیا نام گرامی ہی مسرت افزا
کثرتِ عیش و مسرت ہی الم کیا ہی کیا یاب

اوسکے دوران طرب خیز مین گم نام ہوا
بسکہ آرام کے برعکس ہے نام کمخواب

بسکہ اس دور مین ہی رسم سیاست مسدود
ہو کبھی دست مہوس سی نہ کشتہ سیماب

پیچ و تابِ دلِ عاشق کی منزلتی ہی
زلفِ شبگوں کا خم و پیچ سی ہی حال خراب

اوسکے دشمن کو جو دلمین ہو خیالِ راحت
نہ رہے بسترِ مخمل مین ذرا نام کو خواب

خود کشون کے لئے ہی بسکہ ترے تشہیر
تو پس مرگ بھی ہوتے ہین شریرون پہ عذاب

اپنے انجام پہ خود شمع لگن ہے گریان
اور پروانہ جانباز کی مٹی ہے خراب

واہ کیا دور ہے کیا عدل ہی کیا نظم و نسق
نگہ ناز بتان کو ہے جفاؤن ہی حجاب

شوخ چشمی سے ہوئی نرگس شہلا بدنام
بے حجابی کی سبب وار یہ کہتا ہی گلاب

کیا عجب ہے کہ اگر راست ہو زلف سرکش
کیا عجب ہے نگہ مست اگر ہو تو اب

مدح حاضر مین لکھون مطلع روشن ایسا
کہ نہو مہر جہانتاب بھی اوس سی ہمتاب

وہ ترا عدل ہے اہی داور فرخندہ خطاب
رحم بیکس پہ ستمگار پہ ہے ظلم ثواب

دست فیاض کی آگے ترے قطرہ قلزم
سامنے قلزم ہمت کے ترے بحر سراب

دوستونکو ہے ختن زار تیرا خلق عمیم
دشمنونکے لئے پیکان ہے ترا برشہاب

روے نیکو پہ تیرا اور وہ خوے نیکو
حسن صورت کا نہ ثانی ہی نہ سیرت کا جواب

بحر مواج ہے دل ہمت عالی قلزم
دست زرپاش ہی نیسان کف دربار سحاب

حسن صورت ہے ترا حسن معانی کی نظر
وصف دانی ہی ترا جوہر فطری کا جواب

قابض طبع روان ہی ترے اوصاف کا حصر
بست خاطر کے لئے فیض ترا ہی جلاب

ترے اوصاف جمیلہ کی ہی توصیف محال
نکتہ نکتہ ہی اگر باب تو ہی باب کتاب

کوہ کاہیدہ ہوا حلم گران سے ترے
کف ہمت کی روانی سے ہوا بحر سراب

سوتے رہتے ہین ہمیشہ ترے دشمن کے نصیب
اور تابندہ و بیدار ہین بخت احباب

بحر و کان جب سے ہوئے وقف سخا و تدبیر
نگران ہے کف ہمت کو تری چشم حباب

تیغ قبضے مین تری اور تری تیغ مین دم
دل عاشق کیطرح جان عدو ہی بیتاب

نام دشمن کبھی ارحام مین پائے نہ قیام
تیغ بران سے تری قاطعِ نسلِ اصلاب

دیکھہ لے آنکہہ سے گر دست درافشان تیرا
پانی پانی عرقِ شرم سے ہو جاوے سحاب

وہ ترا زہد وہ تقوی ہے کہ کچھہ دور نہین
نشہ ہو جاے ہرن کھیتے ہی سرکہ ہو شراب

عمر سب صرف ہوئی اور نہ آیا ہم کو
تیری اوصاف کی گنتی تری بخشش کا حساب

اک تماشا ہو مگر اشہب گلگون تیرا
باد صرصر ہی چہلا وہ ہی پری ہے کہ عقاب

سرعتون سے دم جولان نہین جتی ہی نگاہ
نکہہ ناز ہے یہ یا فرس برق شتاب

ہے ترے پیل سوار یکوہ مستانہ روش
جسطرح جھوم کے چلتا ہی کوئی مست شراب

اب دعا ئو نہ تری خانہ کرتا ہے ظہیر
اور ہے شان رحیمی سے امید ایجاب

سطحِ آب پہ ہو تا سطحہ غبرا بتو بسیط
تارے ہے نور مہ و مہر کی افلاک پہ تاب

عمر و دولت سے زمانے مین برومند ہو تو
مدعی ہون ترے پامال خوشی ہون جناب

قصیدہ پنجم

در تہنیت تقریب شادی کتخدائی فرزند ارجمند اعلی حضرت فلک رفعت حاتم ہمت نائب الریاست جناب معلی القاب افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فیروز جنگ دام اقبالہ و اجلالہ

ترا نہ سبز مسند ہے عندلیب قلم
بذوق شادیٔ فرزند سرور اعظم

صریر خامہ سے ایک نغمہ مبارکباد — فراز صفحۂ کاغذ بساط بزم نغم
عجب طرب ہے کہ ہی باعث مسرت خلق — عجب خوشی ہے کہ شادان ہی خاطر عالم
ز بسکہ صیت طرب ہے نوید عالم گیر — نوائی تہنیہ پہونچی ہے تا بگوش اتم
عجب نہین ہی کہ رقصان ہو لولئے گردون — عجب نہین ہی کہ ناہید چھیڑی صوت نغم
زہے نوید طرب ساز محفل شادی — می نشاط سے مسرور ہی دل عالم
شب برات ہے شب روز روز عید ضحیٰ — عروس دہر کو ہے فکر زیب تن ہر دم
ہوا ہے از سر نو نوجوان جہان پیر — یہ بزم عقد ہے بزم عروسی عالم
فلک نے ڈھونڈکے تقریب یہ نکالی ہی — کہ تا جہان ہو دوبارہ شگفتہ و خورم
یہ بزم وہ ہے کہ جس سے جہان ہی بزم طرب — فضاے دہر ہے رشک فزاے باغ ارم
ہوئی ہی اسلئے تقریب عقد زہرہ و ماہ — کہ واہون عقدۂ دشوار مقصد عالم
ہوا ہے اسلئے یہ اتصال زہرہ و ماہ — بنا بنی مین رہے تا کہ ارتباط بہم
گل مراد سے گوندھا ہی حور نے سہرا — پرو کے رشتۂ جانکو بسوزن مریم
ہوا ہے بانی بزم ایک امیر دریادل — وہ کون وہ جو ہی دنیا مین افضل و اکرم
ضمان دولت و دین جہجم حشم عبدالمد — جہان دانش و فرہنگ خان مہر خدم
وزیر نائب و نواب آسمان تمکین — معین و مالک و مختار دولت اعظم
سہیل قدر دار سطوتش فلاطون راے — سپہر قدر ثریا لوا و مہر حشم
کریم باذل و فیاض و منصف و عادل — جہان جود و سپہر سخا سحاب کرم
نصیر و ناصر و منصور و حاکم و عادل — امیر و آمر عالی و افضل و اکرم
قمر جمال و سہی قامت و حسین و جمیل — فلک جناب و ثریا علم نجوم خدم

سخن‌پسند و ہنر پرور و ہنر آرائے — معین اہل کمال و ندیم اہل قلم
بہم ہے نائب و نواب ہین وہ نسبت خاص — کہ جیسے رسم کتابت ہین لفظ علم و علم
عزیز خاطر آباد اشرف اجداد — سرور سینۂ حوا و نازش آدم
ظہیر مطلع تازہ کو ہی پڑھ ہوا ایسا — کہ ہمزبان ہو زبان سخنوران عجم

جو آبیار چمن ہو تری نسیم کرم
در خوش آب پہ ہو خندہ زن ہم شبنم

جو بات بات تری سے نتیجہ حکمت — تو لفظ لفظ ترا ہے دلیل اہل حکم
خطا ہمیشہ تری طبع پاک سے منفک — صواب رای متین سے ترے سدا منضم
تری درستی تدبیر نسخۂ فطرت — صلاح کار اسطور ترے غلام و خدم
تری نمود نمودرخ ریاض حدوث — ترا حدوث دلیل بہار باغ قدم
عقول اہل جہان ہو جو فی المثل نسخہ — تو اوس مین عقل تری ایک جزو ہو اعظم
گیا نہ دل سے کبھی پاس لطف دمہ عطا — زبان خامہ پہ آیا کبھی نہ لفظ ستم
کشود عقدہ دشوار یون تجھے آسان — کہ جیسے پیش کریمان خفیف نقش درم
نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ — کہ جیسے ایک کو کردے ہزار صفر رقم
جو تو جہان کو لیا چاہے از رہ تدبیر — تو کار سیف کرے جاے سیف تیرا قلم
تری وہ شہرت تہذیب ہے کہ سن سنکر — بنی ہین ناصح کل مردم وحوش شیم
تری صلای کرم سے ہو نطق سمع نواز — کہ پرسے نعرہ گرو بیان سے گوش اصم
وہ انتظام ترا ہے کہ بہر نظم جہان — نوید امن و امان ہے ترا صریر قلم
سنگر دنکے لئے دور عدل مین تیرے — بشکل آرہ ہین دندانہاے سین ستم

ادسیطرف کو زمانہ ہو توجدہر پھر جاے — نزول رحمت حق ہے تری نگاہ کرم
کہا جو محسن عالم تجھے تو کچھہ نہ کہا — کہ حصر فیض پہ ہے کسر شان اہل ہمم
سمائے یون ہین نظر مین تری قلم کے نکات — کہ جیسے دیدۂ عاشق مین غمزہ ہاے صنم
شمیم خلق مین تیرے وہ جانفزائی ہے — کہ مثل گل ہے ہر ایک دل شگفتہ و خرم
ترا زمان عدالت ہے وہ طرب مانوس — کہ محو ہے دل عشاق سے فسانۂ غم
تہین سے ہے نام کو ایذا کہین زمانہ مین — جو ہو تو ہو دل دشمن مین جاے درد والم
جہانگو عیش ملا دشمنو نکو رشک و حسد — بسان رحمت حق ہے تری صلاے کرم
کمان ابروے جانان ہے یا تری شمشیر — ہلال عید کہ محراب طاق بیت حرم
ترا ستارۂ اقبال خود ہے عالمگیر — نہ دست تیغ ہی درکار ہے نہ زور قلم
بری ہے رنگ خطا سے ترا ضمیر منیر — کہ جیسے تہمت عصیان سے دامن مریم
تری سحاب کرم سے جہان ہوا خورسند — قدم قدم سے ہویدا ہی فیض یمن قدم
تری جو صیت عدالت ہو مصلح دوران — نوید سمع سے بہر جاے گوش جذ ائم
غنی ہے فکر ثنا سنج سے تری شمشیر — کہ جسکے وصف مین مقطوع ہے زبان قلم
ستم ہے قہر ہے آفت ہے برق خاطف ہے — نہ صاعقہ ہے نہ شعلہ نہ ابر وے مجرم
غرض کہ کچھہ ہو مگر ایک قضاے مبرم ہے — یہ تیغ ہے کہ کوئی اژدہاے آتشدم
ظہیر خستہ باہنگ نو ہو نغمہ سراے — سریر خامہ نوا سنج ہے بصوت نغم
بلطف خویش خدایا بحق عظمت خویش — بحق کرسی و عرش و بحق لوح و قلم
بحق سرور عالم شفیع روز جزا — بحق موسی عمران و عیسی مریم
جہانگیر کے نام سے جبتک کہ ہو قیام جہان — فروغ روے جہان تا ہو نیر اعظم

رہے جہانمین سلامت سدا مرا ممدوح
بعیش وعشرت وجاہ وجلال وعز وحشم

قصیدہ ششم

در تہنیت عید قربان نی المدح حضور فیض گنجور ملکہ دوران نوشابہ زمان دریانوال بشتری خصال مہر سپہر عظمت و جلال اختر برج جہانداری وجہانبانی تیر کوکب بختیاری و کامرانی نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ فرمانروای ملک بہوپال ادام اللہ اقبالہا وضاعف اجلالہا

خسروا آج سے وہ روز بخجستہ عنوان — ذابح چرخ کرے گاؤ زمین کو قربان
آجکا دن سے وہ ایک شاہد یاطلعت — عید قربان کی تمنا ہو کہ خود ہو قربان
آج وہ دن ہے جہانمین کوئی غمناک نہین — کیا عجب ہے کہ برآئین مرے لکے ارمان
کیون نہ قربان ہون اسدنہ چرم مین جاجی — نسر واعید سے سوجانسے تجہیز قربان
حکم قربان کا شنایتری زبانسے سنکر — ذبح ہو نیکا رہا کفر کے دل مین ارمان
طوف کعبہ سے مشرف ہین حرم مین جاجی — آستان پر ہے ہر تری طوف سپہر گردان
دست سنت مین شریعت کی ہے وہ تیز چھری — صورت گاؤ زمین ثور فلک سے لرزان

ہے ترے دو دین ہر صفت عود سل اسلام | کفر ہوتا ہے ذبیحہ کے عوض مین قربان
وقت پہونچا ہے کہ اوٹھہ جائین دلونسے پردے | بنکے یمین لب ناقوس کرین شور اذان
حسن اسلام سے پتھرائین بتونکی آنکھین | برہمن سے ہون ادا طوف حرم کے ارکان
اہل زنار کی جاری ہو زبان پر کلمہ | لائین توحید پہ رہبان کلیسا ایمان
وقت پہونچا ہے کہ کعبہ کی بڑی ہو تعظیم | وقت پہونچا ہے کہ اسلام بجوذہی نازان
لاکہہ طاعت کا ثواب اور تری ایک سخا | راست ہے راست کہ باذل جیب یزدان
دست زر پاش ترا جح مین کفیل حجاج | ہمت جہد تری رکن رکین ارکان
تجھسے رونق ہی شریعت کو عبادت کو فروغ | تجھسے خوشنود خدا اور نبی سے شادان
مدح حاضر مین پڑہون مطلع رنگین ایسا | جسکو سنکر کہے احسنت گل نامزان

شاہ کے عہد مین ہے جرم شکست پیمان
دست گلچین پہ ہے واجب زر گل کا تاوان

اے جہاندار جہان پرور و کیوان تمکین | وے جہانبان کرم شیوہ و کسری ایوان
بانوے شاہ جہان رب سر ریبو پال | خسرو مہر کلہ داور دارا ور بان
شاہ جمجاہ گدا پرور و درویش نواز | حامی شرع نبی ظل خداوند جہان
اختر برج سعادت در درج شوکت | بدر برج کرم و مہر سپہر احسان
حسن سیرت کی تری وصف مین دنیا دنیا | شہرت یوسف صورت تری کنعان کنعان
وسعت خوان کرم ہی ترے عالم عالم | رائحہ لطف کی خوشبو ترے پیمان پیمان
دست زر پاش کی شہرت تری دریا دریا | بحر ہمت کی روانی تری طوفان طوفان
نکہت خلق تری موج نسیم گلزار | نزہت فیض تری روح شمیم بستان

شاخسارِ چمنِ فیض ہی گلشن گلشن — نو بہارِ گلِ امید ہے دامان دامان
باغِ عالم مین تری مین قدم سے شاہا — سبزہ و شاداب ہے گلزارِ تمنای جہان
قوتِ نامیہ سے ہے وہ شگوفہ کی نمود — دلِ دشمن مین گلوئے جگر ہین خندان
غنچۂ دل کی ہے کیا موج نسیم لب پر — نکہت گل کا گلِ شمع سی اٹھا ہی دہوان
تاب کسکی تری دورانین لکہی حرفِ ستم — تیز ہین بہر ستم سین ستم کی دندان
شاد ہون گر ترے اعدا تو خوشی سی مرجا مین — اونکو سامانِ طرب بی ہی ہون جل کر سلمان
نکہتِ بادِ بہاری ہو دمِ مار سیاہ — زہر عفی عرق گیسوے عنبر افشان
خسرو اکیون ہون نہ مردود نگاہِ والا — سیم کو ہے مرضِ برص طلا کو یرقان
نطق ہے سحر بیانو نکے دہن مین پانی — نمکِ خوانِ فصاحت ہے تمہاری زبان
وصفِ شیرین سخنی مین تری ہر گز نہ کہلے — لبِ غنچہ مین عذوبت سی کچہ ایسے چسپان
گر تری دستِ کرم سے ہو سعادت اندوز — سبز ہو شاخِ تمر درد کی طرح شاخِ کمان
منکر امر ترا دشمنِ نسلِ خود ہے — خشک ہو شاخ ہی پہولی جو گلِ نافرمان
نا توانو نکو وہ طاقت ہے حمایت سے تری — پشہ لنگ سے اٹکے نہ کبھی پیلِ دمان
برق خاطف ہے پئے خرمنِ ہستی عدو — ہے ثنا گر کی زبان یا تری تیغ بران
تن سے بیزار ہے اسطرح روانِ دشمن — تیر بیتاب ہو جسطرح بآغوشِ کمان
گر نسیم کرم شاہ ہو گلشن آرا سے — غنچہ سان ہو دلِ اعدا مین تنگفتہ پیکان
خسرو اتیری ثنا اور زبانِ مداح — آئے سید انمین ہی گوئی ہی ہر چوگان
ہان ثنا سنج ہوای خامہ بمدحِ نواب — تا کہ ثابت ہو الانسان عبید الاحسان
صدر جم مرتبہ نواب ارسطو تدبیر — میر ذی جاہ فلک قدر مشیرِ خاقان

معنی آیۂ المنت علیکم نعت — مطلع نرخشان مہر سپہر عرفان
مدح حاضر مین وہ اب مطلع بتاب لکھون — آسمان جسپہ کرے گوہر انجم قربان

رشحۂ فیض ترا گر ہو کفیل نیسان
بارور دانۂ گوہر سے ہو شاخ مرجان

حکم سنت ترا نسّاخ قوانین ملل — حجت حق تری قطاع دلیل و برہان
قول فیصل ترا ابطال دلیل تکذیب — دعوت صدق تری رفع نزاع ادیان
نور باطن ترا گنجینۂ رمز مخفی — دل روشن ترا آئینۂ اسرار نہان
تری تحقیق نظر پردہ کشائے اوہام — تری تصدیق بیان چہرہ نمائے ایقان
تری تردید دلایل کو ہے نفی اثبات — نفی اثبات تری رد ثبوت پنہان
حسن نیت پہ مبین شاہد تری حسن اعمال — عمل خیر سے ظاہر ہے ثبوت ایمان
عدل تیرا ہے وہ اطفائے شرور احرار — گل و نرگس کو نہین خوف جنون و یرقان
طبع صافی نہی تری بحر کو گر دین تشبیہ — موجۂ آب گہر سے ہو روان بحر روان
شعر کی بحر مین ہو جوش مضامین پیدا — نکتہ نکتہ ہو معانی کا تنور طوفان
طائر روح عدو کے لئے ہنگام جدال — تیر شاہین اجل باز ترا زاغ کمان
عدل مین حلم و غضب کو تری یکسان پایا — وہ سبک سیر مین جتنا یہ ثقالت مین گران
قبلۂ امن و امان ہے ترا باب عالی — ہین غریب الوطن اسجا مری و ملکے ارمان
ہے زمانہ تری ہیئت سے وہ اصلاح پذیر — درد مند و نکا دل زار ہین کرتے درمان
مرہم زخم جگر جنبش تیغ ابرو — موم سیای دل خستہ شکن زلف بتان
نارواہے تری سطوت سے جو ہو پیدا د — تیغ کے نام سے چلتی نہین شمشیر زبان

حسن نیت سے تری ہی وہ جہانمین برکت
قطرہ قطرہ مین ہی باران کی خواص نیسان

خوشۂ دانۂ گندم سے گہر ہون پیدا
مزرعہ شور مین گر تخم فشان ہو دہقان

شاخ نسرین کیطرح شاخ قلم ہو سرسبز
شمع کا گل ہو برنگِ گل و ریحان خندان

بخل اور فیض مین جلتی ہین مزرکی چوٹین
قطعہ
اسطرف کوتری سہتے ہے اودہر کو نیسان

دیکھین وہ کان کو بھر دے کہ یہ خالی کردے
وہ اگر قطرہ فشان ہے تو یہ گوہر افشان

آنکھہ اوٹھا کر نگہ گرم سے گر تو دیکھے
رگ ہر سنگ طپان ہو صفتِ برق جہان

شوخیان ہین تری توسن کی پری کی چہل پل
ق
گردشون مین ہی نظر جست مین ہی برق جہان

آو جاو تہے غضب کی تو قضا کے پلٹے
سر دشمن دم جولان اور گوے چوگان

اے دعا گوے کمین سال ظہیر شستہ
ختم کر مدح دعا پر کہ نہین تاب بیان

یا الہی بجلالِ حرم و عظمتِ خویش
بشفیع دو جہان و بکتابِ فرقان

تا ہون کعبہ کی زیارت سے مشرف حاجی
حاجیون سی ہون او اطوف حرم کی ارکان

عید ہر سال مبارک ہو بجاہ و اقبال
اور سلامت رہی نواب عمیم الاحسان

خیر خواہون کو مبارک ہو سدا جشن جلوس
اور دشمن ہو ذبیحہ کے عوض مین قربان

قصیدۂ دوم

حسب الارشاد فیض بنیاد اعلیٰ حضرت قدر قدرت رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار المظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ ادام اقبالہٗ وخلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ

بسا ہے عطر محبت مین گلفشان سہرا
بنی ہے نکہت گلہاے بوستان سہرا

کہلا ہے کیا تجھے نوشاہ نوجوان سہرا
ہوا ہے خود تری سر چڑہ کی شادمان سہرا

نکیون ہو غیرت پروین آسمان سہرا
کہ ماہتاب ہے خ اور کہکشان سہرا

گل مراد دل واختر سعادت کا
یہ تیرے سر پہ ہے اے آصفِ زمان سہرا

پہر حسن ہے دولہہ تو مہر نور دولہن
بہم ہے ربط ومحبت کا رازدان سہرا

جبین سے تا بقدم ہے تمام نور ضیا
بنا ہے خود پیرہن حسن مہوشان سہرا

وہ کیون نہو گا شگفتہ یہ کیون نہ بالیدہ
کہ محو ناز ہے طرہ تو شادمان سہرا

بنا ہے طول امل ہے کہ رشتۂ اخلاص
مسیح وخضر کی یا عمر جاودان سہرا

کہلے ہین غنچہ گل ان یکا دبڑہ بڑہکر
نگاہ بد کا ہوا ہے نگاہبان سہرا

کہلے ہی جاتی ہین گل غنچے مسکراتی ہین
یہ کچھہ نشاط وطرب سے ہے شادمان سہرا

جھکا ہے شوق قدم بوس مین زمین کیطرف
مزاج شاہ کا ہے خود مزاجدان سہرا

جبین پہ خسرو ملک دکن نے باندہا ہے
بڑہے نہ کیون یہ خوشی سے زمان زمان سہرا

رکہے ہین مصحف و آئینہ شہ کے پیش نظر
حجاب رو دل آرا ہے درمیان سہرا

صفاے رخ لب خندان صباحت عارض
بنا ہے ہو کے بہم حسن گلرخان سہرا

کہلے ہین سہر مین عالم کر گوہر مقصود
کہ زرفشان ہے کف دست درفشان سہرا

عجب نہین کہ مجہے موتیون مین تولیں آج
بنی ہے لعل و گہر کی تری زبان سہرا

ہوا ہون کس شہ دریا نوال کا مداح
نگاہ مہر ہے جسکی گہر فشان سہرا

در خوش آب مضامین سے گوندہکر لایا
ترا ظہیر ثنا سنج خوش بیان سہرا

قصیدہ نہم

در تہنیت مہد جواہر نگار شاہزادۂ کامگار فرزند دلبند بندگان عالی متعالی حضور نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فرمان فرماے ملک دکن حیدرآباد دام اقبالہ حسب فرمائش حضور والا

واہ کس شان سے کس دھوم سے آیا جھولا
ایک عالم مین ہوا شور ہے جھولا جھولا

خسروانہ وہ جلوس اور وہ تجمل وہ شکوہ
سنے دیکہا نہ سنا آجتک ایسا جھولا

وہ شہانہ تزک اور فوج ظفر موج کی زیب
نظر دیدۂ انجم مین سمایا جھولا

روشنی کی وہ بہار اور وہ آرایشِ شہر — اوسنے پوچھے کوئی جس جس نے یہ دیکھا جھولا
باجے گاجے کی صدا چرخ بریں تک پہنچی — واہ کس دھوم دھڑکے سے ہے نکالا جھولا
تھے سرِ راہ دو جانب شجر طور نصب — اور تھا صاعقہ مین رشکِ تجلی جھولا
وہ دمکتا وہ چمکتا وہ مرصع وہ نفیس — وہ نگارین وہ منقش وہ مطلا جھولا
قصر فردوس کے غرفونسے یہ حورین بولین — دیکھو دیکھو تو زرا جھک کے وہ آیا جھولا
اک زمانہ کی نظر پڑتی ہے ماشاءاللہ — کیا ہی شہزادہ عالم کا ہے پیارا جھولا
دمکہنا عظمت و توقیر زرا جھولے کی — فرق پر خسرو انجم نے اوٹھایا جھولا
آج افلاک سے اونچا ہے وہ جھولا جسمین — نورِ چشم شہ والا کو جھولایا جھولا
جیسے شہزادہ کا آرام گہہ ناز ہوا — اپنے جامہ مین خوشی سے نہ سمایا جھولا
منزلِ قوس مین خورشید ہوا جلوہ فروز — فخر سے خسرو دوراں نے جھولایا جھولا
فرق فرقدا سی یا تخت سلیمان کہیے — چشمۂ مہر ہے یا عقد ثریا جھولا
چلتے ہین حشمت و اقبال جلو مین اسکے — سات اک دولت بیدار ہے لایا جھولا
آ کے رقصان ہوئی محفل مین خوشی ہیرا — نازنینانِ پریچہرہ نے گایا جھولا

ہے دعا حضرتِ سلطان کو مبارک ہو ظہیر
آج خالق نے یہ آنکھون نے دکھایا جھولا

قطعات تاریخ طبعزاد مصنف

قطعہ تاریخ واقعہ جانکاہ شہادت نورنگاہ فرزند دلبند مصنف شہید خنجر تسلیم و رضا کشتۂ زہر دغا اعنی سجاد میرزا

آن کشتۂ زہر ستم دست جفا کار — سجاد جوان مرگ دریغا پسر من
چون رخت سفر بست ز دنیا طرف خلد — بربست کمر را بشکست کمر من
پنہان ز نگاہم چو شد آن نور نگاہم — خود رفت و بخود برد ضیائے نظر من
حال دل مہجور ظہیر آہ چہ پرسی — او سوے جنان رفت و نشد ہمسفر من
تاریک جہان گشتہ ز نور رخ بنمم — شام شب تار است فروغ سحر من
حاصل نشد از بخت تمنائے کہ دارم — اے کاش فتادی بمزارش گذر من

این کوہ الم بسکہ شکست است سر و دل
تاریخ وفاتش شدہ داغ جگر من
سنہ ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ دیوان استاد شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند

ہوا مطبوع جب دیوان استاد — بہار گلشن گلہائے معنی
ظہیر آئی ندائے غیب مجھکو — کہ اے در و کش صہبائے معنی

تامل کیا ہے لکھدے بے تامل
بیان ذوق دریائے معنی
سنہ ۱۲۷۹ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان بلبل ہندوستان فصیح الملک نواب میرزا خانصاحب داغ دہلوی

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید — کہ تابان ہوا ماہ تابانِ داغ
بہارِ مضامین رنگین نہ پوچھ — شگفتہ ہین نسرین و ریحانِ داغ
عجب حسن پر ہر ریاضِ سخن — عجب جوش پر ہر گلستانِ داغ
فصاحت کا دریا ہوا موجزن — زہے بارشِ ابرِ فیضانِ داغ
بلاغت کی پوچھو تو کچھہ حد ہین — کہ مشکل سے مشکل ہر آسانِ داغ
اگر نکتہ نکتہ ہے بابِ سخن — تو گنجِ معانی ہر دیوانِ داغ
ثنائے سخن مین ہر قاصر زبان — جہانتک ہو تحسین ہر شایانِ داغ
زہے پایگاہے کلام بلیغ — زہے عظمت و شوکت و شانِ داغ
مجھے فکرِ تاریخ کی تھی ظہیر — ہوئی رہنمو طبع درشانِ داغ

سرافگندہ انجم ہین افلاک پر
کہ طالع ہوا انجم دیوانِ داغ
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ دیوان برادر مرحوم سید شجاع الدین حسین معروف بہ امراو میرزا انور

میرے بھائی کا چھپا دیوان ظہیر — باغ انور آج پھر تازہ ہوا

از سراندوہ ہاتف نے کہا
داغ انور آج سہر تازہ ہوا
۱۲۹۹ھ

دیگر

ہوا جب مشرق مطبع سے تاباں — کلام نیر رخشان انور
کھلا پیش نظر گلزار معنی — ہوا مطبوع جب دیوان انور
مشام جانکو کرتی ہے معطر — عجب ہے نکہت بستان انور
کہان ہین اہل سنیش آکے دیکھین — تماشاے گل و ریحان انور
ظہیر اسکی ہوئی جب فکر مجھکو — لکھون تاریخ کیا شایان انور

سر جودت سے اوٹھا شور دیکھو
یہ تا در نسخۂ دیوان انور
۱۲۱۶ھ

قطعہ دیگر

ہوا شایع عجب دیوان رنگین — ہیلا ہولا ہے کیا گلزار انور
نگارستان ہین پرطعنہ زن ہے — بہار گلشن بیخار انور
گہر سنجان معنی آئین دیکھین — سخن مین گر مئے بازار انور
نگاہ غور سے دیکھین سخن رس — کہان سے ہے پایہ اشعار انور
بیتین ہین کہ ہین موتی کی لڑیان — مسلسل ہین در شہوار انوار
نمک انگیز ہے غور فصاحت — زہے نظم ملاحت بار انور

بلاغت سے بھرا کوزہ مین دریا
کہانتک سہل ہو دشوار انور

جداگانہ ہے خوبان جہانسے
ادائے شوخئے گفتار انور

ظہیر اسکی ہوئی جب فکر تاریخ
تو بول اوٹھی یہ خود گفتار انور

سراعجاز سے تحریر کردو
عجائب گلشن اشعار انور
سنہ ۱۳۱۶ھ

تبصیر

قطعات تاریخ و تقاریظ طبع دیوان ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ دلپذیر فکر ارجمند آسمان پیوند نخلبند گلستان سخندانی نونہال گلشن شباب وجوانی مربع نشین چار بالش امارت وکامرانی سخن طراز جادو بیان سحر بیان معجز لسان نواب معلی القاب سید احتشام علیخان صاحب بہادر متخلص بہ جادو شاگرد رشید مصنف

وقت است کہ گل برفگند پردہ ز رخسار
زانسان کہ ز فانوس چراغے بدر آید

قابل ستایش اوسکی ذات پاک ہے جس سے موزونی رباعی چہار گانہ
برقرار ہے صفحۂ افراد عالم رنگ آمیزی قدرت سے صد تختہ لالہ زار بیجوہ ہزار بیجو رخلق
کو بندش صناعی آفرینش سے مرتب فرمایا تقطیع نہ آسمان کو باین رفعت ہمردیف
ارکان زمین کر دکھایا سبحان اللہ کیسا قادر مطلق حکیم برحق ہے جسکی حمد و ثنا مین
اوصاف کا قافیہ تنگ و مرکب فکر لنگ ۔ ع

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائی تست	

ولغت حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین بہترین نتائج سخن و مذاق کام و
دہن ہے ؎

حبیب خدا اشرف انبیا	کہ عرش مجیدش بود مسکا

تخلیق عالم و عالمیان و آفرینش جہان و جہانیان اوسکے باعث ہوئی کالبد خاکی
کو شرافت اشرف المخلوقات بمصداق ولقد کرمنا بنی آدم اوسکے انوار قدوم میمنت
لزوم سے حاصل ہوئی اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و منقبت صحابہ کبار رضوان
اللہ علیہم اجمعین باعث تر زبانی و رطب اللسانی ہے خلافت اونکی عظمت کی
ادنی نشانی ہے ؎

درود ملک بر روان تو باد	بر اصحاب و بر پیروان تو باد

ذلہ ربائی سخنوران خوشخو سید احتشام علیخان جاوید خلف الصدق نواب سید
ابراہیم علیخان صاحب بہادر مرحوم از اکابر امرار بڑودہ ناظرین کامل فن و عاشقین
شاہد سخن کو مژدہ رسان ہے کہ ہر ہین نظارہ گیان جمال عروس سخن اور کہان
ہین مشاطگیان زلف دل آرائے علم و فن آئین اور ملاحظہ فرمائین کہ آجکل

دیوانِ بلاغت نشان فصاحت عنوان سرآمد شعرائے نو و کہن واقف نکات سخن صدر نشین بزم سخنوری ارکیہ آرائے نظم گستری واقف زبان ہمہ دان رشک سیرزا و میر حضرت اوستادی سید ظہیر الدین جسمین صفا ظہیر یادگار دارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم صاحب ذوق خاقانی ہند حلیہ طبع سے مزین ہوکر تازگی بخش دل عالم ہوا ہے ہر ایک کو بقدر لیاقت حصول لطف بے کیف و کم ہوا ہر مصرعہ فصاحت مشحون موزون قدان عالم کو شرماتا ہے جلوۂ رعنائی دکھاتا ہے ہر بیت جواب بیت ابرو چشم حاسدان کے لئے تیغ جنگجو بندش مین سلاست مضمون مین متانت زبان اور محاورے مین فصاحت نازک خیالی مین بلاغت آشکار ہے جسکی شمع آب و تاب پر جان سخنوران مثل پروانہ نثار ہے۔ نازک خیالی مین ثانی موسن خان شوکت الفاظ مین میرزا غالب سے ہمزبان لذت زبان و محاورات مین ہم مذاق ذوق اوستادانِ حال پر بہر نہج فوق سچ تو یہ ہے کلام ظہیر بے نظیر ہے اگر کسینے دیکھا ہو دکھائی سنا ہو سنائے دیوان کیا ہے علم سخن کا استاد شفیق ہے دلدادگان عروس سخن کا رفیق قادر الکلامی کلام سے ظاہر ہے حاجت اظہار نہین محتاج گفتار نہین۔ قطعہ تاریخ۔

کہد ہر ہین آئین مشتاقِ نظارہ	جمال شاہد معنی عیان ہے
کلام با مذاق ثانی ذوق	عذوبت بخش ہر کام و زبان ہے
سخن مین جوہر لاثانی جانین	وہ اوستادِ ظہیر نکتہ دان ہے
چھپا دیوان اوسکا شکر صد شکر	کہ جسمین لطف مضمون و زبان ہے
لکھی جادو نے وہ دلچسپ تاریخ	تصدق جسپہ جانِ نکتہ دان ہے

سنا یہ مژدۂ راحت رسان جب | کہ جسکا ہے سخنور مدح خوان ہے

دل بلبل سے نکلا یہ ترانہ
یہی گلشن بہار جاودان ہے

تصریح بنیتجۂ فکر نگین خاتم سخنوری شاعر نازک خیال ادا بند
رنگین مقال منشی محمد رمضان علیصاحب اختر سہارنپوری
پرائیویٹ سکرٹری نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب
بہادر رئیس اعظم جیسر شاگرد مصنف

ظہیر آج دعوے ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اونکو سنایا تو ہوتا

خدا کو ثنا سے بے منتہا محمد پر درود نا محدود و آل پر صلوات اصحاب پر سلام بارک اللہ
سبحان اللہ میرے اُستاد کا دیوان زبان اردو کی جان - فصاحت کی کان - بلاغت کی
شان - نئی بندش نئی زبان - نیا رنگ - نیا ڈھنگ - نئی اُمنگ - نئی ترنگ
ہر شعر بے نظیر - ہر غزل دلپذیر - ہر کلمہ اپنے رنگ مین نرالا - ہر لفظ آتش کا پرکالہ -
ہر مصرعہ موزون قدونکا شرمانے والا - ہر قطعہ اپنی قطع سے دوبالا - تشبیہات سے
معرّا - تمثیلات سے مبرّا - نشست الفاظ محبوب - روزمرہ خوب خوش اسلوب
ادا بندی مرغوب - نازک خیالی مطلوب - معاملہ بہت خوب - بول چال شستہ

وفتہ۔ نزاکت خیال شگفتہ۔ فصاحت الفاظ چمبیلی ۔ بلاغت معانی نکیلی۔
کہین نالۂ عاشقانہ۔ کہین نعرۂ مستانہ۔ عجب آن بان۔ عجب شان سے۔
جلوہ آرا ہے عالم ہونیوالا ہے ۔ الحمدللہ سے تمنا۔ الحمدللہ سے آرزو۔
دلکا شوق۔ آنکھونکا ذوق۔ ایک مدت سے مشتاق ہوکر اپنے شوق دیدمین دیدار
کا طلبگار تہا۔ الحمدللہ اپنی مراد دلی کو پہونچا۔ حضرت ظہیر کی سحر بیانی۔ حضرت ظہیر
کی زباندانی۔ حضرت ظہیر کی رطب اللسانی۔ حضرت ظہیر کی نکتہ دانی۔ حضرت ظہیر
کی نازک خیالی۔ حضرت ظہیر کی خوش مقالی۔ حضرت ظہیر کی معاملہ بندی۔ حضرت
ظہیر کی خوش پسندی۔ اک زمانے مین مشہور ہے۔ جسکی شہرت دور دور ہے۔ کون
نہین جانتا۔ کون نہین مانتا۔ اوستاد مسلم الثبوت۔ بلبل ہندوستان کا ہمصفیر۔ فخر یزدانی
دمیر۔ ذوق و موسن کا ہم تقریر۔ اردوئے معلی کی تصویر۔ زبان دہلی کی توقیر۔ انہین
کے نام سے ہے۔ نازک خیال۔ خوش مقال۔ باکمال۔ صاف بول چال۔
ذوق و غالب کا ڈہنگ۔ قایم اور میر کا رنگ۔ نصیر اور سودا کا انداز۔ درد و سوز کا سوز و
گداز۔ انہین کا حصہ ہے۔ شوخی محاورہ سے ہمکنار۔ محاورہ شوخی پر نثار۔ چلبلاپن
بانکپن پہ قربان۔ بانکپن چلبلے پن پر نازان۔ فقرہ کنایہ کی جان۔ کنایہ فقرہ کی شان
استعارہ تشبیہ پر مائل۔ تشبیہ استعارہ پر مبذول۔ فصاحت بلاغت کے قابل۔ بلاغت
فصاحت کے قابل۔ ادا انداز کی بسمل۔ انداز ادا کا گہائل۔ ہر لفظ جام بادۂ سخن۔
ہر کلمہ طوطی شکر شکن۔ ہر شعر قمری باغ جنان۔ ہر قطعہ بلبل نوشین بیان۔ ہر مصرع
سرو روان۔ ہر بیت بیت ابرو مہوشان۔ صنعت ایہام ہر لفظ سے ہویدا۔
صنعت تضاد و تقابل مصرع مصرعہ سے پیدا لف نشر مرتب ترتیب وار اشکار۔

ایجاد ترکیب پے ترتیب الفاظ نثار۔ ماشاء اللہ کیون نہ ہو کیون نہ ایمان آئے یہ اوس
شاعر نازک خیال سخنور بیمثال سحر بیان آتش زبان ظہوری ظہور نظیری نظیر فخر میرزا و
میر رافع الدولہ سید ظہیر الدین حسین ظہیر المعروف بہ نواب میرزا خانصاحب
خلف الصدق حضرت صلاح الدولہ مرصع رقم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم
اوستاد حضرت بادشاہ عرش آرام گاہ سراج الدین محمد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی از
ارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند کا کلام ہے جسکی ایک عالم مین دھوم دھام
ہے۔ آج کسکو مقابلہ کی تاب ہے۔ آج کون انکا جواب ہے۔ اگر ہین تو آپ اپنی
نظیر ہین آپ اپنے ہم سخن ہین۔ سبحان اللہ جنکے کلام بلاغت نظام پر آجتک
اعتراض نہین ہوا گویا خدائے سخن کا کلام ہے۔ تمام دنیا مین نام ہے۔ یہ انہین
کا کام ہے کہان ہین مشتاق یہ سخن کہان ہین کاملین فن ذرا ادہر تشریف لائین
میرے اوستاد کے اچھوتے مصرعون سنے تو یلی مضمونون نئی بندش نئی ترکیب
نئی تالیف نئی تصنیف اور دلکشی اشعار کو ملاحظہ فرمائین۔ اور پیارے پیارے
جادو بھرے الفاظ گلزار ظہیر سے چنکر مشام جانکو تازہ کرین اور داد سخن کی
دین توبہ توبہ مین اور تقریظ نگاری کا دعوی کرون۔ زبان سے ناآشنا شاعری سے
بیخبر پریشان حال شکستہ بال ایسی لیاقت نہین قلم فرسائی کی قدرت نہین نثر لکھنے
کی عادت نہین ایسے سخنور شیرین گفتار کی مین صفت کرون جرأت نہین ہان چند ٹوٹی
پھوٹی مسطرین پیش نظر کیجاتی ہین۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ آخری دعا بارگاہ
صمدی مین یہ ہے کہ یا الہ العالمین اس گلشن ظہیر کو ہرا بھرا اور تر و تازہ رکھیو کہ
گرہم سب شاگرد بہائی اس باغ سخنوران سے پھل پھول مراد کے چنتے ہین۔ آمین ثم آمین۔

قطعہ تاریخ

میرے اوستاد کا دیوان اول — گلستان مضامین کی یہین ہے
پیارے لفظ ہین دلچسپ مضمون — زبانکی شوخیونمین بانکپن ہے
ہر ایک مصرعہ یہ ہی جرعہ مصرعہ — غزل ہر اک رشک صد چمن ہے
دماغ نظم عالی عرش پر ہے — زہے ترکیب کیا طرز سخن ہے
کنائے چٹکیان لیتے ہین دلمین — اشارونمین نرالا بانکپن ہے
بلاغت مین فصاحت ہے بلا کی — ادا بندی مین مومن کا حلین ہے
محقق اور پھر کیسا محقق — زباندانی مین یکتائے زمن ہے
تعالے اللہ مرا اُستاد کامل — عجب معجز بیان ہے سحر فن ہے
اوسیدن سی مجھے تھی فکر تاریخ — ہوا یہ بحر جب سے موجزن ہے
ہوئی جب حد سے بیحد فکر تاریخ — کہا ہاتف نے کیون غرق محن ہے

ع — ندا سے یہ دل بلبل سے اختر
ظہیر دہلوی کا یہ چمن ہے

قطعہ تاریخ بطور تقریظ از نتائج طبع وقاد و ذہن نقاد کلیم طور سخندانی نظیری نظیر عرفی ثانی فارسیدان بلاغت فرمازوائی اقلیم فصاحت محقق والانظر سخن گستر سراپا جوہر اوستاد مسلم الثبوت سیدی سندی اعنی میر مہدی صاحب مجروح از اکابرین دہلی

سخن سنج یکتا جناب طبیعت — کہ ہے ذات اونکی مآل سخن

فصیح اللسان عدیم النظیر — فذائذہ عزو شانِ سخن

دقایق کشا ہے وہ طبع سلیم — نہو کیونکہ ظاہر نشانِ سخن

وہ دیوان رنگین مین ہر ہر غزل — زمین جسکی ہے آسمانِ سخن

حُدی خوان ہے اونکی صریر قلم — ہے اب امن مین کاروانِ سخن

نہین کلک ہے بلبل خوشنوا — ترنم سرا ہے بیانِ سخن

کرے طے نہ کیون عرصۂ نظم کو — وہ ہے شب خوش عنانِ سخن

عجب طرز بندش مین ہر دلکشی — اسیکو تو کہتے ہین جانِ سخن

اسی سے تو ہین صد معنی شکار — یہی ہے خدنگِ کمانِ سخن

نہ کیون قدر پاتے جوہر دم کہے — میر اسر ہے اور آستانِ سخن

یہی حال اسکا ہے ورد زبان — یہی تو ہے گویا زبانِ سخن

بھلا کیا کوئی ہو سکے نقب زن — ہے طبع متین پاسبانِ سخن

یہ کثرت ہے معنی کے اشعار مین — بجا ہے جو کہئے جہانِ سخن

وہ گلہائے الوان ہین اشعار مین — بہار جس سے ہے بوستانِ سخن

نہ کیون زور دکھلائے فکر متین — وہ ہے رستم ہفت خوانِ سخن

یہ دیوان ہوا طبع اسواسطے — کہ دیکھین اسے قدردانِ سخن

وہ سرخوش ہون اس بادۂ ناب سے — کہ ہر ہین کہ ہر مے کشانِ سخن

ع — پئے سال تاریخ مجروح نے
کہا ہے یہ ہے گلستانِ سخن
۱۲۱۶ھ

قطعہ تاریخ از رشحۂ خامۂ نخلبند گلزار معانی طوطی شکرستان
شیوا بیانی سرآمد شعرای ماضی و حال استاد ذی کمال سلطان
الشعرا مقرب الخاقان استاد السلطان بلبل ہندوستان ناظم
یار جنگ وزیر الدولہ فصیح الملک عالیجناب نواب مرزا خاں صاحب
بہادر داغ دہلوی یادگار استادی خاقانی ہند حضرت ذوق
مرحوم و مغفور

ہوئی شہرت کلام خوش بیان کی		سنی سمنے نوید جانفزا اب	
۴	لکھا ہے داغ نے بہ مصرع سال ظہیر الدین کا دیوان چھپا اب ۱۳۱۶ھ		۴

قطعہ تاریخ رشحۂ خامۂ شاعر نازک خیال نادر تمثال رشک شعرای
ماضی و حال مصنف بوستان خیال نخلبند گلزار معانی حدیقہ سرای ریاض
سخندانی اعنی حضرت خواجہ قمر الدین خاں صاحب عرف خواجہ مرزا خاں صاحب
راقم نبیرہ حضرت مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب مرحوم مغفور

بعد حمد خدائے نعت رسول		قطعہ مدح گر ہوں بحسن ذات ظہیر	

ذات وہ ذات ہے کرم کی ذات سے سربرن صفاتِ ظہیر
سید پاک ذات آلِ نبی ہے نجیب و شریف ذاتِ ظہیر
دہلی مولد ہے خاص حضرت کا فخرِ عالم ہے کائناتِ ظہیر
حسن دیوان کی کیا لکھوں تعریف جسکے ہر حرف بین نکاتِ ظہیر
کیسی شیرین زبان برتی ہے کسقدر صاف ہین لغاتِ ظہیر
صاف سے صاف معنے مشکل سہل سے سہل مشکلاتِ ظہیر
کہہ اوٹھینگے زبانسے اہلِ نظر دیکھکر حسن کلیاتِ ظہیر
آفرین آفرین کلام ظریف مرحبا مرحبا نکاتِ ظہیر
یہ وہ دیوان ہے مثل ماہ منیر ہے درخشان یہ کائناتِ ظہیر
تاجہان ہے جہانمین دیوان صفحۂ ہستی پہ ہے ثباتِ ظہیر

طبع دیوان کا سال لکھہ رائم
کانِ زر کی ہے کلیاتِ ظہیر
۱۸۹۹ء

ولہ

کیا چھپا ہے ظہیر کا دیوان کیسے ہر نظم کا ایاغ فیوض
ہر نظر کی یہ سیر کرنے کو ہر سخنور کہیگا باغِ فیوض
ارمغان ارمغان ہے اہلِ سخن ہدیہ ہدیہ ہے یہ بلاغ سخن

کہدورا تم کہ ہر نظم کے لئے
ہر گلشت ہے یہ باغِ سخن
۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ بطور تقریظ از نتایج عرائس افکار نصیری ہمدانی ثانی ہندی نژاد اصفہانی عربی زمانی شاہباز غنائی خیال ہم آغوش عروس کمال مولانا محمد نجم الدین احمد صاحب ازاد شد شاگردان مصنف

قطعہ اول در صنعت توشیح

۱	اے ظہیر طوطیٔ شیرین مقال	۳	جوہر ہستی و پنہانی ہنوز
۱۰۰	قدر جوہر نیست اکنون در جہان	۱	اے بجوہر لعل پیکانی ہنوز
۲۰۰	راست بازم من چرا منظر شوم	۵۰	نظم و نثرت را کجا ثانی ہنوز
۱	از بلاغت ہائے تو اندر جہان	۵	ہست زندہ نام خاقانی ہنوز
۶	واز فصاحتہا کہ داری در سخن	۵	ہست سعدی را پشیمانی ہنوز
۱	از تماشائے جمال خویشتن	۹۰	صورت آئینہ حیرانی ہنوز
۲	پردہ از روئے خود افگندہ	۶۰۰	خویشتن را خود نمیدانی ہنوز
۱۰۰	قول ما اے خواجہ ما نشنوی	۱۰	یوسفی در خود بزندانی ہنوز
۱	از سر یک منعۂ یک حرف گیر	۶۰	سمت فصلی است امکانی ہنوز
ع ۵۰	گفت تا قب سال دیوانت چنین رنج بالا کن کہ ارزانی ہنوز	۲۰	

قطعہ دیگر بطور تقریظ

رفت چو آذر زوہر آمدہ اردی بہشت — رو بگریز آمدہ با دخزان ناگزیر

سبزهٔ خوابیده را نامیه در بر کشید | برگ خزان دیده شد تازه ز ابر مطیر
قطرهٔ شبنم بگل جلوهٔ اختر گرفت | آتش رخسار گل روکش مهر منیر
ذره ز بالا دوی سود با نجم کلاه | پای زمین را مگر سقف فلک شد حصیر
باز عروس چمن طرح نو انداخته | باز به بر در کشید رخت کتان و حریر
زمزمهٔ عندلیب آتش گل را فزود | طوطی شیرین زبان آینه را کرد زیر
مهر بتاک عنب چیده ز کان لمعه | از زر اصفر عکید باده خم عنبر
کاهکشان آمده طرهٔ دستار گل | غنچه سر بسته را گشته کلاه از حریر
چشم سیوداے چشم چشم ز نرگس گرفت | گل به تماشاے گل چون ز گل شد ز ریر
شاهد بزم سخن آئنه در رو نهاد | دیدهٔ امید خلق گشت چو انجم بصیر
دیدهٔ یعقوب بد چشم هنر پیشگان | در مژه بر هم زدن آمده یوسف نظیر
ناز بخود نامه را از اثر فیض او | حرف غلط هم بخود از نظرش حرف گیر
جان فصاحت همین کان بلاغت همین | نظم به نظم اندرش هست چو شکر به شیر
گنج معانی همین معدن معنی همین | از کرمش بهره یافت ساغر و ناو و پیر
بسکه بهر نقطه اش نقطهٔ نیر خجل | بسکه بهر مرکزش کاهکشان هم حقیر
بسکه بهر نظم او نظم جهان در نظام | بسکه بهر صنعتش صنعت رب قدیر
بسکه بهر مصرعه اش مصرعهٔ طوبے فدا | بسکه بهر بیت او بیت مه نو اسیر
هست همه رشحهٔ کلک ظهوری ظهور | هست همه لمعهٔ طبع نظیری نظیر
آنکه بمیدان فن گوے ز عالم ربود | آنکه به بزم سخن صاحب تاج و سریر
مالک ملک سخن قادر اصناف فن | همسر سوز و بقا هم فن مرزا دمیر

مومن و غالب کجا نیر و طالب کجا | رفت کجا زین جهان جرأت و ذوق و نصیر
رفت کجا مصحفی ماند کجا میر و درد | ناسخ و آتش نماند هم ز جهان شد اسیر
زو بجهان هر یکے نوبت خود پنج روز | بست همه رخت تا سوے عدم زود و دیر
گرمی این آفتاب شعله بعالم فگند | بد بچراغان مگر روغنے از قعت و قیر
طبع که شد این کلام سخت نشین از و | شعر زره روزازل هست ازو نفع گیر

تا قب محزون بنشت ماده سال او
نظم فداشد مگر بر سر طبع ظهیر
۹۹ ۹۰۷۹

قطعات تاریخ از افکار دربار جان بلاغت کان فصاحت ناظم نظامی خیال شاعر بمثال مولانا نادر علیصاحب برتر والا نظر یادگار رابطه مرحوم حال شاگرد مصنف

چو شد جلوه آرا کلام درخشان | من این سال تاریخ زیبا نوشتم
خماسی سه الفاظ نادر گرفته | بهم شش حروف از سر و پا نوشتم

به آئین نو مون رقم گشته برتر
رباعی - قصیده - غزلها - نوشتم
۲۱۰ × ۱۰۵ = ۱۰۰۱ - ۱۳۱۶ھ

ولله

شده چون طبع دیوان مرصع | پسند خلق شد نظم غریبش
نوشتم از سر الهام برتر

بہارِ گلشنِ مضمونِ دلکش

سنہ ۱۸۵۹ء

ولہ

شکر صد شکر وہ چھپا دیوان
جسکے شایق تھے نکتہ دانِ زمن

نظمِ رنگین شگفتہ مضمون ہین
لہلہاتا ہوا ہے باغِ سخن

شاہدِ نظم کی وہ آرایش
جسپہ قربان ہو پہلے شب کی دولہن

آب و تاب ایسی دیکھکر جسکو
دیدۂ حاسدان بھی ہو روشن

داغ بلبل نے رشک سے کہا یا
گلِ معنی کا دیکھکر جوبن

گلِ مضمون چنے ہین آنکھو نے
بھر گیا ہے نگاہ کا دامن

فکر تاریخ جب ہوئی برتر
داد ہاتف ندا بسمع من

لکھدے یہ مصرعۂ تر و تازہ
آج دیکھی بہار باغِ سخن

سنہ ۱۹۵۵

قطعہ تاریخ از نتایج افکار منشی بدایع نگار شیرین گفتار شاعر رنگین بیان منشی محمد ابراہیم خانصاحب رمز شاگرد سید نیاز احمد صاحب خرد در صنعت توشیح و صوری و اعداد ہر سہ سمت و ہجری و عیسوی

۹	طرفہ دیوانِ ظہیر خوش بیان مطبوع شد	۴	دیدہ ہاے شایقین ہیشہ ہم اہل دل

۵۰	نکتہ باریک دارد معنی ہر شعر او	۳	جودت طبع مصنف خود گواہی میدہد
۵	ہر کہ مے بیند کلامش از نگاہ عاشقی	۴	در صفت ہر لفظ باشد شاہد خورشید خد
۳	چون برائے سال ایما کرد با من آن عجب		از خرد جستم پے تاریخ طبع او مدد
۶	وا نمودم در زمانے ہر سہ تاریخ سنین	۱۰۰۰	عور واندیشہ نکردم اندران ہیچ دو عدد
۱۰	یادگاری را ہمین بس تحریر نقش محکم است	۳۰	کین پس من باعث نام و نشان من شود

۲۰۰	رمز گفتم معنوی صوری و لو تشبیح نیز	
۱	از مسیحی یکنزار و بیست صد و شصت و نود	

سنہ ۱۲۱۶ ہجری سمت ۱۸۵۵ بکرمی ۱۸۹۹ عیسوی

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر دبیر عطارد نظیر منشی ہرپرشاد صاحب متخلص بہ شاد شاگرد حضرت رمز

کہئے کیا لکھئے گا اب اسکی صفت	ایسا دیوان آپ سے دیکھا ہی ہے

صفحہ عمدہ ہی نہیں اے شاد یہ
خوشنما و نادر و زیبا ہی ہے

سنہ ۱۲۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند آسمان پیوند شاعر خوش مقال نازک خیال جناب رائے کرپاشنکر صاحب المتخلص بہ چشم از امرا حیدرآباد دکن

سیر دنیا کی اسمیں ہے والہ	خوب دیکھا ہے اسکو ہمنے چشم

اسکی تاریخ کہدو از دلِ
ہے کلامِ ظہیرِ جامِ جم
تعمیہ ۸ — سنہ ۱۳۱۶ ہجری

ولہ

اس نسخہ کو جب کہ مینے دیکھا
سمجھا ہے کلام مردِ کامل

پوچھا کہ مصنفِ اسکا ہے کون
ہاتف نے کہا ظہیرِ عاقل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعات تاریخ از نتائج طبع گوہر بار شاعر نغز گفتار شیرین زبان صاحب دیوان پنڈت سورج بہان صاحب میکش متالوی وارد حیدرآباد

یہ اردی اوستاد کا دیوان ہے پیشِ نظر
مستند ہے شاعروں مین آج جسکی شاعری

ڈھنگ ہے ہر شعر مین ذوق و نصیر و درد کا
اوسکے سب مضمون ہے ہین بندشین ہین نئی

ناسخ و آتش جو ہوتے آج لیتے اس سے فیض
داد دیتے اسکی میر و میرزا و مصحفی

مومن و غالب سے ہرگز کم نہین اسکا کلام
ہے یہ اپنے وقت کا بیشک ظہوری نوری

مصنفہ تاریخ بھی نکلا ہی میکش کیا فصیح
خوب ہے زیبا ہے دیوانِ ظہیر دہلوی
سنہ ۱۸۹۹ء

ولہ

چاپ گشتہ چو این حدیقۂ نظم ہر گلے راشدہ بقا حاصل

گفت ہاتف کہ ہان بگو مکیش
باغ امید آرزوے دل

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گہربار شاعر لاجواب عالیجناب سید اظہر علیصاحب اظہر رئیس اعظم قصبہ سہسوان مقیم بڑودہ شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب

دیوان ہوا مرتب اوسکا جو ہے فنِ شاعری مین کامل
یعنے وہ ظہیر نکتہ پیدا جسکے کہ وہ مہ ہین سارے قائل

تاریخ لکھی یہ مینے اظہر
بے مثل کلام راحتِ دل

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ فارسی

ولہ

چو گشت طبع کلام ظہیر سحر بیان بگوش جان در معنی نمودم آویزہ

ندائے غیب بگوشم رسید از پے سال
کلام شاعر والاصفات پاکیزہ

سنہ ۱۳۱۶ھ

ولہ

نازک خیال ظہیر دہلوی
سنہ ۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ از نتائج افکار گوہر بار عالم باعمل شاعر بے بدل
واقف رموز فروع واصول کاشف دقایق معقول ومنقول
مولانا عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ تسلیم ملازم دربار ٹونک

ہوا طبع زیبا کلام ظہیر
جسے لوگ کہتے ہین روشن ضمیر
مثالو نمین اور حسن تشبیہ مین
کلام مبین اوسکا ہے بے نظیر
سہ دو سال مین فکر ہے ای سلیم
رہے تا کہ یہ یاد برنا و پیر
ندا آئی یہ ہاتفِ غیب سے
عجب بے بہا ہے کلام ظہیر
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ طبع گہر بار شاعر شوخ طبع شیرین گفتار اسم
بامسمی متخلص بہ عاشق زار نوباوۂ گلزار خوش بیانی وسادہ ادائے
مسند کامرانی نونہال گلشن نوجوانی نواب محمد شمس الدین علیخان
صاحب بہادر از اعظم روسار اجمیر تلمیذ مصنف سابق شاگرد مخلص راقم

تعالی اللہ ہے بیچون سبحان
کہ خلاق دل وکام ودہن ہے

اور اوسکے بعد لغتِ پاک اوسکی
کہ محبوب خدائے ذوالمنن ہے

بنا لایعب فرحت وہ روح
بہار انگیز ان باغِ سخن ہے

کہان ہین اہلِ بینش آکے دیکھین
کہ دیدارِ عروسانِ سخن ہے

ہوا مطبوع یہ دیوان کس کا
کہ شہرت ہند سے لے تا دکن ہے

نئے انداز ہین مضمون نرالے
انوکھا ڈھنگ ہے بانکا سخن ہے

نئی بندش نئی ترکیب ہر جا
نئے انداز مین طرزِ کہن ہے

مضامین در مضامین رمز در رمز
گل اندر گل چمن اندر چمن ہے

معانی در معانی بات مین بات
طراوش گر سخن اندر سخن ہے

فصاحت سے ٹپکتی ہے عذوبت
حلاوت بخش ہر کام و دہن ہے

خدا نازک خیالی پر نزاکت
ادا بندی مین معشوق پن ہے

اگر ہے حسن و الفت کا کہین ذکر
گل و بلبل کو رشکِ ہر سخن ہے

اگر ہجر و جدائی کا ہے مذکور
سراپا سوز و اندوہ و محن ہے

اگر پڑتا ہے رنگِ عارفانہ
تو عرفان مین وہ معروفِ زمن ہے

اگر رندی پہ ہے میلانِ خاطر
تو پرلے درجہ کا رندانہ پن ہے

بجا ہے جسکی اوستادی کا ڈنکا
اوسی معجز بیان کا یہ سخن ہے

ظہیر دہلوی کہتے ہین جسکو
وحیدِ عصر ہے فخرِ زمن ہے

اسے کہتے ہین اُردوئے معلیٰ
زباندانی انہین لوگونکا فن ہے

یہی اُردو کے ہین بانی نبیانی
جہان مین مستند انکا سخن ہے

زبان بہی اور پہر اوس شخص کی جو
سریر آرائے اقلیمِ سخن ہے

جو سچ پوچھو تو اس قابل کہان مجھ من
لکھون تاریخ کیا میرا دہن ہے

ندا یہ غیب سے آتی ہے عاشق
کہ ہر فکر مین کیون غوطہ زن ہے

قلم کر کے سر بستان کو لکھدے
ہوا زیبا گلستان سخن ہے

۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از فکر رسا طبع آسمان پیما شاعر خوش بیان بلبل رنگین السحان جناب مولوی محمود علیصاحب محمود اجمیری شاگرد حضرت کلیم مرحوم کو لوی

اندرون سب بے طور تہا اصلوب دل
ہاتھ آتا ہی نہا محبوب دل

چھپ گیا دیوان مولانا ظہیر
بیٹھے بیٹھے ملگیا مطلوب دل

چھوڑ کر دیوان سب محمود بس
اسکو سمجھنے اب کیا مرغوب دل

۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع نژاد طفل دلبستان سخندانی نوبادۂ گلزار خوش بیانی سید اقبال حسین متخلص بہ مقبل نبیرۂ مصنف

میرے نانا جانکا ہے دیوان چھپا
ہوا آج روشن ہے نام ظہیر

زمانے مین شہرت ہے خورشید وار
زہے عزت و احترام ظہیر

فصاحت بلاغت ہے ادنی کنیز
مضامین ہین کمتر غلام ظہیر

جو عنقا صفت ہین بلندی گرائے
وہ ہین صید مضمون بدام ظہیر

ہوئی مجکو جب فکر تاریخ سال
ندا آئی اے مست جام ظہیر

گرا کر سر اوج مقبل لکھو
ہوا طبع اب یہ کلام ظہیر

۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند طبع ارجمند شاعر نغز گفتار جادو نگار منشی کالیچرن صاحب انکم ٹکس کلرک متخلص بہ ہوش تلمیذ مصنف

لو چھپا دیوان مولانا ظہیر — پڑ رہے تھے جسکے لالہ واہ واہ
ایک مین یہ خوبی بندش نہین — سبکے دیوان دیکھہ ڈالے واہ واہ
بول اوٹھے اشعار شاعر دیکھکر — خوب ہی سانچے مین ڈھالے واہ واہ
ہوش ہان زیبا ہے اوستادی اوسے — واہ کیا مضمون نکالے واہ واہ
طبع کی تاریخ تم ہی یون لکھو — ہوش ۔ ہین مضمون نرالے واہ واہ

۱۲۹۴ھ

قطعات تاریخ طبع از مصنفِ دیوان

ہوا مطبوع لو دیوانِ گمنام — فغانِ دل شکن ہے یہ ہی کہدو
اگر پوچھے مصنف کا کوئی نام — ظہیرِ خستہ تن ہے یہ ہی کہدو
جسے کہتے ہین اب اوجڑا ہوا دیس — وہی اسکا وطن ہے یہ ہی کہدو
اگر پرسان ہو کوئی بنام دیوان — گلستانِ سخن ہے یہ ہی کہدو

۱۲۹۴ھ

قطعۂ دیگر

دیکھا یہ کلام جسنے بو لا — واضع نے کیا ہے خوب موضوع
حاجت نہین طبع کی کہ ہے یہ — دیوانِ ظہیر آپ مطبوع

۱۲۹۴ھ

قطعۂ دیگر

مطبوع ہوا ہے کب یہ دیوان — جب ختم ہوا زمانۂ شیب
کافی ہے یہی کہین سخن سنج — دہلی کی زبان ہے یہ لاریب

احباب سے لگی جو فکر تاریخ | آئی یہ ندا سے ہاتف غیب
کیون فکر ہے کہدو بے تامل | دیوان ظہیر کا ہے بے عیب
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ نتیجۂ فکر رسا شاعر نازک خیال شیرین مقال حافظ محمد نورالدین صاحب متخلص بہ نور شاگرد صاحبزادۂ احمد سعید خاں صاحب نضا عاشق شاگرد مصنف

ہوا آج مطبوع سے او سکا دیوان | کہ رنگ چمن جسکا رشک چمن ہے
مرادین برآئین سنا جب یہ مژدہ | چھپا یہ ہے اوستاد کا اب سخن ہے
مجی دہوم جسکی ہے اہل جہانمین | فصاحت بلاغت کا وہ یہ چمن ہے
گہر ہر ہین نظر باز گلہاے معنی | اسے آکے دیکھین وہ یہ ہی چن ہے
خوشی سے یہ کہتی ہین اہل جہان سب | یہ دیوان کیا ہے کہ اک نورتن ہے
یہ کہتے ہین حالی و داغ سخنور | جدا گانہ سب سے یہ طرز سخن ہے
یہ ہے پیرو ذوق و ممنون و غالب | کہ مومن کی تقلید اسکا چلن ہے
روش اسکی وہ ہے کہ کہتی ہے سب خلق | انوکھی ہے نیدش نرالا سخن ہے
غزل مین جو دیکھو تو ویسی ادائین | رباعی قصیدہ مین اک بانکپن ہے
رباعی قصیدہ مخمس مسدس | جسے دیکھئے وہ کھٹن سے کھٹن ہے
لکھون اور کیا اوسکی توصیف اب مین | زبان میری کیا ہے مرا کیا سخن ہے
وہی ہے وہ ہی یہ نظیر سخن ور | کہ جسکا ہمیشہ سے دہلی وطن ہے
خدا اسکو زندہ بہت روز رکھے | یہی ایک شاعر وحید زمن ہے
ہوئی مجھکو جب فکر تاریخ دیوان | کہا عقل نے کیون اسیر محن ہے
گرا کر سر آزاد نور لکھدے | یہ تاریخ اسکی یہی اسکا سن ہے
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر شیرین زبان رنگین بیان صاحبزادہ محمد عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ واقف شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خانصاحب عاشق شاگرد مصنف

ہوا بارے مطبوع دیوان وہ — نہین آج دنیا مین جسکی نظیر
سخن کی زرا دیکھنا شوخیان — کہ ہر شعر ہے ایک شوخ و شریر
کیا اہل عالم نے اسکو پسند — سخن اسکا کیونکر نہو دل پذیر
ہوئی فکر جب مجھکو تاریخ کی — تو ذہن رسا یون ہوا دستگیر
مرے دل نے واقف اُسی حال مین — کہا مجھسے یہ سُن کلام ظہیر

سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر بلند صاحب طبع ارجمند میر عالم خانصاحب متخلص بہ مور شاگرد مصنف

نسبت نہین ہے انکو کسیکے کلام کو — دیکھے جو شعر غور سے حضرت ظہیر کے
جیسکا نظیر ہند مین اب دوسرا نہین — اشعار بے نظیر ہین اوس بے نظیر کے
اے مور خدا کا شکر ہے اُسکا چھپا کلام — جسکے سخن مین رنگ ہین مرزا و میر کے

نکلینگے یکہزار و سہ صد اور بیاسی زدہ
اعداد - گر بلاؤ - کلام ظہیر کے
قیمہ ۸۰ ۱۲۳۷ سنہ ۱۳۱۶ھ

تمت بالخیر

صحت نامۂ دیوان ظہیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۳	لین	آلین
۱۸	۸	جیب وگریبان	جیب گریبان
۳۲	۴	بندون	بندے
۳۳	۹	توودہ	لوودہ
۳۴	۱۴	فتنہ	فتنے
۳۵	۱۹	دشت	وحشت
۳۴	۱۹	نہیوڑی	ٹیڑہی
۴۲	۷	وہ خوش ہو	خوشی سے
۴۸	۸	بہی	ہی
۴۸	۱۳	ہی	بہی
۵۴	۱۳	آتی	آئی
۶۲	۱۶	پہراکرتا ہون	بہاپہرتا ہون
۶۹	۱۸	نہیوڑی	ٹیڑہی
۸۱	۹	طرف قدح	ظرف قدح
۸۲	۸	ہی	بہی
۸۶	۴	تہ خاک	تہ تاک
۸۷	۱۴	لین	آلین
۸۷	۱۶	جیب گریبان	جیب وگریبان
۹۴	۱۱	بندے	بندون
۹۵	۴	لووہ	توودہ
۹۵	۱۹	فتنے	فتنہ
۱۰۰	۱۲	وحشت	دشت
۱۰۰	۱۵	ٹیڑہی	نہیوڑی
۱۱۲	۱۴	خوشی سے	وہ خوش ہو
۱۱۴	۱۹	ہی	بہی
۱۱۵	۵	بہی	ہی
۱۱۷	۷	آئی	آتی
۱۱۸	۱	بہاپہرتا ہون	پہراکرتا ہون
۱۲۰	۷	ٹیڑہی	نہیوڑی
۱۲۰	۱۷	ظرف قدح	طرف قدح
۱۲۰	۱۹	ہی	بہی
۱۲۲	۶	بہی	ہی
۱۲۷	۸	تہ تاک	تہ خاک
۱۴	۱۴	نہین	یونہین
۱۶	۱۶	جلتے	جیتے
۱۱	۱۱	بہی	ہے
۴	۴	کیونکر	کیون گر
۱۹	۱۹	لسقدر	کسقدر
۱۲	۱۲	گراس سے	گیرا سے
۱۵	۱۵	حرم مین	حرم کی
۱۴	۱۴	پہراشک	سرشک
۱۹	۱۹	ہی	بہی
۵	۵	ہی نے	نے بہی
۷	۷	ہی	بہی
۱	۱	جان	جسم
۷	۷	صبح	صلح
۱۷	۱۷	ہی	بہی
۱۹	۱۹	ہی	بہی
۶	۶	تقاضا	تماشا
۸	۸	بہی	ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۰	۴	ہی	بہی
۱۳۰	۱۲	کمبخت کیا	کمبخت پہ کیا
۱۳۱	۶	ہوتا	ہونا
۱۳۲	9	کو	کیون
۱۳۳	۱۳	تو	جو
۱۳۳	۱۷	اشکون	شکوون
۱۳۶	۱۸	بہی	ہی
۱۳۷	۵	چپالے	چپاتے
۱۳۷	۷	کبہی	کسی
۱۳۹	۳	خیر	چیز
۱۴۳	۲	جانتا ہی کمبخت	جانتا ہی نہین کمبخت
۱۴۳	۱۰	رہتی ہے	رہتے تھے
۱۴۳	۱۱	آئے موت	آئی موت
۱۴۴	۱۸	رہا	ربا
۱۴۷	۴	ہے	سے
۱۴۸	۱۷	چیٹر ذہی کی	چیٹر دینے کی
		ہے دیر	ہے دیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۲	۱۸	پر	پھر
۱۵۵	۸	یہہ انکو	اونکو یہہ
۱۵۷	19	پر	پھر
		اُسے	اُسے
۱۶۷	۳	نہین	یہین
۱۶۷	۶	ہے	ہی
۱۷۰	۷	ٹہ پایا	بنایا
۱۷۰	19	یہین	یونہین
۱۷۱	۱۴	دکہلاتے	دکہلائے
۱۷۱	۱۵	پر	مین
۱۷۲	۱۷	ویرانیون	دیرانیون
۱۷۳	۱۷	گئی	پڑی
۱۷۴	۶	مرے	ترے
۱۸۹	۷	کتنا	جتنا
۱۸۹	۱۵	مستور	مسطور
۱۹۰	۱۰	درد	سوز
۲۱۸	۳	چیتا	چھٹتا
۲۲۱	۱۵	نہین	یونہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۲	۱۷	بیخود	خود
۲۲۲	۱۹	ہے	ہین
۲۲۷	۵	شادیان	شادمان
۲۲۷	۱۱	کل کو بھی بصیرت	کل کو بصیرت
۲۲۹	۳	بڑا	بُرا
۲۲۹	۱۳	جبین بشوق	جبین کو شوق
۲۳۰	۲	ہدایت	بدایت
۲۳۰	۱۰	فیصلہ نہین ہوتا ہے اور نہین ہوجاتی	فیصلہ یونہین ہوتا ہے اور یونہین ہوجاتی
۲۳۵	۱۷	کہنے	گہنے
۲۳۷	۱۰	سبز	سبزہ
۲۴۲	۱۹	نہر کی	ٹیڑھ کی
۲۴۶	۱۸	بھی	ہی
۲۵۳	۱۴	سے	ہے
۲۵۶	۱۵	شکایت	شرارت
۲۵۸	۸	زار خراب	زار و خراب
۲۶۱	۷	دہر	دیر
۲۶۳	۱۵	راضی برضا ہون	راضی برضا ہون
		مشیت تیری	مشیت تیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۳	۱۸	ہی	تہی
۲۶۴	۱۱	خطا کی امید	خطا ہی کی امید
۲۶۵	۸	جمالِ اکبر	جمالِ اکرم
۲۶۶	۴	بیتاب	نابہات
۲۶۶	۸	توہے	توئی
۲۶۶	۱۱	یاری سے	باری ہو
۲۶۶	۱۴	ازل تھا	ازل کیا
۲۶۶	۱۷	فاصلہ و	فاصلۂ
۲۷۰	۳	کہین	کہن
۲۷۳	۱۴	یگان	یگانہ
۲۷۴	۹	نورعین تہی	نورعین نبی
۲۷۵	۸	غلبہ	عتبہ
۲۷۶	۶	تاب	باب
۲۷۹	۲	اختر	آخر
۲۷۹	۴	سمین تبان	سیمین تنان
۲۸۰	۷	سکندر بخت ہے	تخت ہے
		بخت کیان	تخت کیان
۲۹۰	۱۰	ابر شہاب	تیر شہاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۰	۱۳	نظر	نظیر
۲۹۱	۹	اب یہ ہوتا	آپ پہ تا
۲۹۲	۱۴	عبد اللہ	عبید اللہ
۲۹۳	۴	کو ہی	کوئی
۲۹۶	۶	باذل بعیب	باذل ہی عیب
۲۹۶	۱۳	اب سریر	زیب سریر
۲۹۷	۴	موج نسیم	موج تبسم
۲۹۸	۱	المنت	اتمت
۲۹۸	۱	مطلع تر رخشان	مطلع نیر رخشان
۲۹۸	۱۷	دل زار	دل ازار
۲۹۹	۹	کمین	کہن
۳۰۱	۵	تری	مری
۳۰۲	۹	جھولایا	جھلایا
۳۰۳	۱۷	زرد	دردی
۳۰۴	۱۱	زہمو	زہمون
۳۰۹	۵	علی صاحب	علینا صاحب
۳۱۳	۸	صد	صید
۳۱۳	۱۰	یہی حال	اے حال
۳۱۶	۱	نصیری	نصیرائے
۳۱۶	۳	صاحب	صاحبا ثاقب
۳۲۰	۶	ایک ہزار بست و صید	ایکہزار بست و صید
۳۲۳	۸	نشی ہر بہ شاد	نشی جگناتہ پرشاد
۳۲۴	۲	بنام عجب	بنام از دعجب
۳۲۴	۱۳	اکر پڑتا ہے	اگر پڑتا ہے

باتمام طبع

